مظہر کلیم ایم اے
WWW.PDFBOOKSFREE.PK
لیڈیز سیکرٹ سروس
عمران سیریز

B - 45

عمران سیریز

لیڈیز سیکرٹ سروس

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

[illegible]
مکتبہ کشمیر [illegible]
فون 510294

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

اصرار ہے کہ پیش لفظ عمران کی مدد کے بغیر لکھا جائے اب اس بارے میں آپ رائے دیں کہ پیش لفظ میں آپ کیا چاہتے ہیں ——— تاکہ آپ کی رائے کو سہارا لے کر پبلشر حضرات کو مجبور کیا جا سکے۔

مجھے امید ہے کہ آپ ضرور اس مسئلے پر اپنی رائے دیں گے۔

والسلام

مخلص مظہر کلیم ایم اے

صفدر نے رائفل کی نال سیدھی کی اور پھر آنکھ اس پر لگی ہوئی مکھی پر جما دی۔ رائفل آہستہ آہستہ دائیں طرف گھومتی چلی گئی۔ صفدر کی انگلی ٹریگر پر جمی ہوئی تھی اور چہرے پر عجیب سنسنی جیسی نمایاں تھی۔ پھر ایک زاویے پر اس نے رائفل روکی اور دوسرے لمحے سانس روکتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔

ٹریگر دبتے ہی ایک زوردار دھماکہ ہوا اور فضا میں عمران کی چیخ گونج اٹھی۔ چیخ کی بازگشت سے محسوس ہوا تھا کہ وہ اوپر سے نیچے تک چلی گئی ہو اور پھر کسی کے نیچے گرنے کا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی ماحول درندے کی گرجدار دھاڑ سے گونج اٹھا۔

عمران کی چیخ سنتے ہی صفدر بری طرح چونک پڑا اور اس نے پھرتی سے رائفل کی نال پر لگی طاقتور ٹارچ روشن کر دی اور دوسرے لمحے اس کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔ ٹارچ کی روشنی میں اس نے نیچے گرے ہوئے عمران کو اٹھتے اور ایک سیاہ رنگ کے چیتے کو اس پر جھپٹتے دیکھا اور پھر صفدر کو اور تو کچھ نہ سوجھا اس نے بھی بجلی کی سی تیزی سے مچان سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ جیسے ہی اس کے پنجوں نے زمین چھوئی وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"مروا دیا تھا یار ——— اپنی رائفل میں سائلنسر لگا دو ——— توبہ توبہ ——— کتنا خوفناک

دھماکہ تھا ——— عمران کی آواز صفدر کے کانوں میں پڑی جو بڑے اطمینان سے کھڑا پٹاخے چھوڑ رہا تھا۔

" مگر وہ چیتا ——— صفدر نے پریشان لہجے میں کہا کیونکہ اس نے خود سیاہ چیتے کو عمران پر جھپٹتے دیکھا تھا۔

" چیتا ——— ارے باپ رے وہ چیتا تھا ——— میں تو سمجھا تھا کہ کوئی سیاہ رنگ کی بلی رات کاٹ گئی ہے" ——— عمران کی آواز میں شدید خوف عود کر آیا۔

" مگر وہ گیا کہاں" ——— صفدر نے ٹارچ کی روشنی میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" وہ بھی دانش اٹھانے گیا ہوگا ——— خدا کرے اس کی دانش میں سائیلنسر لگا ہوا ہو" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔ اور صفدر کو اطمینان ہو گیا کہ چیتا عمران پر جھپٹا ضرور تھا مگر اچانک ٹارچ کی روشنی پڑنے سے وہ کنی کاٹ کر فرار ہو گیا۔

" مگر آپ نیچے سے کیوں گر گئے تھے" ——— صفدر نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" میں کہاں گرا ہوں ——— تمہاری دانش کے خوفناک دھماکے نے مجھے اٹھا کر نیچے پھینک دیا۔ میں تو بڑے مزے سے بیٹھا اونگھ رہا تھا" ——— عمران نے بھی غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

" آپ یہاں شکار کھیلنے آئے ہیں کہ اونگھنے ——— اگر خدا نخواستہ میں بروقت ٹارچ نہ جلاتا تو آپ سیاہ چیتے کے پیٹ میں پہنچ چکے ہوتے" ——— صفدر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ارے باپ رے ——— کیا واقعی وہ سچ مچ کا سیاہ چیتا تھا ——— " عمران نے ایک بار پھر لرزتے ہوئے کہا۔

" اب آپ میری زبان پر چل بیٹھیں ——— فائر کے ساتھ ہی جب میں نے آپ کی چیخ سنی تو یقین کیجیے میرا دل دہل گیا تھا" ——— صفدر نے کہا۔

" اچھا بھئی دل گیا ہوگا ——— پھر میں کیا کروں ——— اپنے دل کا علاج کراؤ۔ ایک دانش کے دھماکے سے دہل جاتا ہے ——— اگر ایٹم بم کا دھماکہ ہو جائے تو پھر کیا ہوگا؟" عمران نے درخت پر چڑھتے ہوئے کہا۔

صفدر بھی مسکراتا ہوا اوپر چڑھا اور اس بار دونوں ایک ہی مچان پر بیٹھ گئے۔

" یار تمہارے پاس چائے تو مل جائے گی ——— بڑی طلب ہو رہی ہے ———" عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

صفدر نے بڑی خاموشی سے چائے سے بھرا ہوا تھرماس اٹھایا اور چائے کپ میں ڈال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" اگر آپ نے چائے ہی پینی تھی تو پھر اتنے خوفناک جنگل میں آنے کی کیا ضرورت تھی۔

" یار ——— تم اب بڑے بے تجربہ ہو ——— کیا اتنے خوفناک جنگل میں درندوں کے درمیان بیٹھ کر چائے پینے میں تمہیں کوئی لطف نہیں آتا" ——— عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

" بالکل آتا ہے ——— مگر آپ پہلے ہی بات کہہ دیتے ——— میں خواہ مخواہ شکار کھیلنے کے چکر میں پڑا رہا" ——— صفدر نے جواب دیا وہ ابھی تک روٹھا ہوا تھا۔ دراصل اسے سیاہ چیتے کے زندہ سلامت نکل جانے پر افسوس ہو رہا تھا۔

" بھئی شکار تو اسی لئے تمہیں کھلا رہا تھا کہ تمہارا نشانہ صحیح ہو جائے ——— اب تم ہی بتاؤ۔ اتنے خوفناک دھماکے کے باوجود چیتا صحیح سلامت نکل گیا ——— کل کو اگر کوئی مجرم اس طرح نکل گیا تو مجھے یقیناً خودکشی کرنی پڑے گی" ——— عمران نے چائے کی دوسری

چسکی لیتے ہوئے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا اور صفدر ندامت کے مارے خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے اس کا نشانہ خطا گیا تھا ورنہ چیتا زندہ ہی نہ رہتا۔

عمران نے چائے پی کر کپ ایک طرف رکھا اور پھر درخت کے تنے سے پشت لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔

صفدر بھی ڈھیلے انداز میں بیٹھا ہوا تھا کیونکہ ظاہر ہے رائفل کے اس دھماکے کے بعد ادھر کسی درندے کے آنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔

رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ جنگل میں درندوں کی بھاگ دوڑ، ان کی غراہٹیں مسلسل سنائی دے رہی تھیں۔ کبھی کبھی کسی ریچھ یا درندے کی دھاڑ سے جنگل گونج اٹھتا۔

عمران نے تو چند ہی لمحوں میں خراٹے لینے شروع کر دیئے۔ حالانکہ چٹان پر بڑے بڑے مچھروں کی بس یلغار تھی۔ اور صفدر ان مچھروں کی وجہ سے بڑا بے چین تھا مگر عمران تو یوں اطمینان سے سویا ہوا تھا جیسے وہ اپنی خوابگاہ میں پڑا ہوا ہو۔

ابھی عمران کو سوئے ہوئے آدھا گھنٹہ گزرا تھا کہ صفدر بھی ذرا سا اونگھنے لگا مگر اچانک اس کے کانوں میں ایک مدھم سی کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی اور وہ یکلخت چونک پڑا۔ اس نے آنکھیں پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ اب وہاں گہرا سکوت طاری تھا۔ ویسے تو جانوروں کے دوڑنے بھاگنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں مگر جو کھڑکھڑاہٹ صفدر کے کانوں میں پڑی تھی اس سے اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے کوئی انسان درخت پر چڑھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ مگر جب کافی دیر تک کچھ آہٹ محسوس نہ ہوئی تو اس نے اس خیال کو وہم سمجھ کر ذہن سے نکال دیا اور پھر دوبارہ اونگھنے میں مصروف ہو گیا۔ عمران کے خراٹے مسلسل جاری تھے۔

ابھی صفدر کو اونگھتے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک اس کی ناک میں ایک ناگوار سی بو ٹکرائی اور اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ اس کا ذہن جیسے ہی بیدار ہوا اس نے ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں محسوس کر لیا کہ چٹان پر بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلی ہوئی ہے۔ ادھر عمران کے خراٹے بھی بند ہو چکے تھے۔ صفدر نے سر جھٹک کر قریب پڑی ہوئی رائفل اٹھانے کی کوشش کی مگر اسی لمحے گیس کا زبردست بھبکا اس کی ناک سے ٹکرایا اور اس کے دماغ میں اندھیرے پھیلتے چلے گئے۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی مگر بے سود۔ چند ہی لمحوں بعد وہ بے ہوش ہو کر چٹان پر گر گیا۔

پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو چند لمحوں تک وہ خالی نظروں سے اوپر دیکھتا رہا مگر اسی لمحے عمران کی آواز اس کے کانوں میں پڑی اور اس کے حواس پوری طرح بیدار ہو گئے۔

"اٹھو بیٹھو بابا ــــ شکار اسی طرح کھیلا جاتا ہے کہ چٹان پر مزے سے سوتے رہو ــــ میں نے تم سے زیادہ سست اور کاہل شکاری آج تک نہیں دیکھا" ــــ عمران کے لہجے میں شوخی تھی۔

صفدر نے ہوش میں آتے ہی حیرت سے ادھر ادھر دیکھا۔ وہ ایک ایسے کمرے میں موجود تھا جسے سنگین اور بے ڈھب پتھروں سے بنایا گیا تھا اور اس میں نہ ہی کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی کھڑکی۔ کمرہ چاروں طرف سے بند تھا۔

"ہم کہاں آ گئے ــــ" صفدر نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"جب شکاری سست ہو جائیں تو پھر شکار کو تیز ہونا پڑتا ہے۔ لہٰذا ہمیں شکار کر لیا گیا ہے ــــ" عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔ وہ اٹھ کر آلتی پالتی مارے بیٹھا ہوا تھا۔

صفدر نے دیکھا کہ ان کا تمام سامان غائب تھا۔ حتیٰ کہ ان کی جیبوں میں موجود ریوالور تک غائب تھے۔

"مگر عمران صاحب ــــ آپ تو تفریح کے لئے یہاں آئے تھے ــــ پھر یہ کیا چکر ہے ــــ" صفدر نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"جیسا دیس ویسا بھیس ـــ ہوسکتا ہے اس ملک کی تفریح کا یہی انداز ہو۔"
عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا اور صفدر سمجھ گیا کہ عمران اس سے کچھ چھپا رہا ہے۔

آج سے ایک ہفتہ قبل عمران نے صفدر کے سامنے یہ تجویز رکھی تھی کہ کام کرتے ہوئے بڑا عرصہ گزر چکا ہے اور انہوں نے کوئی تفریح نہیں کی۔ اس لئے کیوں نہ شکار کھیلنے چلیں۔ صفدر کو ایسا موقع اللہ دے۔ صفدر نے تجویز پیش کی کہ پوری ٹیم شکار کھیلے۔ مگر عمران نے یہ کہہ کر بات ختم کردی کہ اس نے ایکسٹو سے اس بات کی اجازت چاہی تھی مگر اس نے یکسر انکار کردیا۔ بڑی مشکل سے صرف صفدر کی اجازت مل سکی۔

"ٹھیک ہے ـــ مگر شکار کرنے جنگل میں کیسا جائے گا ـــ؟" صفدر نے پوچھا۔

عمران نے ایک دوست ملک میں موجود مشہور عالم جنگل کا نام پیش کر دیا۔

"مگر عمران صاحب! ـــ آخر وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اپنے ملک میں بھی تو جنگل موجود ہیں ـــ" صفدر نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"ارے اس سلسلے میں میری یہ کمزوری ہے کہ تفریح کی تو بھرپور انداز میں کرو۔ تم جانتے ہو کہ ایمیزن کا جنگل شکار کے لئے کتنا مشہور ہے ـــ" عمران نے دلیل دیتے ہوئے کہا اور صفدر کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا اس نے آج تک یہ ملک نہیں دیکھا تھا اس لئے اس نے سوچا کہ تفریح کے ساتھ ساتھ نئے ملک کی سیر بھی ہو جائے گی چنانچہ پروگرام بن گیا اور وہ دو دن ہوئے اس ملک میں پہنچ گئے۔

یہاں پہنچنے کے بعد دو دن تک عمران سارا سارا دن غائب رہتا۔ بہانہ یہ تھا کہ وہ شکار کھیلنے کا اجازت نامہ اور ضروری سامان کا انتظام کر رہا ہے۔ ادھر صفدر نے یہ دو دن آرام اور سیر سپاٹے میں گزار دیئے۔

آج شام وہ دونوں اس جنگل میں داخل ہوئے اور پھر عمران کے کہنے پر ہی مچانیں باندھی گئیں اور وہ دونوں مچانوں پر بیٹھ گئے۔ پھر صفدر نے سیاہ چیتے پر فائر کیا جس کے نتیجے میں عمران گر گیا اور چیتا صاف بچ کر نکل گیا۔ پھر عمران اس کی مچان پر آگیا اور آخر کار ان کی آنکھ اس کمرے میں کھلی۔

اب صفدر بچہ تو نہیں تھا کہ عمران کی بات پر ٹل جاتا۔ وہ سمجھ گیا کہ تفریح اور شکار تو صرف ایک بہانہ تھا۔ اصل چکر کسی کیس کا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں مچان پر بیہوش کر کے یہاں لایا گیا ہے۔

ابھی صفدر یہی سب کچھ سوچنے میں مصروف تھا کہ کمرے کی ایک دیوار ایک زوردار گڑگڑاہٹ کے ساتھ کسی دروازے کی طرح کھلتی چلی گئی اور عمران اور صفدر چونک کر ادھر دیکھنے لگے۔

دیوار ایک طرف ہٹتے ہی انہوں نے ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی کو دیکھا جس نے تمام جسم پر سیاہ رنگ کا چست لباس پہنا ہوا تھا۔ صرف اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا اور اس کے ہاتھوں میں سٹین گن تھی۔ وہ دیوار کے ہٹ جانے سے بننے والے خلا میں کھڑی تھی شاید وہ ان دونوں کا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔

"آیئے آیئے محترمہ ـــ تشریف لے آیئے اور ہمیں شرف میزبانی بخشئے ـــ" عمران نے باقاعدہ جھک کر مسخرے انداز میں کہا۔ مگر لڑکی کے سپاٹ چہرے پر کوئی تاثر پیدا نہ ہوا۔

"تو ہوش میں آگئے ہو ـــ؟" لڑکی نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"جی آپ کو دیکھنے کے بعد کون ہوش میں رہ سکتا ہے ـــ اللہ اللہ یہ حسن ـــ یہ ادا ـــ اور پھر اس پر یہ چست لباس ـــ واہ واہ ـــ طبیعت خوش کردی ہے آپ کی آمد نے ـــ" عمران نے ٹھیٹ عاشقوں کے سے انداز میں کہا۔

"تمہیں باس نے بلایا ہے ـــ اٹھو اور چلو ـــ مگر یاد رکھنا کہ اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو یہی گولی ہی دل پر پڑے گی" ـــ لڑکی نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ارے ارے دل اب باقی ہی کہاں رہا ـــ وہ تو تمہیں دیکھتے ہی راہ فرار اختیار کر گیا ہے ـــ اب تو میں بیدل ہوں ـــ کیوں صفدر یار! ـــ تم بھی تو کچھ بولو ـــ کیا منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھے ہو ـــ" عمران کا لہجہ بدستور عاشقانہ اور لاپرواہی لئے ہوئے تھا۔

"میں کیا بولوں ـــ آپ نے کوئی کسر چھوڑی ہو تو کہوں ـــ" صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم دونوں کو میں ایک سیکنڈ دیتی ہوں کہ تم اٹھ کر چل پڑو ورنہ ـــ" لڑکی نے بغیر کوئی حرکت کرتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ارے رے ـــ تم تو عجیب ہو ـــ ہم بھلا کدھر ہیں ـــ اور حسن کے قرب سے دور ہونا ایک عاشق کے لئے ناممکن ہے وہ تو آتش حسن سے ہی جل کر خاک ہو جائے گا۔ اس لئے فکر نہ کرو اگر تم ہمیں اپنے باس تک زندہ سلامت پہنچانا چاہتی ہو تو راستے سے ہٹ جاؤ ـــ" عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے جواب دیا اور لڑکی تیزی سے دو قدم پیچھے ہٹی اور باہر کی طرف راہداری کی سائیڈ میں ہو گئی۔

"آؤ صفدر ـــ اس کے باس سے بھی ملاقات کر لیں ـــ مگر دیکھو یار ـــ اب یہاں تم ہی میرے بڑے ہو اس لئے باس سے میرے رشتے کی بات تم ہی کرنا ـــ" عمران نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھنے لگا۔ صفدر بھی اس کے پیچھے تھا۔

راہداری میں پہنچ کر لڑکی نے انہیں بائیں طرف چلنے کے لئے کہا اور وہ دونوں اس کی ہدایت کے مطابق ادھر چل پڑے۔ طویل راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوا جس کے پٹ کھلے ہوئے تھے اور دروازے کے باہر بھی سیاہ لباس میں ملبوس ایک نوجوان لڑکی ہاتھ میں سٹین گن پکڑے پہرے پر موجود تھی۔ اس نے ان دونوں کو آتے دیکھ کر دروازہ کھول دیا۔ اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے

یہ ایک بہت بڑا ہال تھا جس کے آخری کونے میں ایک خوبصورت اور آرام دہ کرسی پڑی ہوئی تھی۔ کرسی پر ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکی جس کا رنگ سرخ سپید تھا بیٹھنے کے انداز میں بیٹھی ہوئی تھی۔

ہال میں پانچ سٹین گن بردار لڑکیاں مختلف کونوں میں چوکنے انداز میں کھڑی تھیں۔

عمران اور صفدر جیسے ہی ہال میں داخل ہوئے۔ کرسی پر بیٹھی ہوئی لڑکی نے چونک کر ان کی طرف دیکھا اور پھر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ اس کا چہرہ تو بدستور سپاٹ رہا البتہ آنکھوں میں دلچسپی کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

"انہیں سامنے والی دیوار کے ساتھ کھڑا کر دو ـــ" کرسی پر بیٹھی ہوئی لڑکی کی مترنم آواز کمرے میں گونجی۔

"یس باس ـــ" ان کے پیچھے آنے والی لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور انہیں اشارے سے دیوار کے ساتھ کھڑے ہونے کے لئے کہا۔

"بہت خوب ـــ تو تم ان حسیناؤں کی باس ہو ـــ واقعی باس بننے کے قابل بھی ہو ـــ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے گزشتہ عالمی مقابلہ حسن میں تم ہی ملکہ حسن منتخب ہوئی تھیں ـــ" عمران نے دیوار کے ساتھ پشت لگاتے ہوئے کہا۔

"ان دونوں کو گولی مار دو ـــ میں زیادہ بولنے والوں کو برداشت نہیں کر سکتی ـــ" باس نے انتہائی سپاٹ لہجے میں ہال میں کھڑی لڑکیوں سے کہا اور خود دوبارہ اسی طرح کرسی پر تقریباً لیٹ سی گئی۔

باس کا حکم ملتے ہی ہال میں موجود تمام لڑکیوں کی مشین گنوں کا رخ مشینی انداز میں عمران اور صفدر کی طرف ہو گیا۔

"ارے ارے ٹھہرو۔ چلو وعدہ رہا۔ میں نہیں بولوں گا ——— صرف آنکھوں سے باتیں کروں گا ——— اور پھر تمہاری بات بھی ٹھیک ہے۔ رعب حسن سے زبان تو گنگ ہو ہی جاتی ہے" ——— عمران نے بڑے خوفزدہ انداز میں دونوں ہاتھ اٹھا کر انہیں روکتے ہوئے کہا۔

باس ایک لمحے کے لئے مسکرائی، پھر اس نے ہاتھ کے اشارے سے دوسری لڑکیوں کو فائر کرنے سے روک دیا۔

"تم دونوں اپنے نام بتاؤ اور اس جنگل میں اپنی آمد کا مقصد بتاؤ ——— شٹ اپ ——— میں کوئی فضول بات نہیں سننا چاہتی" ——— باس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میرا نام علی عمران ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن) ہے ——— اور یہ میرا یار صفدر ہے۔ ہم دونوں پاکیشیا کے باشندے ہیں اور کافرستان سے اکتا کر یہاں شکار کھیلنے آئے تھے" ——— عمران نے اس بار بڑی شرافت سے سب کچھ سچ سچ بتا دیا۔

"ہوں ——— تم نے اب تک سچ بولا ہے۔ اس لئے دوسرے سوال کی نوبت آگئی ہے ورنہ" ——— باس نے پہلی بار کھل کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے تم لاکھ سوال کرو ——— میں یقیناً ہر دکھ سے پاس ہو جاؤں گا اور پھر ظاہر ہے شادی ———" عمران نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا مگر شادی کا لفظ کہتے ہی اس نے گھبرا کر اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ اس کا پورا جسم ہی کانپ گیا تھا۔

"تم یہاں کی سیکرٹ سروس کے چیف مسٹر بوگارڈو سے کیوں ملے تھے" ——— باس نے براہ راست عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"بوگارڈو ——— وہ کون ہے ——— کیا یہ کسی شکاری کتے کا نام ہے" ——— عمران کے لہجے میں شدید حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"گولی مار دو" ——— باس نے اس کا جواب سنتے ہی سپاٹ لہجے میں کہا اور ایک بار پھر کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔

سب لڑکیوں کی مشین گنیں دوبارہ ان کی طرف اٹھ گئیں۔

"ارے تم تو بہت زود رنج ہو ——— نہ صرف حسن آتش فشاں ہو بلکہ خود بھی کچھ کم نہیں ہو ——— میں بتاتا ہوں ——— مسٹر بوگارڈو میرے والد کے بہت قریبی دوست ہیں۔ میرے والد نے ان کے نام ایک رقعہ دیا تھا۔ میں وہ رقعہ پہنچانے گیا تھا" ——— عمران نے جلدی سے جواب دیا۔

باس ایک بار پھر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"کیا تم جانتے ہو کہ مسٹر بوگارڈو سیکرٹ سروس کے چیف ہیں" ——— باس نے پوچھا۔

"ہاں ——— میرے والد نے مجھے بتایا تھا" ——— عمران نے اس بار مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے والد کیا کام کرتے ہیں" ——— باس نے پوچھا۔

"وہ پاکیشیا انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل ہیں ——— مگر میں ان کا اکلوتا بیٹا بھی ہوں اور عاق بھی" ——— عمران نے ساتھ ہی ٹکڑا لگا دیا۔

"تمہارا اس ملک میں آنے کا مقصد کیا تھا" ——— باس نے پوچھا۔

"یقین کرو صرف تفریح اور شکار" ——— عمران نے جواب دیا۔

"تم اپنے ملک میں کیا کام کرتے ہو" ——— باس نے پوچھا

"آوارہ گردی ——— اور انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو بلیک میل کر کے اس سے گزارے

۔۔۔کے لئے رقم حاصل کرتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر ہمیں تمہارے متعلق یہ رپورٹ ملی ہے کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے رہتے ہو" ۔۔۔ باس نے ہمیں بار اطلاع دیتے ہوئے کہا۔

"اور یہ بھی اطلاع یقیناً ملی ہو گی کہ میں ازلی کنوارہ ہوں ۔۔۔ اگر رحم کھاؤ تو میری شادی کرا دو ۔۔۔ میں تمام عمر احسان مند رہوں گا" ۔۔۔ عمران نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"میرے سوال کا جواب دو ۔۔۔ اس بار میں فائرنگ نہیں رکواؤں گی" ۔۔۔ باس نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تمہیں بتایا تو ہے ۔۔۔ میں پیشے کے لحاظ سے بلیک میلر ہوں اور سیکرٹ سروس کا چیف کبھی کبھی معقول معاوضے پر مجھ سے کام لے لیتا ہے اور بس" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"سنو عمران ۔۔۔ اب میں تمہیں کھل کر یہ بات بتا دوں کہ تم جیسے ہی اس ملک میں داخل ہوئے تھے ہمیں اطلاع مل گئی تھی ۔۔۔ ہم نے چھان بین کرائی تو ہمیں معلوم ہوا کہ تم پاکیشیائی خطرناک آدمی ہو۔ یقیناً تمہیں ہوگارڈ نے اپنی مدد کے لئے خصوصی طور پر بلایا ہو گا۔ چنانچہ ہم نے تمہیں اغوا کر لیا اور ہم اپنے مشن میں معمولی سا خطرہ لینے کے بھی قائل نہیں۔ اس لئے تمہاری موت یقینی ہے" ۔۔۔ باس نے پہلی بار کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"تو مت ڈراؤ ۔۔۔ میں اس ملک سے ہی چلا جاتا ہوں ۔۔۔ تم ہوگارڈ کی [illegible] مجھے اس ملک سے کیا لینا" ۔۔۔ عمران نے بدستور لاپرواہی سے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ اب تم زندہ واپس نہیں جا سکتے ۔۔۔ یہ ناممکن ہے" ۔۔۔ باس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تو پھر میرے ساتھ شادی کر لو ۔۔۔ سب خطرہ دور ہو جائے گا ۔۔۔ اور یقین کرو میں تمام عمر تمہارے پاؤں دھو دھو کر پیتا رہوں گا" ۔۔۔ عمران نے مخلصانہ لہجے

میں کہا۔

"ان دونوں کو گولی مار دی جائے ۔۔۔ اور ان کی لاشیں واپس جنگل میں پھینکوا دی جائیں"۔ اس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سٹین گنیں ایک بار پھر ان کی طرف اٹھ گئیں۔

"کیا سوال کی کوئی گنجائش نہیں ۔۔۔؟" عمران کا لہجہ اچانک سنجیدہ ہو گیا۔ اس کا لہجہ بدلتے ہی صفدر بھی چونک پڑا کیونکہ وہ عمران کی فطرت سمجھتا تھا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ عمران کچھ کرنے کے موڈ میں آ گیا ہے۔ چنانچہ وہ بھی چوکنا ہو گیا۔

"نہیں ۔۔۔ بالکل نہیں" ۔۔۔ لڑکی نے اسی طرح لاپرواہی سے جواب دیا اور پھر مسلح لڑکیوں سے مخاطب ہو کر "فائر" ۔۔۔ کہا۔

اس کا حکم ملتے ہی لڑکیوں کی انگلیاں تیزی سے ٹریگروں پر دبتی چلی گئیں اور دونوں اطراف سے گولیوں کی بوچھاڑ عین اس جگہ پڑی جہاں صفدر اور عمران موجود تھے۔

سر سلطان اپنے دفتر میں بیٹھے کام میں مصروف تھے کہ قریب پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ انہوں نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا اور پھر ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف سے ان کے پی اے کی آواز ابھری۔

"سر ۔۔۔ ہوگارڈ سے کسی مسٹر ہوگارڈ کی کال ہے ۔۔۔ ایمرجنسی کال ہے سر"۔

"اوہ ۔۔۔ فوراً ملاؤ" ۔۔۔ سر سلطان نے چونکتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور پھر ریسیور پر ایک بھاری مردانہ آواز گونج اٹھی۔

"سر سلطان! — میں بوگارڈو بول رہا ہوں۔"

"یس مسٹر بوگارڈو — کیا بات ہے خیریت ہے — ؟" سر سلطان نے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر سلطان! — آپ کی حکومت نے جن دو ایجنٹوں کو بھیجا تھا وہ گزشتہ دو دنوں سے غائب ہیں — ہم نے انہیں بہت تلاش کیا ہے مگر ان کا پتہ ہی نہیں چل سکا —" بوگارڈو کے لہجے میں تشویش کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"تو اس میں تشویش کی کیا بات ہے مسٹر بوگارڈو — وہ دونوں یقیناً اپنے کام میں مصروف ہوں گے —" سر سلطان نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں سر سلطان — حالات اس کے برعکس ہیں — وہ دونوں شکار کھیلنے جنگل میں داخل ہوئے تھے — میرے آدمی ان کی مسلسل نگرانی کر رہے تھے — پھر انہیں بیہوشنگ گیس سے بے ہوش کر کے پہاڑوں پر سے اغوا کر لیا گیا — میرے آدمیوں نے ان کا تعاقب کیا اور مجرم دشمن ایجنٹوں کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچ گئے وہاں ہم نے ان سب کو گرفتار کر لیا مگر آپ کے دونوں آدمی غائب تھے اور اب تک نہیں مل سکے —" بوگارڈو نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ نے ہمارے آدمیوں کو چارے کے طور پر استعمال کیا ہے —" سر سلطان کے لہجے میں غصے کا عنصر نمایاں ہو گیا تھا۔

"ہاں — ہماری سکیم یہی تھی — ہمیں دشمنوں کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ نہیں چل رہا تھا چنانچہ ہم نے یہ سکیم تیار کی اور آپ کے ملک سے اپنے ایجنٹ بھیجنے کی درخواست کی۔ ان ایجنٹوں کے وہاں پہنچنے کی خاص پبلسٹی کی گئی۔ چنانچہ وہ دونوں دشمن ایجنٹوں کی نظروں میں آ گئے اور ہماری سکیم کے عین مطابق انہیں اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر لے جایا گیا۔ اس طرح ہم ان کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے مگر آپ کے دونوں آدمی ہمیں وہاں نہیں ملے — کیس تو ختم ہو گیا سر۔ مجھے آپ کے دونوں آدمیوں کا فکر ہے۔ میں نے انہیں تلاش کرانے کی بے حد کوشش کی ہے مگر بے سود۔ اس لئے میں نے سوچا کہ کہیں وہ خفیہ طور پر واپس اپنے ملک نہ پہنچ گئے ہوں۔ میرے فون کرنے کا مقصد بھی یہی تھا —" بوگارڈو نے جواب دیا۔

"مسٹر بوگارڈو — مجھے افسوس ہے کہ آپ کی حکومت نے ہماری حکومت سے دھوکا کیا ہے۔ اس طرح ہمارے دو ذہین ترین ایجنٹوں کو چارے کے طور پر استعمال نہیں کیا جانا چاہیے تھا۔ اگر تم انہیں اپنے طور پر کام کرنے دیتے تو وہ یقیناً آپ کے لئے زیادہ مفید ثابت ہوتے۔ بہرحال اس سلسلے میں آپ کی حکومت سے سرکاری سطح پر احتجاج کیا جائے گا۔ آپ کی حکومت ہمارے ایجنٹوں کو واپس کرنے کی پابند ہے —" سر سلطان کے لہجے میں شدید ناراضگی تھی۔

"ہمیں افسوس ہے سر سلطان کہ آپ کو ہماری تجویز پسند نہیں آئی — بہرحال یقین رکھیں اس تجویز کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے آپ کے ایجنٹوں کی مکمل حفاظت کی بابت بھی سوچا تھا اور یہ بھی کہ یہ تجویز میرے ذہن کی پیداوار تھی۔ میری حکومت کو اس کا قطعی علم نہیں تھا۔ بہرحال میں شرمندہ ہوں کہ آپ کے آدمیوں کی بخوبی حفاظت نہ کر سکا۔ اگر وہ واپس نہیں پہنچے تو آپ یقین رکھیں کہ ہم انہیں تلاش کر کے زندہ سلامت واپس بھجوا دیں گے — آپ بے فکر رہیں —" بوگارڈو نے معذرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ میرے آدمیوں کا فکر نہ کریں — وہ اپنی حفاظت خود کرنا جانتے ہیں — آپ کا کیس ختم ہو گیا — یہی کافی ہے — میری حکومت کی طرف سے مبارکباد قبول فرمائیں —" سر سلطان کے لہجے میں شدید طنز تھا۔

"شکریہ سر سلطان — ہماری حکومت ہمیشہ آپ کی احسان مند رہے گی۔ بہرحال

یہ میرا فرض ہے کہ میں آپ کے آدمیوں کو تلاش کر کے بحفاظت واپس پہنچا دوں۔ میری کوششیں اس سلسلے میں جاری ہیں اور اس وقت تک جاری رہیں گی جب تک وہ دونوں مل نہیں جاتے — البتہ میری یہ درخواست ہے کہ اگر آپ کے آدمی واپس آپ تک بغیر میری اطلاع کے پہنچ جائیں تو آپ مجھے اطلاع ضرور کریں تاکہ میں مزید دوڑ دھوپ سے بچ جاؤں — اوکے گڈ بائی" — دوسری طرف سے ہوگارڈ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔

سر سلطان نے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا مگر ان کے چہرے پر شکنوں کا جال پھیلا ہوا تھا۔

عمران اور صفدر کی اچانک گمشدگی حیرت انگیز تھی۔ انہیں معلوم تھا کہ عمران وقت ضائع کرنے کا عادی نہیں ہے۔ اگر واقعی کیس ختم ہو چکا ہوتا تو وہ پہلی فرصت میں واپس آ جاتا یا ان سے رابطہ قائم کرتا اور اگر ایسا نہیں ہوا تو اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ کیس ابھی تک ختم نہیں ہوا ہو گا۔ ہوگارڈ کو غلط فہمی ہوئی ہو گی۔ اس نے عمران دوستوں کا کام کر رہا ہو گا۔ اور دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ عمران اور صفدر کیس کے ختم ہو چکے ہوں اور ہوگارڈ نے خود انہیں ان کی گمشدگی کو چھپانے کی کوشش کی ہے — دوسری صورت کو سر سلطان کو کچھ نہیں رہی تھی کیونکہ ان کی نظر میں عمران اتنا تر نوالہ نہیں تھا مگر وہ سوچتے کہ ہو سکتا ہے ایسا ہوا ہو کیونکہ بہرحال عمران انسان ہے۔

اچانک ایک اور خیال سر سلطان کے ذہن میں آیا اور وہ چونک پڑے۔ انہیں یہ خیال آیا کہ یہ بات بھی ممکن ہے کہ ہوگارڈ خود ہی دشمن ایجنٹوں سے مل گیا ہو اور اس طرح اس نے حکومت کو یہ تاثر دیا ہو کہ کیس ختم ہو گیا ہے۔ تاکہ عمران اور صفدر کو آسانی سے ہلاک کیا جا سکے۔

بہرحال کافی سوچ بچار کرنے کے باوجود سر سلطان کسی واضح نتیجے تک نہ پہنچ سکے۔ آخر انہوں نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دل ہی دل میں ایک فیصلہ کیا اور پھر ٹیلیفون اٹھا کر پی اے سے ایکسٹو کے نمبر ملانے کا حکم دیا۔ چند ہی لمحوں بعد پی اے نے سلسلہ مل جانے کی اطلاع دی اور سر سلطان نے ٹک کی آواز سنتے ہی بات چیت کا آغاز کر دیا۔ انہیں اطمینان تھا کہ پی اے ان کی گفتگو نہیں سن سکتا کیونکہ ان کے ٹیلیفون کا سسٹم ہی ایسا تھا کہ براہ راست رابطہ قائم ہونے کے بعد پی اے کا فون اس وقت تک مردہ ہو جاتا تھا جب تک سر سلطان رسیور واپس کریڈل پر نہ رکھ دیں ایسا سیکورٹی کے تحت کیا گیا تھا تاکہ پی اے کے کانوں میں کوئی اہم راز نہ پڑ جائے۔

"سر سلطان سپیکنگ" — سر سلطان نے رابطہ قائم ہوتے ہی اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"بلیک زیرو بول رہا ہوں جناب" — دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"بلیک زیرو! — عمران نے ایکریمیا جانے کے بعد تم سے رابطہ قائم تو نہیں کیا" — سر سلطان نے پوچھا۔

"نہیں جناب! — کیوں کوئی خاص بات ہو گئی ہے" — بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

سر سلطان نے ہوگارڈ کے ساتھ بات چیت اور اپنی سوچ بچار کی تفصیل سے اسے بتاتے ہوئے کہا۔

"اب تم کہو — تمہارا کیا خیال ہے"

"سر — میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ حالات الجھ چکے ہیں — ہو سکتا ہے کہ آپ کا آخری نظریہ درست ہو" — بلیک زیرو نے کچھ لمحے کے توقف کے بعد

جواب دیا۔

"ہاں ۔۔۔ ایسا ہو سکتا ہے ۔۔۔ اور اگر ایسا ہوا اور بعد میں حالات مختلف ہو گئے تو ہمیں سرکاری سطح پر ایبزن کی حکومت سے شرمندگی اٹھانا پڑے گی۔ اس لئے میں نے سوچا ہے کہ تم اپنی ٹیم سمیت خفیہ طور پر ایبزن چلے جاؤ اور اس بات کی تحقیقات کرو کہ اصل چکر کیا ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ۔۔۔ میں چلا جاتا ہوں ۔۔۔ ویسے بھی آجکل فراغت ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ یہی بہتر ہے ۔۔۔ اس طرح کم سے کم ہمیں پوری تسلی ہو جائے گی" ۔۔۔ سر سلطان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بہتر ہے جناب ۔۔۔ آپ کا فیصلہ درست ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوکے ۔۔۔ اپنی روانگی کے وقت سے مجھے مطلع کر دینا تاکہ میں صدر مملکت کو رپورٹ دے سکوں" ۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔

سر سلطان کو اب اطمینان ہو گیا تھا کہ جلد ہی اصل حالات سامنے آ جائیں گے۔ چنانچہ وہ دوبارہ فائلوں میں گم ہو گئے۔

مسلح لڑکیوں کی مشین گنوں سے فائرنگ ضرور ہوئی مگر صفدر اور عمران دونوں پہلے سے چوکنے تھے۔ اس لئے ظاہر ہے وہ اتنی آسانی سے مار کھانے والے کہاں تھے۔ جیسے ہی باس نے فائر کا حکم دیا وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلے اور پھر جس وقت گولیاں اپنے نشانے پر پڑیں وہ دونوں ہی جگہ چھوڑ چکے تھے عمران کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا سیدھا اس کرسی پر جا گرا جس پر وہ خوبصورت سی لڑکی اس اطمینان سے بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرائے اور پھر کرسی سمیت دوسری طرف جا گرے۔ دونوں نے ہی اٹھنے میں پھرتی دکھائی مگر عمران جانتا تھا کہ اگر اسے ایک لمحے کی بھی چوک ہو گئی تو پھر مشین گنوں کی گولیوں سے اسے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ چنانچہ گرتے ہی اس نے تیزی سے قلابازی کھائی اور پھر جب وہ کھڑا ہوا تو حسینہ اس کے بازوؤں میں دبی ہوئی تھی۔ عمران کا ایک ہاتھ اس کی گردن کے گرد لپٹا ہوا تھا اور دوسرا ہاتھ اس کی کمر میں تھا۔ اب ظاہر ہے وہ گولیوں کی بوچھاڑ سے محفوظ تھا۔ مسلح لڑکیاں اپنے باس پر گولیاں چلانے کی کبھی حماقت نہ کرتیں۔

ادھر صفدر نے مختلف راستہ اختیار کیا۔ اس نے چھلانگ لگائی اور ہال کے سٹیج پر پہنچتے ہی جیسے ہی اس کے پیر زمین سے ٹکرائے اس کا جسم ایک بار پھر سپرنگ کی طرح اچھلا اور اس بار اس کی منزل دائیں طرف کھڑی ہوئی آخری مسلح لڑکی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی مشین گن اس کے ہاتھوں سے نکل چکی تھی اور صفدر مشین گن سنبھالے اس کے پیچھے پہنچ چکا تھا۔

ان دونوں نے اس قدر حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا کہ لڑکیاں صرف پلکیں جھپکاتی رہ گئیں۔

"مشین گنیں نیچے پھینک کر ہاتھ اوپر اٹھا دو ۔۔۔ ورنہ سب کو بھون کر رکھ دوں گا" ۔۔۔ صفدر نے چیختے ہوئے کہا۔

"ارے صفدر ۔۔۔ پہلے ایک آدھ بچا لینا ۔۔۔ میرے لئے تو یہ کافی ہے"

وہاں ہال کے دوسرے کونے سے ہانک لگائی۔
مگر صفدر نے اس کی طرف نہیں دیکھا اس کی نظریں مسلح لڑکیوں پر جمی ہوئی تھیں۔
اسے معلوم تھا کہ باس کی ایک لمحے کی غفلت پانسہ پلٹ سکتی ہے۔
لڑکیوں نے مشین گنیں پھینک کر ہاتھ اٹھا لئے۔
"ایک طرف ہٹ کر دیوار کے ساتھ کھڑی ہو جاؤ ۔۔۔ خبردار اگر کسی نے کوئی غلط
حرکت کی تو" ۔۔۔ صفدر نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔
لڑکیوں نے بے چوں چرا صفدر کے احکام کی تعمیل کی۔
صفدر نے آگے بڑھ کر پیروں کی ٹھوکروں سے تمام مشین گنیں ہال کے دوسرے
کونے کی طرف پھینک دیں اور پھر ایک کونے میں مشین گن لئے کھڑا ہو گیا۔ اب وہ ان
سب کو آسانی سے کور کر سکتا تھا۔
ادھر باس ابھی تک عمران کی گرفت میں کسمسا رہی تھی مگر ظاہر ہے عمران کی گرفت
سے نکلنا اس کے بس کا روگ نہ تھا۔ چنانچہ چند لمحوں کی جدوجہد کے بعد اس نے اپنا
جسم ڈھیلا چھوڑ دیا۔
"اب بولو باس صاحبہ! ۔۔۔ مجھ سے شادی کرنے پر تیار ہو یا نہیں ۔۔۔؟"
عمران نے اس کی گردن میں پھنسے ہوئے بازو کو ہلکا سا جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔
مگر اس سے پہلے کہ باس کوئی جواب دیتی باہر سے بے تحاشہ فائرنگ کی آوازیں
سنائی دیں یوں محسوس ہوتا تھا جیسے دو پارٹیاں آپس میں الجھ گئی ہوں۔
صفدر اور عمران دونوں چونک پڑے۔ صفدر تیزی سے آگے بڑھ کر دروازے کی
اوٹ میں ہو گیا۔ عمران باس کے جسم کو ڈھال بنائے کرسی کی آڑ میں دبک گیا۔
اسی لمحے ہال کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی ہاتھوں
میں مشین گن پکڑے اچھل کر اندر آ گیا۔ اس کے پیچھے تین چار اور مسلح آدمی بھی اندر آ گئے۔

"بینڈز اپ ۔۔۔ خبردار اگر حرکت کی" ۔۔۔ اچانک صفدر نے دروازے کی
آڑ سے نکلتے ہوئے کہا۔
"مسٹر بوگارڈ آپ ۔۔۔" اس سے پہلے کہ نووارد ہاتھ اٹھاتے، عمران نے کرسی
کے پیچھے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ باس ابھی تک اس کی گرفت میں تھی۔ باس کا چہرہ
سرخ ہو رہا تھا۔ شاید ناراضگی میں عمران کی گرفت سخت ہو گئی تھی۔
"ارے مسٹر عمران آپ ۔۔۔ پھر یقیناً ہمارے پیچھے بھی آپ کا ہی ساتھی ہو گا"
بوگارڈ نے متعجب لہجے میں کہا۔
"ہاں! ۔۔۔ صفدر تم فکر نہ کرو۔ یہ اپنے ہی آدمی ہیں" ۔۔۔ عمران نے صفدر
سے مخاطب ہو کر کہا جو ابھی تک پوری مستعدی سے ان کی پشت پر مشین گن تانے
کھڑا تھا۔
عمران کی بات سن کر صفدر کے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔
"جوزف ۔۔۔ ان لڑکیوں کو سنبھالو" ۔۔۔ بوگارڈ نے ایک مسلح آدمی سے مخاطب
ہو کر کہا اور سب مسلح آدمیوں نے آگے بڑھ کر ان لڑکیوں کو گھیرے میں لے لیا۔
"شکر ہے اپنے حصے کی بیویاں رہ گئیں مسٹر بوگارڈ" ۔۔۔ عمران نے باس کو
آگے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔ اور لڑکی چند قدم لڑکھڑاتی ہوئی آگے بڑھی اور پھر
سنبھل کر کھڑی ہو گئی۔
"نہیں مسٹر عمران! ۔۔۔ یہ میرے ملک کی مجرم ہے اس لئے یہ تمہیں نہیں مل سکتی۔
اس کے بدلے میں اگر کہو تو میں تمہیں سیکڑوں لڑکیاں دے سکتا ہوں" ۔۔۔ بوگارڈ
نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ فتح کی خوشی سے کھلا ہوا تھا۔
"ارے باپ رے ۔۔۔ سیکڑوں ۔۔۔ میں نے کسی عرب شیخ کی طرح حرم تو
نہیں بنانا ۔۔۔ پھر میری کھوپڑی میں اتنی قوت برداشت نہیں ہے کہ سیکڑوں

جیبوں کے وارث خالی تھے ___ نہ بابا میں باز آیا ___ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور بوگارڈو مسکرا پڑا۔

بوگارڈو کے ساتھی بس رشی کو بھی اپنے ہمراہ ہال سے باہر لے گئے تھے اب ہال میں عمران، صفدر اور بوگارڈو رہ گئے تھے۔

"مگر آپ یہاں پہنچ کیسے گئے ___" اچانک عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اوہ ___ یہ کوئی بڑی بات نہیں ___ میرے آدمیوں نے آپ کی مسلسل نگرانی کی جس کے نتیجے میں ہم یہاں پہنچ گئے ___ بس مجھے فکر صرف یہ تھی کہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچے کیونکہ یہ لڑکیاں گولی پہلے مارتی ہیں اور بات بعد میں کرتی ہیں" ___ بوگارڈو نے جواب دیا۔

"ارے نہیں ___ آپ کو غلط رپورٹ ملی ہے ___ یہ بیچاریاں تو بہت سیدھی سادی اور گھریلو قسم کی لڑکیاں ہیں ___ انہوں نے صرف بڑی خاطر مدارت کی" عمران نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔

"اچھا پھر ___ مجھے خوشی ہے کہ آپ کی وجہ سے جلد ایک بہت بڑا دردِ سر ختم ہو گیا ___ آیئے چلیں ___" بوگارڈو نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تینوں ہال سے باہر آ گئے۔ راہداری سے گزر کر وہ ایک موڑ مڑ کر اور پھر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر چلے گئے۔ اوپر ایک کمرہ تھا۔ وہاں سے باہر نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ یہ ایک وسیع و عریض عمارت ہے جو ٹوٹ پھوٹ کر کھنڈر کی صورت اختیار کر چکی تھی۔

عمارت کے گرد مسلح افراد پھیلے ہوئے تھے۔ جیسے ہی وہ تینوں عمارت سے باہر آئے ایک کار ان کے قریب آ کر رکی اور پھر بوگارڈو کے کہنے پر عمران اور صفدر اس میں سوار ہو گئے۔ بوگارڈو نے ڈرائیور کو ہاتھ کے اشارے سے باہر نکلنے کے لئے کہا اور اس کے باہر آنے کے بعد وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور پھر کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

"مسٹر بوگارڈو ___ کیا واقعی مشن ختم ہو گیا ہے ___؟" عمران نے اچانک بوگارڈو سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

"کیا مطلب ___ میں سمجھا نہیں ___؟" بوگارڈو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ جس کیس کے لئے آپ کی حکومت نے ہمیں بلایا تھا وہ ختم ہو گیا ہے" ___ عمران نے اسی لہجے میں پوچھا۔

"ہاں مسٹر عمران ___ یہ لڑکیاں ہمارے لئے دردِ سر بنی ہوئی تھیں ___ یہ ہمارے دشمن ملک کی ایجنٹ ہیں ___ انہوں نے حکومت کے اہم آدمیوں کو قتل کر دیا تھا اور پورے ملک میں غارت گری پھیلا رکھی تھی ___ ہمیں ان کے ہیڈ کوارٹر کا علم نہیں تھا اس لئے ہم مکمل طور پر انہیں قابو میں نہ کر سکے تھے ___ اب یہ بھی ہو گیا ہے ان کی باس بھی ہمارے قبضے میں آ گئی ہے اس لئے کیس ختم ہو گیا ہے" ___ بوگارڈو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے ___ اگر آپ ایسا سمجھتے ہیں تو ایسا ہی سہی ___ ہمارا کیا" ___ عمران نے کندھے جھٹکتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ___ کیا آپ مطمئن نہیں ___؟" بوگارڈو نے ایک بار پھر چونک کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں تشویش کی پرچھائیں ابھر آئی تھیں۔

"نہیں ___ اگر آپ مطمئن ہیں تو ہم بھی مطمئن ہیں ___ کیونکہ مسٹر یہ آپ کا کیس ہے ہمارا نہیں ___ ویسے میں اتنا بتا دوں کہ آپ شدید غلط فہمی میں ہیں ___" عمران نے جواب دیا۔

"کیا آپ اپنی بات کی وضاحت کریں گے مسٹر عمران ___؟" بوگارڈو نے کہا۔

...کی طرح گیٹ میں موڑتے ہوئے کہا۔
"کوئی خاص بات نہیں ـــــ بہرحال میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ معاملہ کچھ مشکوک ہے ـــــ" عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا۔ اسی وقت جیپ کار رک گئی تھی اور پھر وہ تینوں کار سے باہر آ گئے۔

بوگارڈو انہیں ہمراہ لئے ایک عمارت کے اندر داخل ہو گیا اور پھر وہ چلتے ہوئے تیسری منزل کے ایک بڑے سے کمرے کے دروازے پر پہنچ گئے۔

"آپ کمرے میں تشریف رکھیں ـــــ میں صدر مملکت کو خوشخبری سنا دوں ـــــ" بوگارڈو نے اشارہ کرتے ہوئے کہا اور وہ دونوں کمرے میں داخل ہو گئے۔ ان کے اندر جاتے ہی کمرے کا دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے ایک زوردار جھٹکے سے کمرہ لفٹ کی طرح نیچے اترنے لگا اور اچانک وہ دونوں لڑکھڑا کر فرش پر گر گئے۔

لگنے والے جھٹکے سے وہ دونوں لڑکھڑا کر فرش پر گر گئے۔ کمرہ انتہائی تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک جھٹکے سے رک گیا۔

عمران اور صفدر نے اٹھنے کی کوشش کی مگر وہ ... اور ان کے ... اب ... حیرت انگیز ثابت ہوا جب کمرے کا فرش کسی تختے کی طرح ایک طرف سے نیچے ہوا اور پھر دوسری طرف کے اندر پر لٹک گیا اور وہ دونوں کہیں گہرائی میں گرتے چلے گئے۔ اور پھر وہ کہیں گہرائی میں دو دھماکے سے سنائی دیئے اور اس کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی۔

کمرے کا فرش کسی تختے کی طرح اٹھ کر دوبارہ جڑ گیا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ واپس اوپر اٹھتا چلا گیا۔

"آخر اتنا سب چکر چلانے کی کیا ضرورت تھی ـــــ ان دونوں کو کہیں بھی گولی ماری جا سکتی تھی ـــــ" اس نے کہتے ہوئے کہا۔

"تم نہیں سمجھتی ایڈریا ـــــ اگر ان دونوں کو ویسے گولی مار دی جاتی تو یقیناً تفتیش شروع ہو جاتی اور ہو سکتا ہے حالات ہماری گرفت سے باہر ہو جاتے ـــــ بہرحال وہ ہماری حکومت کی درخواست پر آئے تھے اور اگر آتے ہی ختم کر دیئے جاتے تو دونوں حکومتیں مشکوک ہو سکتی تھیں ـــــ" بوگارڈو نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

وہ دونوں اس وقت ایک کمرے میں موجود تھے اور شراب کی بوتل میز پر پڑی ہوئی تھی اور جام ان دونوں کے ہاتھوں میں تھے۔

"اب بھی تو حکومت مشکوک ہو سکتی ہے ـــــ ان دونوں کی گمشدگی باعث تشویش ہو سکتی ہے ـــــ" ایڈریا نے جام منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔

"نہیں ایڈریا ـــــ اب صرف اتنا ہو گا کہ ہم انہیں تلاش کرنے کا ڈھونگ رچائیں گے ـــــ ہماری حکومت بھی ہیڈکوارٹر کے خدشے سے متفق ہو جائے گی۔ اس طرح آہستہ آہستہ معاملہ ٹھنڈا پڑ جائے گا ـــــ" بوگارڈو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر اب ہمارے اس مشن کا کیا ہو گا ـــــ؟" ایڈریا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"وہ ختم کیا ہے ـــــ اب ہم اسے ایک نئے انداز سے شروع کریں گے ـــــ مگر

بوگارڈو نے بھی جام منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔

"پھر دن شہر کر ——— تو مجھے تمہاری سوچ سے اختلاف

"ہو سکتا ہے تم نے صحیح سوچا ہو ———

ایڈریا نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

ہے ——— ایڈریا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے ——— بوگارڈو نے ہمارے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی ——— مگر اب

"وہ اس طرح کہ اب تک حکومت ہمارے بارے میں ... کہ تمہاری لاعلمی میں حکومت نے کچھ

ایسے کیے کہ مجھے معلوم ہو گیا ہے چنانچہ ہو سکتا ہے ... اس طرح سب کچھ ہی کھل جائے گا ———

بہت جلد حقیقت شروع کر دیں اور اس طرح [illegible]

ایڈریا نے کہا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ——— میرا خیال ہے اس قدر ہوا ہے کہ میری مرضی کے بغیر

میرے علم میں لائے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا ——— تم اس بات کی حکومت کو

بوگارڈو نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور دوسری بات یہ کہ ہمارے اس مشن میں رکاوٹیں پڑ جائیں گی جس کو ہم شروع

قریب پہنچنے والے ہیں ——— آپ میں سے ہر ایک کو محنت کرنی پڑے گی

ایڈریا نے کہا۔

"نہیں ایسی بات بھی نہیں ——— اب ہم اس مشن کو آسانی سے پورا کر سکتے

ہیں ——— تمہیں علم نہیں ایڈریا ——— ہماری حکومت ... سے متعلق

کسی کر وہ اہم اقدام کرنے پر اتر آئی تھی ——— پاکیشیا کے ایجنٹوں کو جنہیں وقت

ہی تھا۔ جبکہ تمہیں معلوم ہے کہ ہمارا مشن اس قسم کا ہے کہ ہم اگر اطمینان سے

کام کریں تو ہمارا مشن ناکام ہو جانے کا خطرہ ہے ——— اور پھر پاکیشیا کے ایجنٹ

انتہائی خطرناک ہیں۔ اگر ہم انہیں کچھ کرنے کا موقع دے دیتے تو وہ یقیناً

مشن کی تہہ تک پہنچ جاتے ——— اور پھر حالات یکسر ہی پلٹ جاتے" ——— بوگارڈو

سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اب وہ دونوں کہاں ہیں ———" ایڈریا نے پوچھا۔

"وہ دونوں ختم ہو چکے ہیں ——— ان دونوں کو میں نے زہریلے گڑھے میں پھینک دیا ہے" ——— بوگارڈو نے ایک اور جام لبریز کرتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے ——— مگر میرے پاس تمہارے لئے ایک اہم اطلاع ہے ———" ایڈریا نے اس بار بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ کیا ———" بوگارڈو نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہماری حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ایڈریا سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم اس مشن پر کام کرے گی چنانچہ مجھے اطلاع دے دی گئی ہے ——— چیف باس ٹیم کے ساتھ خود آ رہا ہے" ——— ایڈریا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر ایسا فیصلہ کیوں کیا گیا ——— کیا انہیں ہم پر اعتماد نہیں رہا ———" بوگارڈو کے لہجے میں پریشانی تھی۔

"ایسی بات نہیں ——— دراصل ہماری حکومت کو عمران کے متعلق اطلاع مل گئی ہے اور چیف باس کے خیال میں عمران ایک ایسی شخصیت ہے جس کا مقابلہ تم نہیں کر سکتے اور نہ میں ——— اس لئے انہوں نے خود ٹیم سمیت میدان میں آنے کا فیصلہ کیا ہے" ——— ایڈریا نے جواب دیا۔

"مگر تم نے انہیں بتایا نہیں کہ عمران ختم ہو چکا ہے" ——— بوگارڈو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے بتایا تھا ——— مگر چیف باس کو یقین نہیں آیا ——— ان کے خیال کے مطابق عمران اتنا تر نوالہ نہیں کہ آسانی سے اسے کھایا جا سکے ——— ایڈریا نے جواب دیا۔

"انہوں نے خواہ مخواہ اس کے متعلق ایسا سوچ لیا ___ تم نے دیکھا نہیں کہ ہم نے جو ترکیب استعمال کی ہے اس سے حکومت بھی مطمئن ہو گئی اور عمران بھی ختم ہو گیا ہے ___ ریکارڈو نے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ مگر میں کیا کر سکتی ہوں ___ تم جانتے ہو کہ میں تو سیکرٹ سروس کی ایک ادنیٰ کارکن ہوں ___ فیصلہ کرنا چیف باس کا کام ہے ___ ایشریا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ___ انہیں آنے دو ___ میں انہیں خود مطمئن کر لوں گا ___ اور اب میں جا رہا ہوں ___ صدر مملکت نے اس سلسلے میں ایک ہنگامی میٹنگ کال کی ہے اور مجھے اس میں شرکت کرنا ہے ___ ریکارڈو نے جام میز پر رکھ کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوکے ___ حکومت کو [illegible] سے مطمئن کرنے کی کوشش کرنا ہو گی [illegible] اس کام شروع کر دیں ___ ایشریا نے کہا [illegible] ہوئے کہا اور ریکارڈو سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد ایشریا اٹھی اور کمرے میں موجود ایک الماری کھول کر اس نے ایک ٹرانسمیٹر اس میں سے نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس کا [illegible] سے نکلنے والی [illegible] پر آن کر دی۔

ایشریا نے اٹھ کر کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر ٹرانسمیٹر کی [illegible] آن کر کے ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی سرخ [illegible] ختم ہو گئی اور اس کی جگہ سمندر کی لہروں کا شور ابھر آیا۔ یوں لگتا تھا جیسے سمندر کی لہریں کسی چٹان سے پوری قوت سے ٹکرا رہی ہوں ___ چند لمحوں بعد آوازیں ختم ہو گئیں اور ایک نسوانی آواز گونج اٹھی۔

"ایس۔ ایل۔ ایس۔ ہیڈ کوارٹر سپیکنگ اوور"

"چیف باس سے بات کراؤ ___ میں نمبر الیون [illegible] بول رہی ہوں" ___ ایشریا نے کہا۔

"اوکے ___ ایک سیکنڈ انتظار کریں اوور" ___ دوسری طرف سے کہا گیا اور ایشریا خاموش ہو گئی۔

چند سیکنڈ بعد ایک اور نسوانی آواز گونج اٹھی مگر اس کے لہجے میں تحکم موجود تھا۔

"چیف باس سپیکنگ اوور"

"نمبر الیون سپیکنگ باس ___ ریکارڈو نے بتایا ہے کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھی کو [illegible] میں پھینک دیا ہے اور وہ دونوں ہلاک ہو چکے ہیں اوور" ___ ایشریا نے کہا۔

"کیا تم نے ڈی۔ ایل۔ ایس۔ اور میری طرف سے مطلع کر دیا ہے اوور" ___ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد چیف باس نے پوچھا۔

"یس باس اوور" ___ ایشریا نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ بے حد مودبانہ تھا۔

"پھر کیا ردعمل ہوا اوور" ___ چیف باس نے پوچھا۔

"وہ بوکھلا گیا تھا باس ___ اور اس نے اس [illegible] پر [illegible] جیسی ہی کی تھی اوور" ___ ایشریا نے جواب دیا۔

"ہوں ___ اس کا مطلب ہے وہ ہمیں ڈبل کراس کر رہا ہے اوور" ___ چیف باس نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

"میں بھی یہی سمجھتی ہوں باس ___ ہمیں ڈبل کراس کر کے اسے کیا ملتا ہے اوور" ___ ایشریا نے [illegible] انداز میں [illegible] ہوئے کہا۔

ہوا ایڈیا ـــــ عمران جس شخصیت کا نام ہے وہ اتنی آسانی سے بوگارڈو کے ہاتھوں ختم نہیں ہو سکتی ـــــ بوگارڈو اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا جبکہ ہمیں اس کے متعلق پوری معلومات ہیں ـــــ بوگارڈو نے جس انداز میں عمران کو غائب کیا ہے اس سے دو نتیجے نکلتے ہیں ـــــ ایک یہ کہ عمران اس کے ہاتھوں سے بچ کر نکل گیا ہے اس لئے بوگارڈو نے اس کی گمشدگی کا ڈھونگ رچایا ہے ـــــ یا پھر دوسری صورت یہ ہے کہ وہ عمران کے ساتھ مل گیا ہے اور عمران نے اس سے مل کر اپنی گمشدگی کا ڈھونگ رچایا ہے تاکہ ہم اس کے جال میں آ جائیں اوور ـــــ چیف باس نے کہا۔

اوہ ـــــ واقعی ایسا ہو تو سکتا ہے مگر ہم سمجھتے ہیں ایک بات تو یہ ہے کہ عمران اتنی جلدی بوگارڈو کو اپنے ساتھ کیسے ملا سکتا ہے ـــــ بوگارڈو ہمارے ملک کا وفادار ہے البتہ دوسری بات ٹھیک ہو سکتی ہے کہ عمران اس کے ہاتھوں سے نکل گیا ہو اور بوگارڈو نے ہمیں مطمئن کرنے کے لئے زمین گٹر میں پھینک دینے کا بہانہ بنایا ہو جبکہ وہ خود اسے تلاش کر رہا ہو۔ اوور ـــــ ایڈیا نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے کہا۔

بہرحال دونوں صورتوں میں بوگارڈو اب ہمارے کام کا نہیں رہا اس لئے اس کا خاتمہ ضروری ہے ـــــ میں خود وہاں آ کر حالات دیکھوں گی اور مشن کے متعلق مزید فیصلہ کیا جائے گا اوور ـــــ چیف باس نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے باس ـــــ بہرحال آپ بہتر سمجھتی ہیں ـــــ ایڈیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

میں حالات کا جائزہ لینے کے بعد تم سے رابطہ قائم کروں گی ـــــ تم اس دوران بوگارڈو کو ختم کر دو۔ اوور ـــــ چیف باس کا لہجہ بے حد تحکمانہ تھا۔

او کے باس ـــــ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی اوور ـــــ ایڈیا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

اوور اینڈ آل ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔

ایڈیا نے بٹن دبا دیا اور ٹرانسمیٹر سے دوبارہ موسیقی ابھرنے لگی۔ ایڈیا نے اسے بند کر دیا اور ٹرانسمیٹر دوبارہ الماری میں رکھ کر وہ میز پر پڑے ہوئے فون کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

عمران اور صفدر فرش کے ایک لخت اپنی جگہ سے ہٹ جانے سے سر کے بل گرائی میں گرتے چلے گئے۔ یہ سب کچھ اس قدر اچانک ہوا تھا کہ وہ اپنے آپ کو سنبھال بھی نہ سکے تھے اور پھر ایک جھٹکے سے دھماکے سے وہ نیچے موجود پانی میں جا ڈوبے چلے گئے۔

چند لمحوں بعد جب پانی نے انہیں باہر کی طرف اچھالا تو وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اب وہ دونوں گھٹنے گھٹنے تک پانی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ چند لمحوں تک تو ان کی آنکھوں نے صحیح کام نہ کیا مگر آہستہ آہستہ ان کی آنکھیں کچھ دیکھنے کے قابل ہو گئیں یہ ایک سرنگ سی تھی جو چاروں طرف سے مکمل طور پر بند تھی۔ اور اس کی تہہ میں چار فٹ گہرا پانی موجود تھا۔ سرنگ میں عجیب سی بو پھیلی ہوئی تھی۔

یہ کیا ہو گیا عمران صاحب ـــــ صفدر نے پہلی بار سکوت توڑتے ہوئے کہا۔

ہمیں تیراکی سکھانے کے لیے یہاں پھینکا گیا ہے ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں دوبارہ ڈوبنے سے بچانے کے لیے نہیں بلکہ جلد از جلد تیراکی سیکھ لیں ۔۔۔" عمران کے لہجے میں وہی اطمینان تھا۔

"عمران صاحب ۔۔۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے یہاں کوئی زہریلی گیس موجود ہے ۔۔۔ میرے ذہن میں تاریکی پھیلا رہی ہے ۔۔۔" صفدر نے رکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بھائی تم تو تیراکی کی بجائے شاعری کرنے لگے ہو ۔۔۔ کیا بات ہے تاریکی کی پھیلا ۔۔۔ بہت اچھا صفدر صاحب" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا مگر اس کے ساتھ ہی عمران نے بھی محسوس کر لیا کہ صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ اس کے جسم کا جو حصہ پانی میں ڈوبا ہوا تھا وہ آہستہ آہستہ سن ہوتا جا رہا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی دماغ پر بھی آہستہ آہستہ اندھیرے سے چھاتے محسوس ہو رہے تھے۔

"عمران صاحب ۔۔۔ میرا جسم ۔۔۔ سن ۔۔۔ سن ہوتا جا رہا ہے ۔۔۔" صفدر کی آواز میں یوں لڑکھڑاہٹ تھی جیسے اس نے چار پانچ بوتل شراب کی ایک ہی سانس میں غٹاغٹ پی لی ہوں۔

اب عمران کو بھی سمجھ آ گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ سرنگ میں موجود پانی زہریلا ہے اور پوری سرنگ میں زہریلی گیس موجود ہے۔ اگر وہ فوراً یہاں سے نہ نکلے تو پھر یقیناً وہ بے ہوش ہو کر پانی میں گر پڑیں گے اور نتیجہ موت کے سوا کیا نکلے گا۔

اب صفدر نے یوں جھولنا شروع کر دیا تھا جیسے وہ چند لمحوں بعد پانی میں گر پڑے گا۔ عمران کی قوت برداشت یقیناً صفدر سے کئی گنا زیادہ تھی اس لئے عمران ابھی اس حالت تک نہیں پہنچا تھا جس سے صفدر گزر رہا تھا مگر اسے معلوم تھا کہ اب گزرنے والا ہر لمحہ اسے موت کے قریب ہی لے جائے گا۔ اس نے ایک ہاتھ سے

صفدر کو سنبھالا اور پھر تھوڑے وقفے لیتے ہی اس سے نڈھال سے ہو کر کہا۔

"صفدر ۔۔۔ ہوش میں آؤ ۔۔۔ اپنی قوت ارادی کو بروئے کار لاؤ ۔۔۔ ورنہ ہم یہاں سے نہیں نکل سکیں گے۔"

عمران کے لہجے میں نہ جانے کیا بات تھی کہ صفدر نے یکلخت اپنے سر کو زور سے جھٹکا اور اس بار اس کے جسم میں لڑکھڑاہٹ ختم ہو گئی۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب ۔۔۔ واقعی ہمیں ہوش و حواس میں رہنا چاہیے۔" صفدر کے لہجے میں خود اعتمادی عود کر آئی تھی۔

صفدر کی طرف سے مطمئن ہوتے ہی عمران نے اپنے جسم کو حرکت دی اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی ٹانگیں حرکت کرنے سے معذور ہو گئی ہوں۔ مگر اپنی بے پناہ قوت ارادی کے بل بوتے پر وہ انہیں گھسیٹتا ہوا گیا۔

آہستہ آہستہ سرکتا ہوا عمران سرنگ کی مقابل کی دیوار تک پہنچ گیا۔ اس کا خیال تھا کہیں نہ کہیں اس پانی کو یقیناً نکالا جاتا ہو گا۔ اس سے پانی نکالنے کے لئے کوئی نہ کوئی انتظام ضرور ہو گا۔ مگر ابھی دیوار کو اچھی طرح ہاتھ سے کھنگالنے کے باوجود اسے ایسا کوئی سوراخ نظر نہ آیا۔ اس کی ذہنی حالت بھی اب آہستہ آہستہ ابتر ہوتی چلی جا رہی تھی۔ آخرکار وہ اپنی کوشش چھوڑ کر سیدھا ہو گیا مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔ اسے اپنے قریب ہی ایک دھماکہ سا سنائی دیا اور پھر اس نے پیچھے کی طرف مڑ کر دیکھا تو اس نے صفدر کو لڑکھڑا کر پانی میں گرتے دیکھا۔ صفدر کی قوت ارادی آخرکار جواب دے ہی گئی تھی۔ مگر عمران سمجھتا تھا کہ اگر فوری طور پر صفدر کو نکالنے کی کوئی سبیل پیدا نہ ہوئی تو نہ صرف اس کا حشر بھی صفدر جیسا ہو گا بلکہ ان کی لاشوں کو قبر تک نصیب نہیں ہو گی۔ زہریلا پانی ان کے گوشت اور ہڈیاں تک گلا دے گا۔ اور عمران یہ بھی سمجھتا تھا کہ چاہے اس کی قوت ارادی کتنی ہی مضبوط

کیونکہ بہرحال وہ انسان ہے اور قوت ارادی آخر کب تک ساتھ دے سکتی ہے۔ اس نے کئی بار اپنے سر کو زور سے جھٹکے دیئے اور پھر تیزی سے گھسٹتا ہوا اس طرف بڑھا جہاں صفدر پانی میں گرا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر صفدر کے بال پکڑے اور اس کا سر پانی سے اوپر کھینچ لیا۔

صفدر کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی۔ اب چونکہ عمران کی آنکھیں تاریکی کی عادی ہو گئی تھیں اس لئے اسے پورا ماحول صاف نظر آ رہا تھا۔ اس نے تیز نظروں سے ادھر ادھر دیکھا اور دوسرے لمحے اس کی نظریں شمالی دیوار پر جم گئیں۔ اس کی آنکھوں میں چمک لہرائی۔ اس دیوار کے درمیانی حصے سے اینٹیں نکلی ہوئی تھیں اور وہاں ایک کافی بڑا سا سوراخ ہو گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے زہریلی ہوا کے اثر سے اینٹیں گل کر نیچے گر گئی ہوں۔

عمران نے جھک کر صفدر کی دونوں بغلوں میں ہاتھ ڈالے اور پھر پوری قوت صرف کر کے اس نے صفدر کے بے ہوش جسم کو پانی سے اوپر اٹھا لیا۔ صفدر چونکہ بھاری جسم کا تھا اور پھر زہریلی ہوا میں کافی دیر رہنے کی وجہ سے عمران کی اپنی طاقت بھی کمزور ہو چکی تھی اس لئے صفدر کے جسم کو سنبھالنے میں اسے بڑی مشکل پیش آ رہی تھی۔ بہرحال پوری قوت صرف کر کے اس نے صفدر کو دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور پھر اسے سر سے بلند کر کے اس سوراخ کے پاس لے گیا اور دوسرے لمحے ایک زوردار جھٹکے سے اس نے صفدر کے جسم کو اس سوراخ کے اندر گھسیڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ البتہ اس نے صفدر کا سر باہر کی طرف رکھا تھا۔ ایک لمحے کے لئے اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ صفدر کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں ڈال رہا ہو۔ مگر دوسرے لمحے اس نے سر جھٹک کر یہ خیال ذہن سے نکال دیا۔ نیچے پانی میں پڑے رہنے کی نسبت صفدر وہاں زیادہ محفوظ تھا۔

صفدر کی طرف سے فارغ ہو کر عمران نے ایک بار پھر باہر نکلنے کے لئے پوری سرنگ کا جائزہ لیا۔ زہریلی ہوا میں زیادہ دیر رہنے اور پھر صفدر کو اٹھانے کی وجہ سے اس کی طاقت میں کافی کمی آ گئی تھی۔ اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اگر وہ دس پندرہ منٹ سے زیادہ دیر اس زہریلی سرنگ میں رہا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے موت سے نہیں بچا سکے گی۔ موت لمحہ بہ لمحہ اس کے قریب آتی چلی جا رہی تھی۔

عمران کی نظریں اچانک سرنگ کی چھت کے ایک کونے میں جم گئیں۔ اس کی تیز نظروں نے اندھیرے میں بھی اس بات کا اندازہ کر لیا کہ چھت کے معمولی کونے میں سے درزوں سے ایک چھوٹا سا کسی دھات کا ٹکڑا جھانک رہا ہے جبکہ باقی چھت سپاٹ تھی۔ اگر اس ٹکڑے کو چھت سے علیحدہ کر دیا جائے تو شاید نکلنے کی کوئی راہ پیدا ہو جائے مگر مسئلہ یہ تھا کہ چھت اس کے سر سے پانچ چھ فٹ بلند تھی اور اگر وہ اپنے ہاتھ بھی اوپر کرے تب بھی چھت اس کے ہاتھوں سے تین فٹ اونچی رہتی تھی۔

عمران کے ذہن میں اچانک ہی ایک خیال آیا اور وہ چونک پڑا۔ اب تک اس نے اس پہلو پر سوچا ہی نہ تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جب وہ تختے سے گرے تھے تو کم از کم پندرہ فٹ سے زیادہ فاصلہ طے کر کے پانی میں گرے تھے۔ پھر یہ چھت پانچ چھ فٹ بلند کیوں ہے اور دوسرے لمحے وہ سمجھ گیا کہ کمرے کا فرش اور یہ چھت علیحدہ علیحدہ دو چیزیں ہیں اور کسی خصوصی میکنزم کے ساتھ دونوں بیک وقت کھل جاتے ہیں۔ اس نے سوچا کہ اگر اس کا نظریہ درست ہے تو پھر اس چھت کو نیچے سے بھی کھولا جا سکتا ہے کیونکہ وہ اس قسم کے میکنزم کے سائنسی پہلوؤں کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ لیکن اب مسئلہ تھا چھت تک پہنچنے کا۔ ایک صورت یہ بھی ہو سکتی تھی کہ جس روزن میں صفدر کا جسم گھسیڑا گیا تھا اس میں پیر رکھ کر چھت

تک پہنچا جا سکتا تھا۔ مگر اس کے لئے ضروری تھا کہ صفدر کو دوبارہ پانی میں ڈال دیا جائے
مگر وہ ایسا سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ اور وہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ جو کچھ کرنا تھا جلد کرنا تھا
کیونکہ اب اس کے جسم میں بھی گھبراہٹ سی پیدا ہونے لگ گئی تھی اور اب اسے
سانس لینے میں بھی دشواری ہو رہی تھی۔ پورا جسم آہستہ آہستہ سن ہوتا جا رہا تھا اور
ٹانگیں تو بالکل ہی بے حس و حرکت ہو چکی تھیں۔

عمران نے ہاتھ آگے بڑھائے اور پھر دیوار کو پکڑ کر اس نے اپنے باقی جسم کو
آگے کی طرف گھسیٹا اور زبردست جدوجہد کے بعد اس کا جسم دیوار تک پہنچ گیا اور
اس نے نڈھال ہو کر دیوار سے سر ٹیک دیا۔ اب وہ بھی تقریباً ختم ہو چکا تھا اور
اس کے دماغ پر اندھیرے تیزی سے پھیلتے چلے جا رہے تھے۔ قوت ارادی اب یقیناً
جواب دینے کے برابر تھی اور شاید اس کی موت میں اب صرف چند لمحے ہی باقی رہ گئے
تھے۔ جسم اور ذہن منتشر ہو جانے کے بعد وہ بھلا کیا کر سکتا تھا۔

مگر جیسے ہی اس نے سر دیوار سے لگایا۔ دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے
سیدھا ہو گیا۔ اس کے نتھنوں میں تازہ ہوا کا ایک جھونکا ٹکرایا تھا۔ عمران نے تیزی سے
کر اس طرف آنکھ لگائی اور پھر اسے ایک ہلکی سی روشنی کا احساس ہوا۔ دیوار کے اس
روزن میں سے تازہ ہوا یقیناً اندر آ رہی تھی۔

عمران نے بے اختیار ناک اس روزن کے ساتھ لگا دی اور لمبے لمبے سانس
لینے لگا۔ تازہ ہوا نے جادو کا سا کام کیا۔ اور اس کے جسم میں توانائی کی لہریں سی
دوڑ گئیں۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی پمپ کے ذریعے اس کے جسم میں
توانائی کا ذخیرہ بھرتا جا رہا ہو۔

چند لمحوں بعد وہ اس قابل ہو گیا کہ اپنے آپ کو سنبھال سکے۔ اس نے اس روزن
میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر چونک پڑا کیونکہ جیسے ہی اس نے

سوراخ میں ہاتھ ڈالا ایک اینٹ اس کے ہاتھ میں آ گئی۔ یقیناً زہریلی ہوا نے اینٹوں
کی طاقت بھی ختم کر دی تھی۔ پھر تو عمران نے تیزی سے اینٹیں نکالنی شروع کر دیں
وہ چند لمحے کام کرتا اور پھر سوراخ سے ناک لگا کر تازہ ہوا جسم میں بھر لیتا۔ اور پھر
اینٹیں نکالنا شروع کر دیتا۔

شروع شروع کی اینٹیں تو آسانی سے نکل گئیں مگر جیسے جیسے فاصلہ بڑھتا جا
رہا تھا اینٹوں میں طاقت آتی جا رہی تھی اور انہیں نکالنے کے لئے اسے کافی جدوجہد
کرنی پڑ رہی تھی۔ مگر تازہ ہوا کی وجہ سے وہ اب تک اینٹیں نکالنے میں کامیاب تھا۔

کافی سے زیادہ اینٹیں نکال کر جب اس نے ایک بار اس سوراخ میں جھانکا تو
اس نے محسوس کیا کہ اب دیوار کی موٹائی صرف دو اینٹوں تک رہ گئی ہے کیونکہ اب
روشنی اسے نزدیک نظر آ رہی تھی۔

عمران نے دو چار سانس تازہ ہوا میں لئے اور پھر اس سوراخ میں ہاتھ ڈال کر
پوری قوت سے مکا اینٹوں پر مارا۔ دوسرے لمحے ہوا کا بڑا سا جھونکا اس کے
چہرے سے ٹکرایا اور ہلکی سی روشنی اندر پھیل گئی۔ اس نے جھانک کر دیکھا تو اینٹیں
دوسری طرف گر گئی تھیں اور اب وہاں کافی بڑا سوراخ ہو چکا تھا۔

زیادہ مقدار میں تازہ ہوا ملنے سے عمران کے جسم میں نئی قوت بھر گئی اور
اس نے اس سوراخ کو بڑا کرنا شروع کر دیا۔ تقریباً دس منٹ کی شدید جدوجہد کے
بعد اس نے سوراخ اتنا بڑا کر دیا کہ اب وہ اس میں سمٹ سمٹا کر باہر نکل سکتا تھا۔
اب تازہ ہوا زیادہ مقدار میں سرنگ میں آ جانے کی وجہ سے سرنگ میں بھی صورتحال
قدرے بحال ہو چکی تھی۔

سوراخ بن جانے کے بعد عمران صفدر کی طرف متوجہ ہوا۔ اسے خطرہ تھا کہ اتنی
دیر تک صفدر کی زہریلی ہوا میں رہنے کی وجہ سے کہیں ختم ہی نہ ہو گیا ہو۔ اس نے صفدر

کے جسم کو اس سوراخ میں سے باہر گھسیٹے اور پھر اس کے سینے پر کان لگا دیا۔

صفدر ابھی تک زندہ تھا دھڑکنوں کی رفتار بتا رہی تھی کہ زندگی کی یہ ڈوری کسی بھی وقت ٹوٹ سکتی ہے۔

عمران نے بڑی پھرتی سے صفدر کے جسم کو گھسیٹ کر اس سوراخ میں ڈالا اور پھر اسے دوسری طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد صفدر کا جسم سوراخ میں سے غائب ہو گیا اور دوسری طرف ایک ہلکا سا دھماکہ سنائی دیا۔

اب عمران نے دونوں ہاتھ سوراخ پر جمائے اور اپنے جسم کو اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔ اس کی ٹانگیں زہریلے پانی میں مسلسل ڈوبی رہنے کی وجہ سے بالکل مفلوج ہو چکی تھیں اس لئے اسے اپنا جسم اوپر اٹھانے میں بے پناہ دقت کا سامنا ہوا۔ بہرحال اس کے بازوؤں میں ابھی اتنا دم باقی تھا کہ وہ اپنے جسم کو اٹھانے میں کامیاب ہو گیا اور پھر وہ گھسٹتا ہوا سوراخ کی دوسری طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کا سر دوسری طرف باہر نکلا تو اس نے دیکھا کہ وہ کھلی فضا میں تھے۔ اس سوراخ کی بلندی زمین سے زیادہ نہیں تھی اور سوراخ کے نیچے صفدر کا جسم پڑا ہوا تھا۔ یہ عمارت کا عقبی حصہ تھا۔

عمران کسی سانپ کی طرح آگے گھسٹتا چلا گیا۔ اب اس کا رخ نیچے کی طرف تھا پھر جیسے ہی اس کی ٹانگیں سوراخ کے آخری سرے پر پہنچیں وہ قلابازی کھا کر سیدھا صفدر کے جسم پر گرا مگر اس نے دونوں ہاتھ صفدر کے جسم کے دونوں اطراف میں ٹیک دیئے تھے اس طرح اس کا وزن صفدر پر نہ پڑا اور وہ اچھل کر صفدر کے قریب ہی زمین پر گر گیا۔

عمران موت کے منہ سے صاف بچ نکلا تھا مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ صفدر کی حالت بے حد خراب تھی۔ اور اسے معلوم تھا کہ اگر وہ جلد از جلد کسی

[illegible] پہنچ سکا تو پھر صفدر کی موت یقینی ہے۔

پھر عمران کی ٹانگیں اب حرکت کرنے سے یکسر معذور ہو چکی تھیں اس لئے وہ [illegible] کے بل زمین پر گھسٹنے لگا۔ وہاں سے ذرا سی دوری پر ایک سڑک موجود تھی مگر اس پر کوئی ٹریفک نہ تھی۔ سڑک دور دور تک سنسان پڑی ہوئی تھی۔

عمران گھسٹتا ہوا سڑک پر پہنچ تو گیا مگر وہاں سے کسی سواری کا حصول ایک مسئلہ تھا۔ عمران بے چینی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا اور پھر اس کی نظریں سامنے ایک [illegible] پر جم گئیں۔ کوٹھی کی چمنی سے نکلنے والا دھواں وہاں کسی کی موجودگی کا ثبوت تھا اس لئے عمران تیزی سے کوٹھی کی طرف گھسٹنے لگا۔

تھوڑی دیر مشقت کی شدید جدوجہد کے بعد وہ آخر کار کوٹھی تک پہنچ ہی گیا۔ کوٹھی کا دروازہ بند تھا۔

ٹھک ٹھک —— عمران نے اپنے پھیپھڑوں کی پوری قوت صرف کرتے [illegible]

اور اس کی آواز گونجتے ہی کوٹھی کے اندر سے ایک کتے کے بھونکنے کی آواز [illegible] بھونکنے کی آواز بتا رہی تھی کہ وہ دروازے کی طرف بھاگا چلا آ رہا ہے۔

ٹھک ٹھک —— عمران ایک بار پھر حلق پھاڑ کر چیخا اور پھر اسے کوٹھی [illegible] سے کسی کے بھاگنے کی آواز سنائی دی۔ کتا اب گیٹ کی دوسری طرف [illegible] بھونک رہا تھا۔

ٹومی —— خاموش ہو جاؤ —— اچانک گیٹ کے قریب سے ایک [illegible] آواز ابھری اور کتا خاموش ہو گیا۔

دوسرے لمحے پھاٹک کھلا اور ایک ادھیڑ عمر مگر قوی ہیکل آدمی باہر نکل آیا۔ [illegible] کا کتا بھی اس کے پیچھے ہی باہر آ گیا تھا۔

آنے والے نے عمران کو زمین پر پڑے دیکھ کر کہا۔

"کون ہو تم ——— ہم ایک ایسی جگہ پہنچ گئے تھے جہاں

ہماری مدد کرو ——— میں اور میرا ساتھی ... اور میرا ساتھی اس عمارت

اور پانی اتر رہا تھا ——— میرا ساتھی زخمی ہو گیا

والی عمارت کے قریب سے گزر رہے تھے ——— اس کی حالت بہت نازک ہے

عمران نے آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

اوہ ——— آؤ میرے ساتھ ... اندر لے چلو ——— ادھیڑ عمر آدمی

کے آثار نظر آنے لگے۔

چہرے پر یکدم نرمی کے آثار ... اس کی حالت بہت خراب ہے

نہیں ——— پہلے میرے ساتھی کو دیکھو ... اسے ہسپتال پہنچا دو ——— عمران نے جواب

یہاں ہسپتال ...

ہوئے کہا۔

یہاں سے ہسپتال بہت فاصلے پر ہے ——— اور سواری بھی موجود نہیں

تم فکر نہ کرو ——— میں ریٹائرڈ ڈاکٹر ہوں ——— ادھیڑ عمر آدمی نے تیزی سے

اور پھر عمران ... اس عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا ... اس کے

ہی تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو صفدر اس کے کاندھے

لدا ہوا تھا۔

تمہارے ساتھی کی حالت واقعی بہت نازک ہے ——— ادھیڑ عمر آدمی

عمران کے قریب سے گزرتے ہوئے کہا مگر وہ رکا نہیں اور صفدر کو لے کر

اندر دوڑتا چلا گیا۔

اب چونکہ کاٹیج کا دروازہ کھلا ہوا تھا اس لیے عمران نے ایک بار اندر

گھسنا شروع کر دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کاٹیج کے اندر پہنچ گیا۔ کاٹیج

سامنے والے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور عمران نے ادھیڑ عمر آدمی کی جھلک

عمران نے دیکھا کہ ادھیڑ عمر ڈاکٹر نے صفدر کو ایک بیڈ پر لٹایا ہوا تھا اور ایک بکس میں سے کچھ ڈھونڈنے میں مصروف تھا۔

عمران کی آہٹ سن کر ڈاکٹر نے سر اٹھا کر دیکھا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ عمران نے ایک ہی نظر میں دیکھ لیا تھا کہ وہ میڈیکل ایمرجنسی بکس ہے۔

"ڈاکٹر ——— اگر تمہارے پاس اے ٹی ایس انجکشن ہو تو سب سے پہلے وہی لگا دو۔" عمران نے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اے ٹی ایس ——— مگر اے ٹی ایس" ——— ڈاکٹر نے چونک کر کہا۔

"میں تمہارا مطلب سمجھتا ہوں ——— مگر تم بے فکر رہو ——— اے ٹی ایس اسے نقصان نہیں دے گا ——— جلدی سے اے ٹی ایس اسے انجکٹ کر دو" ——— عمران نے کہا

پھر ڈاکٹر نے سر ہلاتے ہوئے بکس میں سے انجکشن نکال لیا اور تیزی سے اسے لگانے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ صفدر کے بازو میں انجکشن لگا چکا تھا۔

"اب کورامین کا ایک انجکشن لگا دو ——— وہ یقیناً ایمرجنسی میڈیکل بکس میں ہو گا" ——— عمران نے کہا۔ اور ڈاکٹر نے سر ہلاتے ہوئے کورامین انجکشن تیار کرنا شروع کر دیا۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر بکس کو اپنے قریب کھسکا لیا اور اس کا جائزہ لینے لگا ... اس میں سے دو اور انجکشن نکالے اور انہیں ڈاکٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی لگا دو ڈاکٹر۔"

ڈاکٹر نے انجکشنوں کو ایک نظر دیکھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرے مگر اس نے کوئی تعرض نہ کیا اور تیزی سے انجکشن تیار کر کے یکے بعد دیگرے

انہیں بھی صفدر کے جسم میں انجکٹ کر دیا

تمہاری اپنی حالت بھی خاصی خراب ہے ———

کیا تم ڈاکٹر ہو نوجوان ——— وہ تمہاری اپنی حالت ...

ڈاکٹر نے انجکشنوں سے فارغ ہو کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

اپنے ساتھی کی نبض چیک کرو ———

ہاں ——— ایسا ہی کچھ ہے ——— عمران نے

سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور ڈاکٹر نے چونک کر صفدر کی نبض پکڑ لی اور پھر اس کے چہرے

پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

حیرت انگیز ——— انتہائی حیرت انگیز ——— یہ اب خطرے سے باہر آ گئے ہیں مگر

ڈاکٹر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

میں سمجھتا ہوں ڈاکٹر ——— تم کیا کہنا چاہتے ہو ——— مگر میڈیکل سائنس اب

ترقی کر چکی ہے اس لئے تمہیں حیرت نہیں ہونی چاہئے ——— یہ دونوں انجکشن

... کے اثرات حیران کن ہیں ——— عمران نے

کہا اور ڈاکٹر عمر نے سر ہلا دیا۔

... صفدر کے چہرے سے نیلے رنگ ... ایک ... کی صورت میں

دیکھو ڈاکٹر ——— دوا نے کام شروع کر دیا ہے ———

ذرا دیکھنا باہر کچھ لوگ ——— عمران نے انتہائی ... لہجے میں کہا اور

نے ایک بار پھر سر ہلا دیا۔

صفدر کے چہرے کی رنگت تیزی سے معمول پر آتی جا رہی تھی۔

عمران نے صفدر کی طرف سے مطمئن ہوتے ہی میڈیکل باکس سے ایک شیشی

اور پھر اپنی پتلون کے پائنچے اوپر چڑھا کر اس نے پنڈلیاں ننگی کیں اور شیشی

دوا نکال کر اپنی دونوں پنڈلیوں پر مالش شروع کر دی۔ تقریباً دس منٹ تک

مالش کرنے کے بعد وہ رک گیا۔

لاؤ میں مالش کر دوں ——— ڈاکٹر عمر نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا اور

پھر اس نے شیشی سے دوا نکال کر اس کی پنڈلیوں پر ملی اور پھر اس کے ہاتھ ماہرانہ

انداز میں مالش کرنے میں مصروف ہو گئے۔

بلیک زیرو کو یہاں آئے دوسرا روز ہو چکا تھا۔ ٹیم کے ممبران گرینڈ ہوٹل میں

ٹھہرے ہوئے تھے۔ اور خود اس نے ایک مضافاتی ہوٹل میں کمرہ بک کرایا تھا۔ گزشتہ

روز سے وہ خود اور اس کے احکام پر ٹیم کے تمام ممبر سارے شہر میں گشت لگاتے

رہے تھے کہ کہیں عمران اور صفدر سے ٹکراؤ ہو جائے یا انہیں چیک کیا جا سکے مگر اس

آوارہ گردی کا اب تک کوئی نتیجہ نہیں نکلا تھا۔ انہوں نے تمام ہوٹل، کلب، بار اور

نائٹ کلب چھان مارے تھے مگر عمران اور صفدر یوں غائب ہوئے تھے جیسے گدھے

کے سر سے سینگ۔

بلیک زیرو نے یہاں پہنچتے ہی کئی بار ٹرانسمیٹر پر عمران سے رابطہ قائم کرنے

کی کوشش کی تھی۔ دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ اس کے ساتھ یہ مسئلہ تھا

کہ وہ کسی طور پر عمران کا پتہ نہیں چلا سکتا تھا۔ اسے حکومت سے خفیہ رہ کر یہ کام

کرنا تھا۔

چنانچہ وہ اور ٹیم کے باقی ممبران سیاحوں کے بھیس میں آئے تھے۔

بلیک زیرو آج بھی تمام دن آوارہ گردی کرنے کے بعد ابھی ابھی اپنے کمرے میں

پہنچا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر ممبروں سے ان کی کارکردگی کی رپورٹ حاصل کر لی تھی مگر بہتر وہ بھی ڈھنگ کی کوئی بات نہ۔

بلیک زیرو اب کرسی پر سر پکڑے بیٹھا تھا اور سوچ رہا تھا کہ آخر وہ عمران اور صفدر کا کس طرح پتہ چلائے۔ کوئی صورت نہ نظر آ رہی تھی۔ سوچتے سوچتے اچانک اس کے ذہن میں خیال آیا کہ وہ اس مشن کی فائل لے جس کی خاطر عمران اور صفدر یہاں آئے تھے۔ کو سیکرٹ سروس کے سربراہ بوگارڈو نے سلطان کو یہی اطلاع دی تھی کہ معاملات ایجنٹ ختم ہو گئے ہیں۔ عمران کے غائب ہونے کے بعد عمران اور صفدر کی گمشدگی کا کوئی جواز نہیں بنتا تھا۔ ان دونوں کی گمشدگی سے علاوہ تھا کہ وہ یا تو ان کی قید میں ہیں یا پھر خفیہ طور پر ان کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے ہیں اور اب وہ سوچ رہا تھا کہ آغاز کہاں سے کرے۔ سرکاری طور پر ان کی حکومت نے صرف یہ اطلاع دی تھی کہ شاید وہ کسی دشمن ایجنٹوں کا شکار ہو گئے ہوں۔ تفصیلات ملک میں نہ پہنچ سکی تھیں اس لئے وہ اپنے خصوصی ایجنٹ امداد کے لئے بھیجے۔ مقامی سیکرٹ سروس کے سربراہ بوگارڈو سے ملنے گئے تھے جبکہ عمران اور صفدر یہاں پہنچ کر غائب ہو گئے تھے۔

اب صرف ایک ہی صورت ہو سکتی تھی کہ بوگارڈو کو ٹٹولا جائے اور پھر چند ہی لمحوں میں بلیک زیرو نے تمام پلان بنا لیا۔ بوگارڈو کا فون نمبر تو اسے معلوم تھا کیونکہ ایکریمیا کی حکومت نے بھیجا تھا تاکہ عمران اس سے رابطہ قائم کر سکے۔

بلیک زیرو نے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور پھر جیب سے ڈائری نکال کر اس میں سے بوگارڈو کا نمبر دیکھ کر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

"یس" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"بلیک اگل سے بات کراؤ" ۔۔۔ بلیک زیرو نے لہجہ بھاری اور باوقار بناتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہاں بوگارڈو کا سرکاری کوڈ بلیک اگل ہے۔

"کون بات کر رہا ہے" ۔۔۔ نسوانی آواز نے قدرے چونکتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"جمال ۔۔۔ خادم پاکیشیا سیکرٹ سروس" ۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ بلیک اگل آپ سیکرٹ میٹنگ میں گئے ہوئے ہیں ۔۔۔ ان کی واپسی آدھ گھنٹے کے بعد ہوگی ۔۔۔ کوئی پیغام" ۔۔۔ نسوانی آواز نے اس بار قدرے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نو ۔۔۔ تھینک یو ۔۔۔ میں آدھ گھنٹے کے بعد پھر فون کر لوں گا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"سیکرٹ میٹنگ" ۔۔۔ اس کا مطلب وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ صدر مملکت نے کوئی ہنگامی میٹنگ طلب کی ہوگی۔ وہ صورت حال ۔۔۔ ابھی یہی سوچ رہا تھا کہ بوگارڈو کی کسی جگہ موجودگی کا پتہ چلنے پر پھر اس کا تعاقب کر کے وہ اس کی رہائش کو معلوم کرے اور اس کا پروگرام تھا کہ رات کو کسی ایجنٹ کی طرح بوگارڈو سے مل کر تمام صورتحال کا پتہ چلائے۔

چنانچہ اس نے میک اپ درست کیا اور پھر ہوٹل سے باہر آ گیا۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ صدر مملکت کی ہنگامی میٹنگ صدارتی سیکرٹریٹ میں ہوتی ہے اس لئے ٹیکسی ڈرائیور سے اس نے صدارتی سیکرٹریٹ چلنے کے لئے کہا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

بلیک زیرو نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کارڈ نکالا اور ساتھ ہی ایک بڑا نوٹ اور پھر اس نے نوٹ ٹیکسی ڈرائیور کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

"میرا تعلق خفیہ پولیس سے ہے ۔۔۔ یہ دیکھو کارڈ" ۔۔۔ بلیک زیرو نے جیب سے نکلے کارڈ ڈرائیور کی نظروں کے سامنے لہرایا۔

ذرا تیجہ کارڈ دیکھئے اور خفیہ پولیس کا لفظ سنتے ہی وہ کھل گیا تھا۔

"نہیں سر ـــ یس سر ـــ"

"میں نے ایک آدمی کا تعاقب کرنا ہے اس لیے تم ٹیکسی انگیج رکھنا ـــ یہ نوٹ رکھو ـ اگر زیادہ دیر لگی تو اور دے دوں گا، مگر کام ہوشیاری سے ہونا چاہیے"

بلیک زیرو نے کہا۔

"کوئی بات نہیں سر ـــ یہ آپ رکھ لیں ـــ" ڈرائیور نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ـــ تمہیں تمہارے کام کا پورا معاوضہ ملے گا ـــ پھر یہ سرکاری رقم ہے ـــ میری جیب سے تو نہیں جاتا" بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ـــ" ڈرائیور نے بھی جواب میں مسکراتے ہوئے نوٹ لیا اور جیب میں ڈال لیا۔

"سر ـــ کیا آپ کو اس رقم کا حساب نہیں دینا پڑتا" ـــ چند لمحوں بعد ڈرائیور نے پوچھا۔

"اپنے کام سے کام رکھو ڈرائیور ـــ فضول باتیں نقصان دیتی ہیں" ـــ بلیک زیرو نے قدرے کرخت لہجے میں کہا اور ڈرائیور نے ہونٹ بھینچ لیے۔

چند لمحوں بعد وہ سنٹرل جیل کے گیٹ کے قریب پہنچ گئے اور پھر بلیک زیرو نے ٹیکسی ایک سائیڈ پر رکوا دی اور خود باہر نکل کر سنٹرل جیل کے دروازے کی طرف گیا مگر دروازے تک پہنچنے سے پہلے ہی ایک باوردی سپاہی نے اسے روک لیا

"آپ ادھر نہیں جا سکتے" ـــ سپاہی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"میں اندر نہیں جانا چاہتا ـــ صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ میٹنگ کب ختم ہوگی ـــ" بلیک زیرو نے باوقار لہجے میں پوچھا۔

"مگر کیوں ـــ آپ کیوں پوچھنا چاہتے ہیں" ـــ سپاہی نے قدرے مشکوک لہجے میں کہا۔

"میرے پاس ـــ مجھے ویسے ہی ایک ضروری پیغام دینا ہے ـــ ایمرجنسی ـــ" بلیک زیرو نے جیب سے کارڈ نکال کر اس کی ایک جھلک سپاہی کو دکھاتے ہوئے کہا اور جیب میں ڈال لیا۔

"اوہ سر ـــ مگر میٹنگ تو شاید آدھا گھنٹہ مزید چلے ـــ اور اندر جانے یا کسی کو پیغام پہنچانے کی سخت ممانعت ہے ـــ" سپاہی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں ـــ میں انتظار کر لوں گا ـــ آپ صرف اتنا کام کریں کہ جب وہ باہر آئیں تو انہیں بتا دیں کہ ان کے لیے ایک ایمرجنسی پیغام ہے" ـــ بلیک زیرو نے اسے مطمئن کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ـــ میں بتا دوں گا" ـــ سپاہی نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ـــ بلیک زیرو نے باوقار لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے واپس ٹیکسی کی طرف مڑ گیا۔

پھر واقعی اسے آدھا گھنٹہ انتظار کرنا پڑا۔ اس کے بعد کاریں گیٹ پر پہنچنی شروع ہو گئیں [illegible] سپاہی کو دیکھ رہا تھا جو اب گیٹ کے قریب کھڑا تھا پھر اس نے [illegible] ایک کار کو گیٹ پر رکتے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی سپاہی نے جھک کر [illegible] سے بات کی۔ وہ شاید ڈرائیور کو پیغام دینے کی بات نہیں رکھتا تھا اس لیے [illegible] ڈرائیور کو پیغام دے دیا تھا۔

بلیک زیرو [illegible] ڈرائیور سے بات کرنے کے لیے جھکا۔ بلیک زیرو نے ڈرائیور سے کہا "کار کا پیچھا کرو ـــ جلدی" ـــ اور ڈرائیور نے پھرتی سے گاڑی آگے بڑھا دی پھر

… عمارت کے سامنے کافی بڑے باغیچے کا چکر لگایا اور دوبارہ صدر دروازے پر … نے سیاہ رنگ کی مرسڈیز کو تیزی سے شہر کی طرف جانے والی سڑک پر مڑتے دیکھا … نشست پر بیٹھا ہوا ایک بلیم و شحیم آدمی بڑے غور سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا … سمجھ گیا کہ یہی بگارڈو ہے۔

"ذرا پیچھا ۔۔۔ گاڑی اس سیاہ مرسڈیز کے پیچھے ڈال دو ۔۔۔ مگر احتیاط سے" … بلیک زیرو نے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے گاڑی سیاہ مرسڈیز کے پیچھے … ہی ڈال دی۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد سیاہ مرسڈیز ایک ایسی کالونی میں داخل ہو … میں بڑی بڑی عظیم الشان کوٹھیاں تھیں۔ اور پھر مرسڈیز ایک سرخ رنگ کی کوٹھی … میں داخل ہوتی چلی گئی۔

بلیک زیرو ٹیکسی کو آگے چلا گیا اور پھر اگلے چوک سے اس نے ٹیکسی کو واپس … جانے کے لئے کہا۔

شہر کے بیچ چوراہے پر اس نے ٹیکسی رکوائی اور ایک چھوٹی سی ٹیلیفون کی … وہ تیزی سے ٹیکسی سے نیچے اتر گیا۔ اس کا رخ وہاں موجود ایک ریسٹ … طرف تھا۔

ریسٹوران میں بلیک زیرو تقریباً دو گھنٹے بیٹھا رہا۔ جب رات کا اندھیرا اچھی … گیا تو بلیک زیرو ریسٹوران سے باہر نکلا اور پھر اس نے ایک ٹیکسی روک کر … کالونی چلنے کے لئے کہا۔

بگارڈو کی سرخ کوٹھی سے کافی پہلے وہ ٹیکسی سے اتر گیا اور ٹیکسی کے … بعد وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بگارڈو کی کوٹھی کی طرف بڑھ گیا۔ پھر مین گیٹ کی … سے گزر کر وہ کوٹھی کی پشت پر آ گیا۔ چند لمحوں تک وہ جائزہ لیتا رہا پھر …

پھر بلیک زیرو گٹر کا ڈھکنا اٹھا کر اندر داخل ہو گیا اور گٹر سے ہوتا ہوا وہ کوٹھی کی اندرونی سمت پہنچ گیا۔ پھر گٹر کا پہلا ڈھکن آتے ہی وہ اسے اٹھا کر باہر آ گیا … وہ کوٹھی کے پائیں باغ میں تھا۔

چند لمحوں تک پائیں باغ میں دبکے رہنے کے بعد بلیک زیرو دبے قدموں آگے بڑھا اور پھر اسے ایک کھڑکی میں روشنی نظر آگئی۔ کھڑکی کھلی ہوئی تھی اس سے بڑی آسانی سے اندر جھانکا تو وہ غسل خانہ تھا۔ وہ ہاتھوں کے بل اچھلتا ہوا کھڑکی کے اندر داخل ہوا اور غسل خانے میں پہنچ گیا۔ یہاں پہنچ کر اس نے جیب سے نقاب نکالا اور اسے منہ پر چڑھانے کے بعد جیب سے ریوالور نکالا اور اندرونی کمرے کی طرف کھلنے والے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے کمرے کی جانب سے ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

بلیک زیرو نے دروازے کے ایک پٹ کو آہستہ سے دبایا تو دونوں پٹوں کے درمیان ایک معمولی سی درز بن گئی۔ اب آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں اور صرف آوازیں ہی نہیں بلکہ وہ کمرے کا پورا منظر بھی دیکھ سکتا تھا۔

"میں تمہیں بتاتا ہوں کہ عمران اور اس کا ساتھی کہاں ہے ۔۔۔" ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ اور بلیک زیرو عمران کے متعلق سن کر چونک پڑا۔ اس نے دیکھا کہ بگارڈو ایک کرسی پر بیٹھا ہے اور اس کے سامنے ایک نوجوان لڑکی جس نے سیاہ لباس پہن رکھا تھا ہاتھ میں ٹامی گن پکڑے کھڑی تھی۔ ٹامی گن پر سائلنسر لگا ہوا تھا۔ لڑکی کے لمبے لمبے بال اس کی پشت پر پھیلے ہوئے تھے۔ بلیک زیرو کو اس لڑکی کی صرف پشت نظر آ رہی تھی البتہ ٹامی گن کا دہانہ جو بگارڈو کی طرف اٹھا ہوا تھا اس کی نظروں میں تھا۔

بگارڈو کے چہرے پر تعجب اور الجھن کے آثار صاف دیکھے جا سکتے تھے۔

"میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا تھا اینڈریا ۔۔۔ عمران اور اس کے ساتھی کر مر چکے ہیں ۔۔۔ اب تک عمران کی ہڈیاں بھی گل چکی ہوں گی۔ میں نے انہیں گٹر میں پھینک دیا ہے" ۔۔۔ بوگارڈو نے جواب دیا۔

"تم جھوٹ کہتے ہو بوگارڈو ۔۔۔ عمران اور اس کا ساتھی تمہارے ہاتھوں سے [illegible] نکلے ہیں ۔۔۔ یا ۔۔۔ پھر تم ان کے ساتھ مل کر ہمیں ڈبل کراس کر رہے ہو" ۔۔۔ [illegible] نے جس کا نام اینڈریا تھا انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں اینڈریا ۔۔۔ تم یقین کرو ۔۔۔ میں سچ کہہ رہا ہوں" ۔۔۔ بوگارڈو نے جواب دیا۔

"مگر چیف باس کو تمہاری بات پر یقین نہیں ہے ۔۔۔ اگر تم سچے ہوتے تو عمران اور اس کے ساتھی کی لاشیں چیف باس کو بھجوا دیتے ۔۔۔ یا کم سے کم مجھے ہی دکھا دیتے ۔۔۔ اس لئے چیف باس نے تمہاری موت کے احکام جاری کر دیئے ہیں ۔۔۔" اینڈریا نے کہا۔

"نہیں نہیں ۔۔۔ ایسا ناممکن ہے ۔۔۔ میں تمہارے [illegible] کا ایک با اعتماد [illegible] ہوں ۔۔۔ میرے ذریعے تم لوگوں کو یہاں بے شمار مفادات حاصل ہیں ۔۔۔ چیف باس میری موت کا حکم جاری نہیں کر سکتے" ۔۔۔ بوگارڈو نے شدید بوکھلاہٹ کے لہجے میں کہا۔

"مگر مجھے افسوس ہے ۔۔۔ ایسا ہو چکا ہے ۔۔۔ اس لئے اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ" ۔۔۔ اینڈریا نے کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ اینڈریا کی انگلی ٹریگر دبانے میں کامیاب ہوتی، بوگارڈو بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور پھر جب وہ قلابازی کھا کر سیدھا ہوا تو مشین گن اس کے ہاتھوں میں تھی اور اینڈریا مشین گن چھیننے کے [illegible] دیکھتے ہی [illegible] پر جم چکی تھی۔ اب اینڈریا کا چہرہ بھی ایک زیرو کے سامنے تھا۔

"خبردار ۔۔۔ اگر حرکت کرنے کی کوشش کی" ۔۔۔ بوگارڈو نے انتہائی کرخت لہجے میں مشین گن کا رخ اینڈریا کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرا لمحہ ایک زیرو کے لئے بھی حیرت انگیز ثابت ہوا۔ اینڈریا اپنی جگہ سے اس طرح اچھلی جیسے بجلی کوندی ہو اور بوگارڈو کو ٹریگر دبانے کی حسرت ہی رہ گئی۔ اینڈریا اچھل کر اس پر جا گری تھی۔ مشین گن بوگارڈو کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گری تھی اور اینڈریا نے بوگارڈو کو دبوچ لیا تھا۔

بوگارڈو بھی لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر تھا۔ اس نے نیچے گرتے ہی دونوں پیر اینڈریا کے پیٹ پر رکھے اور پوری قوت سے اسے اپنے سر پر سے اچھال دیا مگر اینڈریا کی پھرتی اور چستی حیرت انگیز تھی۔ نیچے گرتے ہی اس کی دونوں ٹانگیں قینچی کی طرح بوگارڈو کی گردن کے گرد جم گئیں۔ اور پھر اس نے حیرت انگیز تیزی کے ساتھ فرش پر کروٹیں بدلنی شروع کر دیں۔ بوگارڈو بھی اس کے ساتھ ہی فرش پر الٹتا پلٹتا چلا گیا۔

ایک زیرو نے دیکھا کہ اینڈریا حیرت انگیز پھرتی کے ساتھ کروٹیں بدلتی ہوئی اپنے جسم کو اس طرف سرکاتی ہوئی چلی گئی جدھر مشین گن پڑی تھی۔ وہ اتنی تیزی سے کروٹیں بدل رہی تھی کہ بوگارڈو کو کچھ کرنے کا موقع ہی نہ مل سکا اور وہ اس کے ساتھ ہی لوٹ پوٹ ہوتا گیا۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے اس کی ٹانگیں پکڑنے کی کوشش کی مگر اینڈریا اتنی تیزی سے کروٹیں بدل رہی تھی کہ بوگارڈو سنبھل ہی نہ سکا۔

پھر جیسے ہی اینڈریا کا ہاتھ مشین گن پر پڑا اس نے ایک جھٹکے سے اپنے جسم کو [illegible] اور دوسرے لمحے بوگارڈو کی گردن آزاد ہو گئی مگر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا اینڈریا مشین گن اٹھائے اس کے سر پر کھڑی تھی۔ دوسرے لمحے اس نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور گولیوں کی بوچھاڑ بوگارڈو کے سینے میں گھستی چلی گئی۔ اور بوگارڈو

کے حلق سے چیخ بھی نہ نکل سکی۔

اسی لمحے بلیک زیرو نے دروازے کے پٹ کو ذرا سا کھولا اور پھر اس کے سامنے گرے ریوالور نے شعلہ اگلا اور ایڈریا کے ہاتھوں سے مشین گن نکل کر پیچھے جا گری اور ایڈریا ہاتھ جھٹکتی ہوئی بجلی کی سی تیزی سے گھومی۔

"خبردار! اگر حرکت کی" — بلیک زیرو نے قدم کمرے کے اندر بڑھاتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"تم کون ہو" — ایڈریا نے اپنے اس ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے پکڑتے ہوئے کہا جس پر گولی نے ذرا سی خراش ڈال دی تھی۔ اس کے چہرے پر تکلیف اور تعجب کے ملے جلے تاثرات ابھرے ہوئے تھے۔

"میں کوئی بھی ہوں مس ایڈریا — بہرحال میں جولارڈو کے قتل کا عینی شاہد ہوں تم اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دو" — بلیک زیرو نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ایڈریا نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لئے۔ اب بلیک زیرو اس سے چند قدموں کے فاصلے پر تھا۔ اس نے ریوالور اس کی طرف تان رکھا تھا۔

"تم نے جولارڈو کو کیوں قتل کیا ہے" — بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میری مرضی — تم پوچھنے والے کون ہوتے ہو" — ایڈریا نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"مجھے معلوم ہے ایڈریا — تم ضرورت سے زیادہ چالاک اور پھرتیلی ہو — مگر یاد رکھنا اس بار تمہارے مقابلے پر بلیک زیرو آیا ہے — میں عورتوں کو قتل کرنے اور ذلت پہنانے کے سلسلے میں بہت معروف ہوں — اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم سچ بتا دو" — بلیک زیرو نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"ہاں — تم تو یہ بھی کر دیتے ہو" — ایڈریا نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھ نیچے گرا دیا۔

"ہاتھ اوپر اٹھاؤ" — بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے گولی مار سکتے ہو — مگر مجھے معلوم ہے کہ تم ایسا نہیں کرو گے کیونکہ تم نے مجھ سے بہت کچھ پوچھنا ہے — میری موت کے بعد تم میری لاش سے کچھ نہیں پوچھ سکو گے" — ایڈریا نے اس بار مسکراتے ہوئے جواب دیا — اور بلیک زیرو اس لڑکی کی بے جگری اور جرأت پر حیرت زدہ رہ گیا۔

"موت بڑی دور کی بات ہے ایڈریا" — بلیک زیرو نے کہا اور دوسرے لمحے اس کے ریوالور نے شعلہ اگل دیا۔

گولی ایڈریا کا ایک کان غائب کر گئی تھی۔ ایڈریا ایک لمحے کو چیخ مار کر نیچے کی طرف جھکی اور بلیک زیرو اس کے سیدھے ہونے کے انتظار میں ریوالور تانے کھڑا رہا مگر ایڈریا سیدھی ہونے کی بجائے جھکتی ہی چلی گئی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ بے ہوش ہو رہی ہے مگر دوسرے لمحے وہ ایک تیز جھٹکے سے سیدھی ہوئی اور بلیک زیرو کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا۔

ایڈریا نہ صرف سیدھی ہوئی تھی بلکہ اس کی ٹانگ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی تھی اور ریوالور کے نکلنے کا کارنامہ اس کی اسی ٹانگ نے سرانجام دیا تھا۔

جیسے ہی بلیک زیرو کے ہاتھ سے ریوالور نکلا اس نے بجلی کی سی تیزی سے چھلانگ لگائی اور قریب پڑی مشین گن کی طرف جھپٹا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے ہاتھ سے ریوالور نکلتے ہی ایڈریا نے مشین گن کی طرف جھپٹنا ہے۔ اس لئے جب تک یہ ہوتی اس کا کھیل ختم ہو جاتا۔ اس نے مشین گن پر پہلے چھلانگ لگا دی مگر ایڈریا نے وہ نہیں کیا۔ جو بلیک زیرو نے سوچا تھا۔

جیسے ہی بلیک زیرو مشین گن کی طرف جھپٹا، ایڈریا نے دروازے کی طرف چھلانگ

ڈاکٹر سیدھا ہوتا، ایشیا دروازے سے باہر نکل گئی اور جب تک بلیک زیرو ڈاکٹر کی طرف متوجہ ہوتا وہ جا چکی تھی۔ بلیک زیرو اس کے پیچھے لپکا مگر کچھ سوچ کر رک گیا۔ اسے خیال آگیا تھا کہ وہ اس وقت مجرموں کی حیثیت سے سیکرٹ سروس کے سربراہ کی خوابگاہ میں موجود ہے اور سیکرٹ سروس کا سربراہ جو چیف ہے اس لئے ہو سکتا ہے وہ پھنس جائے۔ اس لئے بلیک زیرو کو کوئی نہیں ابھی تک باہر نکلتے کمرے میں کوئی نہیں آیا تھا جس نے بلیک زیرو کو دیکھ سکا تھا۔

ادھر ایشیا جس انداز سے دروازے سے باہر نکلی تھی اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ پہلے بھی یہاں آتی جاتی رہتی ہے۔

بلیک زیرو نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا پھر اس نے ڈاکٹر کی گردن کے پیچھے ایک ہلکی سی ضرب لگا کر اسے بے ہوش کیا اور تیزی سے عقبی کھڑکی کی طرف لپکا۔ عقبی کھڑکی سے باہر کود کر وہ بڑی تیزی سے واپس گھوم کر سامنے کی طرف آیا اور ایک عمارت کے اندر سے باہر نکلتی ہوئی دیکھی جس میں پہلے ایشیا داخل ہوئی تھی۔

عمارت سے باہر آتے ہی اس نے نقاب اتار کر جیب میں ڈالا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے سب کچھ اتنی جلدی کرنا پڑا تھا کہ اس کے اندازے کے مطابق ایشیا کے دروازے سے باہر نکلنے اور بلیک زیرو کے کوٹھی سے مین گیٹ تک پہنچنے کے درمیان زیادہ سے زیادہ تین چار منٹ کا وقفہ رہا ہو گا۔

جب بلیک زیرو کوٹھی کے مین گیٹ کے قریب پہنچا تو اس نے ایک سرخ رنگ کی سپورٹس کار گیٹ سے باہر نکلتی دیکھی، ڈرائیونگ سیٹ پر ایشیا بیٹھی تھی۔ [illegible] بلا شبہ وہ ڈاکٹر [illegible] کی کار تھی۔ وہ باہر نکل گئی تھی [illegible] ظاہر ہوتا تھا کہ اسے کوٹھی سے باہر نکلنے کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

بلیک زیرو کے پاس چونکہ کوئی سواری نہیں تھی اس لئے وہ صرف ہاتھ ملتا رہ گیا اور ایشیا کی کار انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی موڑ مڑ کر اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

جوزف اور صفدر کو بالکل ٹھیک ہونے میں چار روز لگ گئے۔ ان چار دنوں میں وہ دونوں میجر ڈاکٹر کے کلینک میں ہی رہتے تھے۔ ڈاکٹر کو انہوں نے یہ کہہ کر مطمئن کر دیا تھا کہ ان کی ایک جیپ اچانک کھڈ میں گر گئی تھی جیسے ہی گرنے کے تھے وہ کھڈ میں گرے تھے جس کی وجہ سے جیپ کو آگ بھی لگ گئی تھی۔ اور جیپ انہیں بھی نکلنے کا موقع ملا تھا آگے بڑھنا پڑا مگر گرنے میں زیادہ چوٹوں کی وجہ سے صفدر بے ہوش ہو گیا اور عمران نے بڑی مشکل سے اپنے آپ اور صفدر کو باہر نکالا تھا۔ وہ صفدر کو اٹھائے گھسیٹتا ہوا سڑک کے قریب تک لے آیا تھا مگر پھر اس کی ہمت جواب دے گئی اور وہ صفدر کو وہیں چھوڑ کر مدد حاصل کرنے کے لئے کلینک تک آیا تھا۔

"یہ تو بے مثال جرأت اور ہمت کا مظاہرہ کیا ہے ڈاکٹر تم نے ——" ادھیڑ عمر ڈاکٹر نے عمران کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

عمران نے ڈاکٹر کو اپنا نام تم تم ہی بتایا تھا اور صفدر کا نام اس نے جوزف بتایا تھا۔ ڈاکٹر نے اس نام پر حیرت کا اظہار کیا تھا مگر عمران نے اسے یہ کہہ کر مطمئن کر دیا تھا کہ بیشتر قبائلی نام ایسے ہی ہوتے ہیں۔

ان چند دنوں میں عمران نے ادھیڑ عمر ڈاکٹر جس کا نام چانگ تھا پر اپنی قابلیت کا سکہ جمایا تھا اس نے ڈاکٹر چانگ اب اس سے خاصا مرعوب ہو چکا تھا۔

"ڈاکٹر تم تم ـــ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے کہ اب آپ دونوں مکمل طور پر صحت یاب ہو چکے ہیں" ـــ ڈاکٹر چانگ نے مسکراتے ہوئے عمران اور صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت آتش دان کے سامنے کرسیوں پر بیٹھے چائے پی رہے تھے۔

"کہاں صحت یاب ہوئے ہیں ڈاکٹر چانگ ـــ میرے دماغ کے اندرونی خلیوں میں ہر وقت زہرے کی لہریں سی بکھرتی رہتی ہیں" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ـــ زہرے کی لہریں" ـــ ڈاکٹر چانگ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں ڈاکٹر ـــ یہ میری بدقسمتی ہے کہ ایک بار میں زہرے کے دریا میں گر گیا تھا اور پھر زہرہ میرے دماغ میں پہنچ گیا ـــ آج تک باہر نہیں نکلا" ـــ عمران کا لہجہ اس قدر سنجیدہ تھا کہ ڈاکٹر چانگ منہ پھاڑے رہ گیا۔

"زہرے کا دریا ـــ حیرت انگیز ـــ زہرہ تو ایک بیماری ہے اس کا دریا ـــ" ڈاکٹر چانگ نے حیرت کی شدت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے ڈاکٹر چانگ ـــ ہمارے ہاں ایک دریا ہے جس کا نام زہرے کا دریا ہے ـــ ڈاکٹر تم تم ایک بار یونہی تم تم سمیت اسی دریا میں گر گئے تھے اور پھر زہرہ ان کے دماغ میں اور تم تم ان کے جسم میں گھس گئی تھی" ـــ اس بار صفدر نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ بھی بے حد سنجیدہ تھا۔

"آپ لوگ کیسی باتیں کر رہے ہیں ـــ یہ تم تم کیا چیز ہوتی ہے جو ڈاکٹر کے جسم میں گھس گئی" ـــ ڈاکٹر چانگ کا منہ حیرت سے کچھ اور ٹیڑھا ہو گیا تھا۔

"اوہ ـــ تم تم کے متعلق کیا پوچھتے ہو ڈاکٹر چانگ ـــ بہتر ہے کہ کچھ نہ پوچھو ـــ میرے ساتھی جوشاہو کو دیکھو۔ بے چارہ آج تک اسی چکر میں ہے کہ کسی طرح تم تم اس کے جسم میں گھس جائے اور یہ بھی آدمیوں کی سی زندگی گزار سکے۔ جبکہ تم تم تو صرف قسمت والوں کو ہی ملتی ہے۔ یہ بیچارہ چونٹا ہے ـــ" عمران نے بڑے غمزدہ لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے صفدر پر بری طرح ترس آ رہا تھا۔

"آخر مجھے بھی تو پتہ چلے کہ یہ تم تم کیا ہوتی ہے" ـــ ڈاکٹر چانگ نے اس بار جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

"میں بتاتا ہوں ڈاکٹر ـــ ہمارے ہاں تم تم ایک ایسی مچھلی کو کہتے ہیں جو بالکل چھوٹی سی ہوتی ہے ـــ یہ مچھلی جس کے جسم میں چلی جائے بس کچھ نہ پوچھو اس کا کیا حشر ہوتا ہے" ـــ صفدر نے کہا۔

"کیا ہوتا ہے" ـــ ڈاکٹر چانگ نے چونک کر پوچھا۔

"ہوتا کیا ہے ڈاکٹر ـــ بس وہ مشرقی تم تم بن جاتا ہے" ـــ صفدر نے عمران کے کچھ کہنے سے پہلے ہی جواب دے دیا۔

اور ڈاکٹر چانگ کے حلق سے نکلنے والے بے اختیار قہقہوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

"خوب ـــ بہت خوب ـــ آپ لوگ واقعی بے حد دلچسپ انسان ہیں" ـــ ڈاکٹر چانگ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا ڈاکٹر چانگ ـــ آپ نے جس خلوص، محبت اور مہربانی کا سلوک ہم سے کیا ہے ہم اس کے لئے آپ کے تہہ دل سے ممنون ہیں ـــ اگر زندگی رہی تو آپ سے پھر ملاقات ہو گی۔ اب ہمیں اجازت دیجئے" ـــ اچانک عمران نے کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ـــ آپ کو یہ اچانک کیا ہو گیا ـــ چلے جانا بھی ـــ ابھی ایک دو دن یہاں رہو" ـــ ڈاکٹر چانگ نے بوکھلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں ڈاکٹر ۔۔۔ اب اجازت دیجئے" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"اچھا جیسی تمہاری مرضی ۔۔۔ بہرحال کبھی فرصت ملے تو تم آ جانا ۔۔۔ مجھے تم دونوں سے مل کر بے حد خوشی ہوگی" ۔۔۔ ڈاکٹر نے با دل نخواستہ عمران سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"یقیناً ڈاکٹر ۔۔۔ ہم ضرور آئیں گے" ۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ بھی ڈاکٹر سے مصافحہ کر کے عمران کے ساتھ ڈاکٹر جانگ کے کاٹیج سے باہر آ گیا۔

"اب کیا ارادے ہیں عمران صاحب" ۔۔۔ کاٹیج سے باہر آتے ہی صفدر نے پوچھا۔

"ارادے تو نیک ہیں ۔۔۔ بشرطیکہ لڑکی والے مان جائیں" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیا۔

اور صفدر برا سا منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔

وہ دونوں خاموشی سے سڑک پر پیدل چلے جا رہے تھے۔ عمران نجانے کن سوچوں میں گم تھا اسی لئے چہرے پر موجود ازلی حماقت کا نقاب بھی اس وقت نظر آ رہا تھا اور صفدر حیرت سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اس نے کئی بار کچھ کہنے کا ارادہ کیا مگر پھر کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا۔

"آخر آپ نے ڈاکٹر سے بھی جوک کرنے کی کوشش کیوں کی تھی" ۔۔۔ جب صفدر سے نہ رہا گیا تو آخر وہ بول ہی پڑا۔

"آئندہ ملاقات پر میرا پہلا سوال یہی ہوگا ۔۔۔ جواب تم بھی سن لینا" ۔۔۔ عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ۔۔۔ آخر آپ اتنے سنجیدہ کیوں ہیں" ۔۔۔ صفدر نے جھنجھلا کر کہا۔

"ابھی تم خود ہی تو کہتے ہو کہ سنجیدہ رہا کرو ۔۔۔ اگر میں سنجیدہ ہوتا ہوں تو تم مرچیں چبانا شروع کر دیتے ہو ۔۔۔ اب بتاؤ میں کیا کروں" ۔۔۔ عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کے ساتھ پرابلم ہی یہی ہے کہ جب سنجیدہ ہونے کا موقع ہوتا ہے آپ سنجیدہ نہیں ہوتے ۔۔۔ اور جب اس کا موقع نہیں ہوتا تو آپ سنجیدہ ہو جاتے ہیں" ۔۔۔ صفدر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا کروں ۔۔۔ تمہاری طرح موقع شناس واقع نہیں ہوا" ۔۔۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا اور صفدر نے اب فیصلہ کر لیا کہ اب چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے وہ خاموش رہے گا۔

تقریباً ایک گھنٹہ مسلسل چلنے کے بعد آخرکار وہ شہر کی حدود میں داخل ہو گئے۔ پھر انہیں ایک خالی ٹیکسی بھی مل گئی۔

"ریڈی کالونی چلو" ۔۔۔ عمران نے ٹیکسی کا دروازہ کھول کر بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر صفدر کے سوار ہوتے ہی ٹیکسی تیزی سے سڑک پر دوڑنے لگی۔

چند منٹ بعد ٹیکسی ایک ایسی کالونی میں داخل ہوئی جس میں عظیم الشان کوٹھیاں بنی ہوئی تھیں۔ ایک چوک پر عمران نے ٹیکسی رکوائی اور پھر ڈرائیور کو کرایہ دے کر آگے بڑھ گیا۔ صفدر بڑی خاموشی سے اس کے پیچھے چلا آ رہا تھا۔

تھوڑی دور چلنے پر عمران اچانک ٹھٹھک کر رک گیا۔ سامنے موجود سرخ رنگ کی کوٹھی کے گیٹ سے ایک سپورٹس کار باہر نکل رہی تھی جسے سیاہ لباس میں ملبوس ایک لڑکی ڈرائیو کر رہی تھی۔ سپورٹس کار انتہائی تیز رفتاری سے ان کے قریب سے گزر گئی۔

"ارے یہ تو وہی بات ہے" ۔۔۔ صفدر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"اب میرے خیال میں تمہیں اپنے سوال کا جواب مل گیا ہوگا ۔۔۔ جس کوٹھی سے نکلی ہے یہ بوگارڈ کی کوٹھی ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ تو یہ چکر ہے ۔۔۔ تو کیا وہ سب کچھ ڈرامہ تھا" ۔۔۔ صفدر کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"ہاں صفدر ۔۔۔ شاندار ڈرامہ ۔۔۔ جس میں ہم دونوں نے مسخروں کا کردار ادا کیا تھا" عمران کی خوش دلی لوٹ آئی تھی، یوں لگتا تھا جیسے اس کے ذہن پر کوئی دھند چھائی ہوئی تھی جو اس لڑکی کو دیکھتے ہی چھٹ گئی ہو۔

"آؤ ۔۔۔ اب باقی سوال جواب بوگارڈ سے کریں" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ مڑ کر کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

عمران نے کال بیل بجائی تو ایک فوجی ہیئت کا جوان چوکیدار رائفل سنبھالے باہر آگیا۔

"فرمائیے" ۔۔۔ چوکیدار نے پوچھا۔

"بلیک ایگل سے کہو وائٹ ایگل آیا ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں چوکیدار سے کہا۔

"اوہ آپ ۔۔۔ بلیک ایگل اس وقت اپنی خواب گاہ میں ہیں ۔۔۔ میں انہیں اطلاع کر دیتا ہوں" ۔۔۔ چوکیدار نے فوراً مؤدب ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ انہیں لئے ہوئے کوٹھی میں داخل ہو گیا۔

عمران اور صفدر نے دیکھا کہ کوٹھی بالکل خالی پڑی ہوئی تھی۔ کہیں بھی کسی ملازم کی شکل نظر نہ آ رہی تھی۔ صرف وہی چوکیدار تھا جو انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر خود بلیک ایگل کو ان کی آمد کی اطلاع دینے گیا تھا۔

مگر دوسرے لمحے وہ بوکھلایا ہوا واپس آیا۔ اس کے چہرے پر وحشت کے آثار اڑ رہے تھے۔

"قتل ۔۔۔ بلیک ایگل کو قتل کر دیا گیا ہے" ۔۔۔ چوکیدار نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ۔۔۔" عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اور اس سے پہلے کہ چوکیدار کچھ کہتا وہ بجلی کی سی تیزی سے ڈرائنگ روم سے باہر آ گیا۔

"کہاں پڑی ہے اس کی لاش ۔۔۔ جلدی چلو ۔۔۔ پولیس کے آنے سے پہلے ہم نے ایک چیز کو حاصل کرنا ہے ۔۔۔ اٹ از ٹاپ سیکرٹ ۔۔۔ حکومت کا خصوصی راز" عمران نے چوکیدار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آئیے ۔۔۔ میرے ساتھ" ۔۔۔ چوکیدار نے کہا اور پھر وہ انہیں لیکر مختلف کمروں سے ہوتا ہوا آخر کار ایک اندرونی کمرے میں لے گیا۔

عمران اور صفدر نے دیکھا کہ وہاں شدید جدوجہد کے آثار نمایاں تھے۔ بوگارڈ کی لاش ایک طرف پڑی ہوئی تھی۔ اس کا سینہ گولیوں سے چھلنی ہو چکا تھا۔ ایک طرف سائلنسر لگی گن پڑی ہوئی تھی۔

عمران نے بوگارڈ کا ہاتھ پکڑ کر دیکھا تو اسے احساس ہوا کہ یہ سب کچھ تھوڑی دیر پہلے ہی ہوا ہے۔

"یہ واردات کرنے والی تو وہی نہیں جو ابھی ابھی کار میں گئی ہے ۔۔۔؟" عمران نے پلٹ کر چوکیدار سے پوچھا لیکن چوکیدار غائب تھا۔

"اوہ ۔۔۔ وہ اطلاع دینے گیا ہوگا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے پھرتی سے لاش کے جسم کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ مگر اسے کچھ نہیں ملا۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ ادھر غسل خانے کی کھڑکی کھلی ہوئی ہے" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"چلو ۔۔۔ ہاں دیکھو، لگتا ہے کہ یہاں تین افراد کے درمیان جدوجہد ہوئی ہے مگر

"وہ تیسرا کون تھا" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

عمران نے پورے کمرے کو کھنگال ڈالا اور جب اس نے ایک الماری کا ایک خفیہ خانہ کھولا تو اسے ایک سرخ رنگ کی فائل نظر آ گئی۔ فائل کو کھول کر ایک نظر دیکھتے ہی عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے پھرتی سے فائل جیب میں ڈالی اور پھر مڑ کر صفدر سے کہنے لگا۔

"آؤ صفدر ـــــ اب یہاں سے نکل چلیں"

مگر وہ دونوں جیسے ہی کمرے سے باہر نکلے۔ چوکیدار کی رائفل ان پر تنی ہوئی تھی۔

"آپ لوگ کوئی حرکت نہ کریں ـــــ میں نے پولیس کو اطلاع دے دی ہے ـــــ وہ جلد ہی یہاں پہنچنے والے ہیں" ـــــ چوکیدار نے کرخت لہجے میں کہا۔ شاید اسے [illegible] کے متعلق خصوصی ہدایات دی گئی تھیں۔

"آؤ میں آپ کو ... ہم خود ہی ... کر رہے ہیں ـــــ مگر یہ بتاؤ کہ اس لڑکی کے ساتھ اور کون تھا" ـــــ عمران نے ... لہجے میں کہا۔

"کون لڑکی" ـــــ چوکیدار نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"وہ جو ابھی ابھی کار لے گئی ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"اوہ مس اینڈریا ـــــ مگر وہ تو اکیلی آئی تھی اور اکیلی چلی گئی ـــــ وہ صاحب کی دوست تھی" ـــــ چوکیدار نے جواب دیا۔

"اچھی دوستی نبھائی ہے" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ اچانک اپنی جگہ سے اچھلا اور پھر اس سے پہلے کہ چوکیدار سنبھلتا، رائفل اس کے ہاتھ سے نکلتی چلی گئی۔ عمران نے ایک ہی جھٹکے میں رائفل چوکیدار کے ہاتھ سے لے لی تھی۔

"اب اپنے ہاتھ اوپر کر لو" ـــــ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور چوکیدار نے فوراً ہی اپنے ہاتھ اٹھا دیئے۔

اسی لمحے گیٹ سے باہر کسی کار کے رکنے کی آواز سنائی دی۔ عمران نے ... انتہائی پھرتی سے کام لیا اور پھر رائفل کا دستہ پوری قوت سے چوکیدار کے سر پر ... اور چوکیدار بغیر کوئی آواز نکالے ڈھیر ہو گیا۔

"آؤ صفدر نکل چلیں" ـــــ عمران نے کہا اور وہ دونوں تیزی سے واپس کمرے میں داخل ہوئے اور پھر عقبی کھڑکی سے ہوتے ہوئے اس کھڑکی کے راستے واپس باغ میں آ گئے۔ جلد ہی انہیں عقبی گیٹ کا دروازہ کھلا ہوا نظر آ گیا۔

عمران تیزی سے گیٹ میں داخل ہو گیا اور پھر آگے بڑھتا چلا گیا۔ ظاہر ہے صفدر اس کے پیچھے تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوسرے دروازے سے باہر آ گئے۔ اب وہ دونوں کوٹھی سے باہر تھے۔

"تیسرا آدمی یقیناً اسی راستے سے واپس گیا ہے" ـــــ صفدر نے باہر نکلتے ہی کہا۔

"ہاں ـــــ اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا اس لڑکی سے کوئی تعلق نہ تھا" ـــــ عمران نے کہا۔

اب وہ تیزی سے مختلف کوٹھیوں کے عقب سے ہوتے ہوئے مین روڈ پر آ گئے۔ جلد ہی انہیں ٹیکسی مل گئی۔

"شہر چلو" ـــــ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا کر گاڑی آگے بڑھا دی۔

عمران نے جیب سے فائل نکالی اور پھر اس کے مطالعے میں غرق ہو گیا۔ جوں جوں وہ پڑھتا جا رہا تھا اس کی آنکھوں میں چمک ابھرتی چلی آ رہی تھی۔ صفدر خاموشی سے نشست سے سر ٹکائے بیٹھا تھا اور ٹیکسی خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

سیکرٹ سروس کے تمام ممبران اس وقت ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ ایکسٹو نے فوری طور پر ہی انہیں آوارہ گردی ختم کر کے کمرے میں رہنے کا حکم دیا تھا چنانچہ سب ممبران کمرے میں موجود تھے۔ چہرے کا رنگ اڑ رہا تھا اور موجودہ مشن کے بارے میں باتیں ہو رہی تھیں۔

"آخر یہ عمران اور صفدر کہاں غائب ہو گئے کہ ایکسٹو اس بری طرح سے انہیں ڈھونڈ رہا ہے" ــــ تنویر نے پہلے کی بہ نسبت اٹھتے ہوئے کہا۔

"تنویر ــــ وہ اس کا کام ہے ۔ ہم تو مشینیں ہیں اور مشینوں کے بھی کام ہوتے ہیں" کیپٹن شکیل نے جو اس کے قریب بیٹھا تھا بڑے نرم لہجے میں اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"سوری ــــ مجھے خیال نہیں رہا تھا" ــــ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس وقت اس کا موڈ ٹھیک تھا اس لیے اس نے معذرت بھی کر لی تھی ورنہ ہو سکتا تھا کہ وہ جھگڑے پر ہی اتر آتا۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی بات کرتا کمرے میں رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کیپٹن شکیل نے پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

"کیپٹن شکیل سپیکنگ" ــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ایکسٹو سپیکنگ ــــ تنویر موجود ہے؟" دوسری طرف سے ایکسٹو کی بارعب آواز سنائی دی۔

"یس سر" ــــ کیپٹن شکیل نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو رسیور اسے دو" ــــ ایکسٹو نے کہا اور کیپٹن شکیل نے رسیور تنویر کی طرف بڑھا دیا۔

"یس سر" ــــ تنویر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تنویر ــــ ایک نمبر نوٹ کرو ــــ آر ایس ــ زیرو ون ٹو ــــ یہ ایک کار کا نمبر ہے سپورٹس کار ہے۔ ماڈل اسی سال کا ہے ــــ تم نے رجسٹریشن آفس سے یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ کار کس کی ہے" ــــ ایکسٹو نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب" ــــ تنویر نے جواب دیا۔ ایکسٹو کے سامنے اس کی تمام بدمزاجی کافور ہو جاتی تھی کیونکہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ ایکسٹو کی دی ہوئی سزائیں خوفناک ہوتی ہیں۔

"جیسے معلوم ہو تم نے اسے چیک کر کے اپنی رپورٹ دینی ہے ــــ اب رسیور کیپٹن شکیل کو دے دو" ــــ ایکسٹو نے کہا اور تنویر نے رسیور کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا دیا۔

"یس سر" ــــ کیپٹن شکیل نے رسیور لیتے ہی کہا۔

"کیپٹن شکیل ــــ مقامی سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر عقبی ... ہے۔ تم نے وہاں کے کسی با اختیار فرد کو رپورٹ دینا ہے۔ انتخاب تم خود کر لینا۔ تمہیں یہ معلوم کرنا ہے کہ سیکرٹ سروس آج کل کس کیس پر کام کر رہی ہے۔ جس حد تک ہو سکے اس کیس کی تفصیلات حاصل کرنی ہیں ــــ رابطہ فی الحال ٹرانسمیٹر پر ہوگا ــــ اور ہاں یہ بتا دوں کہ یہاں سیکرٹ سروس کا کوڈ ... ہے" ــــ ایکسٹو نے ہدایات دیں۔

"بہتر سر ــــ میں ابھی کوشش شروع کر دیتا ہوں" ــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"چوہان اور نعمانی کو میری طرف سے ہدایات دے دو کہ وہ ... کی کوٹھی نمبر ۱۲ کو چیک کریں۔ وہاں ایک قتل ہو گیا ہے۔ جب مطلع صاف ہو جائے تو انہیں کوٹھی کی مکمل تلاشی لینی ہے۔ کوئی دستاویز، کوئی کاغذ ان کی نظروں سے چھپ کر نہ رہنے پائے

کے بعد وہ بھی یا تو مجھے رپورٹ دیں ۔ گڈ بائی ـــــ ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا ۔

کیپٹن شکیل نے رسیور رکھ دیا اور جوان اور نعمانی کو ایکسٹو کی ہدایت سے مطلع کر دیا ۔ تنویر پہلے ہی کمرے سے جا چکا تھا پھر جوان اور نعمانی بھی سر ہلاتے ہوئے باہر نکل گئے ۔ جولیا اس بار ان کے ہمراہ نہیں تھی ۔

ان کے جانے کے بعد کیپٹن شکیل نے ہلکا سا میک اپ کیا اور پھر جیب میں ریوالور کو چیک کرتے ہوئے وہ کمرے سے باہر آ گیا ۔

چند لمحوں بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھا جوزف لین کی طرف بڑھ رہا تھا ۔ ٹیکسی نے تھوڑی دیر بعد اسے جوزف لین کے پہلے چوک پر پہنچا دیا اور کیپٹن شکیل کرایہ دے کر آگے بڑھ گیا ۔

جوزف لین ایک کافی بڑی سڑک تھی جس کے دونوں طرف بڑی بڑی عمارتیں تھیں جن پر مختلف کمپنیوں کے دفاتر تھے ۔ اس وقت چونکہ بزنس کے اوقات تھے اس لئے سڑک پر کافی چہل پہل تھی ۔

کیپٹن شکیل بڑے اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا ۔ جلد ہی وہ اس عظیم الشان بلڈنگ کے سامنے پہنچ گیا جو عقبی جوزف لین پر تھی ۔ بلڈنگ پر ایک بہت بڑا سائن بورڈ لگا ہوا تھا ۔ بلڈنگ کی پارکنگ میں کاروں کا ہجوم تھا اور بے شمار لوگ اندر آ جا رہے تھے ۔

کیپٹن شکیل بھی خاموشی سے بلڈنگ کے اندر چلا گیا ۔ نچلے فلور پر صرف پارکنگ کے لئے جگہ بنائی گئی تھی ۔ اوپر کی منزلوں میں جانے کے لئے دو لفٹیں تھیں جو مسلسل اوپر نیچے آ جا رہی تھیں اور مختلف لوگ نیچے اوپر آ جا رہے تھے جن میں خواتین بھی شامل تھیں ۔ ایک طرف سیڑھیاں بھی تھیں ۔ کیپٹن شکیل نے سیڑھیوں کے ذریعے اوپر جانا مناسب سمجھا تاکہ

اطمینان سے تمام منزلوں کو چیک کر سکے ۔ چنانچہ وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا پہلی منزل پر آ گیا ۔ اس منزل پر دس کمرے تھے ۔ اور سب پر مختلف فرموں کی تختیاں موجود تھیں ۔ ایک میں دفتر کا عملہ موجود تھا ۔

کیپٹن شکیل نے ہر کمرے کو سرسری نظروں سے دیکھا مگر اس نے محسوس کیا کہ یہاں کاروباری ماحول ہی ہے ۔ چنانچہ وہ سیڑھیاں چڑھ کر دوسری منزل پر پہنچ گیا ۔ یہاں بھی مختلف فرمیں تھیں اور وہی کاروباری لوگوں کا رش تھا ۔ اب صرف تیسری منزل رہ گئی تھی ۔ چنانچہ وہ تیسری منزل پر آ گیا ۔ یہاں قدرے سکون تھا ۔ اکا دکا لوگ ادھر ادھر آ جا رہے تھے ۔ یہاں ایک ہی فرم کے مختلف دفاتر تھے جس کا جہازی سائز کا بورڈ عمارت کے باہر لگا ہوا تھا ۔

کیپٹن شکیل کی چھٹی حس نے اسے احساس دلایا کہ اسی فرم کے تحت مقامی ہیڈ کوارٹر کام کر رہا ہے ۔ چنانچہ وہ سیدھا منیجر کے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔ دروازے پر موجود چوکیدار نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا ۔ وہ دروازے کے سامنے کھڑا تھا ۔

"منیجر سے ملنا ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے مہذب لہجے میں کہا اور چوکیدار خاموشی سے ایک طرف ہٹ گیا اور کیپٹن شکیل نے اطمینان کی سانس لی ۔ وہ صحیح جگہ پہنچ گیا تھا ۔ چوکیدار کے ایک طرف ہٹتے ہی وہ کمرے کے اندر داخل ہو گیا ۔ یہاں ایک لڑکی موجود تھی اور اس کے پیچھے پارٹیشن تھا جس کے دروازے پر منیجر کی تختی لٹک رہی تھی ۔

"یس سر" ـــــ لڑکی نے بھنویں اچکاتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا ۔

"منیجر سے ملنا ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے دبے دبے لہجے میں کہا ۔

"تشریف رکھیں ـــــ میں بات کرتی ہوں" ـــــ لڑکی نے چونکتے ہوئے کہا ۔ کیپٹن شکیل بڑے اطمینان سے قریب رکھے صوفے پر بیٹھ گیا ۔ لڑکی نے انٹرکام

کا بٹن دبایا اور پھر کہنے لگی۔

"کوڈ درست ہے ___ ایمرجنسی ___ ہاں ___ ایک اجنبی یہاں موجود ہے ___ کا کوڈ بھی موجود ہے" ___ لڑکی نے قدرے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"بھیج دو" ___ دوسری طرف سے ایک کرخت آواز گونجی۔

لڑکی نے بٹن دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر ڈیسک کے نیچے ہاتھ بڑھا کر کوئی بٹن دبا دیا۔

"آپ تشریف لے جائیے" ___ لڑکی نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تھینک یو" ___ کیپٹن شکیل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر باوقار انداز میں قدم بڑھاتا ہوا پارٹیشن کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ یہاں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک اسی جیسی جسامت کا آدمی موجود تھا۔ البتہ اس کے چہرے پر کرختگی اس شدت سے طاری تھی کہ خواہ مخواہ خوف محسوس ہوتا تھا۔

"فرمائیے ___ کیا ایمرجنسی ہے ___؟" میجر کا لہجہ بے حد کاروباری تھا۔

"کیا یہ جگہ محفوظ ہے ___" کیپٹن شکیل نے بیٹھ کر راز دارانہ انداز بناتے ہوئے کہا۔

"بالکل محفوظ ہے ___" میجر کے چہرے پر پہلی بار قدرے حیرت کے آثار ابھرے۔

"مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ ایسا ساتھ ہوں اس کے لئے یہ جگہ محفوظ نہیں ہے ___ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے ___" کیپٹن شکیل نے بیٹھے ہوئے پراسرار انداز بناتے ہوئے کہا۔

"آپ پہلے اپنا تعارف کرائیے ___ آپ میرے لئے اجنبی ہیں ___" میجر کے لہجے میں یکدم کرختگی کا عنصر بڑھ گیا۔

"سپیشل نمائندہ فرام ملٹری انٹیلی جنس ___ ہم لوگ بیک اپ میں رہتے ہیں" کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ اور باوقار لہجے میں کہا۔

"کارڈ دکھائیے ___؟" اس بار میجر کا لہجہ قدرے نرم تھا۔

"کارڈ وغیرہ بھی دکھا دوں گا ___ فی الحال آپ فوراً کسی محفوظ جگہ چلیے ___ آپ یہیں اینڈ ٹاپ ایمرجنسی ___ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے ___ اور آپ وقت ضائع کر رہے ہیں" ___ اس بار کیپٹن شکیل کے لہجے میں کرختگی ابھر آئی تھی۔

"آپ بے فکر رہیں ___ یہ جگہ بالکل محفوظ ہے ___" میجر نے اس کے لہجے سے متاثر ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں ___ مجھے یہ جگہ محفوظ معلوم نہیں ہو رہی ___ اور اس بات کا فیصلہ میں نے کرنا ہے کہ آیا یہ جگہ محفوظ ہے یا نہیں" ___ کیپٹن شکیل بدستور اپنی بات پر اڑا رہا۔

"پھر آپ تشریف لے جائیے ___ میرے پاس اس سے زیادہ محفوظ جگہ نہیں ہے" ___ میجر نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"اگر آپ بضد ہیں تو پھر اس کی ذمہ داری بھی آپ پر ہو گی ___ میں نے ہر حال میں رپورٹ کر دیا ہے ___ آپ پہلے مجھے اپنا کارڈ دکھا دیجئے تاکہ میں یقین کر سکوں کہ میں صحیح آدمی سے بات کر رہا ہوں" ___ کیپٹن شکیل نے کہا۔

میجر نے بڑی خاموشی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور کارڈ نکال کر کیپٹن شکیل کے سامنے رکھ دیا۔

کیپٹن شکیل نے دیکھا کہ اس کا نام ہارٹن تھا اور وہ مقامی سیکرٹ سروس میں میجر کے عہدے پر فائز تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے رہائشی ایڈریس پر بھی اس کی نظریں دوڑتی چلی گئیں اور اس نے ایڈریس ذہن میں محفوظ کر لیا۔

"اوکے مسٹر ہارٹن ___ ملٹری انٹیلی جنس کی طرف سے بلیک ایگل کے لئے ایک پیغام ہے اور وہ یہ کہ سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر آج رات کسی بھی وقت بم سے اڑا دیا جائے گا" ___ کیپٹن شکیل نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا جیسے وہ کوئی اہم ترین پیغام سنا رہا ہو۔

اس کی میں ترتیب کے مطابق تھا۔ اس کا چہرہ ایک لمحے
اور پھر بشیر بارش کو رولوں
کے لیے زرد پڑ گیا۔
یہ کیسے ہو سکتا ہے ــــ ایسا ناممکن ہے ــــ اس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
اس دنیا میں سب کچھ ممکن ہوتا ہے مسٹر بارش ــــ بہرحال میں نے اپنا فرض نبھا دیا ہے ــــ اب باقی کام آپ کا ہے ــــ گڈ بائی ــــ کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

بشیر بارش بت کی طرح ساکت بیٹھا رہ گیا۔

کیپٹن شکیل نے جان بوجھ کر ایسی خبر دی تھی کہ اس کے اعصاب شل ہو جائیں اور وہ اس کے واپس جانے تک کوئی رد عمل پیدا نہ کر سکے۔

کمرے سے باہر نکلتے ہی کیپٹن شکیل تیزی سے چھت کی طرف بڑھا اور پھر چند لمحوں بعد وہ گراؤنڈ فلور پر پہنچ چکا تھا۔ چھت سے نیچے کی دوسری سے ایک گراؤنڈ کی طرف بڑھ گیا اور پھر اس نے اپنا گرم کوٹ اتار لیا ... میک اپ کو ... لیا اور پھر چند لمحوں بعد جب وہ باہر آیا تو پہلے سے کافی بدل چکا تھا۔ وہ اطمینان سے مین گیٹ سے باہر نکلتا چلا گیا اور پھر ہجوم میں مل کر وہ ادھر ادھر گھومتا رہا۔ وہ اپنے تعاقب کا اندازہ کر رہا تھا مگر جب اسے اطمینان ہو گیا کہ اس کا تعاقب نہیں کیا جا رہا تو اس نے ایک خالی ٹیکسی روکی اور دروازہ کھول کر اس میں بیٹھ گیا۔

بیلا ہی ... کالونی ــــ کیپٹن شکیل نے کہا اور ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک کافی بڑی اور جدید تعمیر شدہ کالونی میں داخل ہوئی۔ کیپٹن شکیل نے ایک چوک پر ٹیکسی رکوائی اور کرایہ ادا کر کے باہر آ گیا۔ ٹیکسی جب آگے بڑھ کر اس کی نظروں سے دور ہو گئی تو وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔ جلد ہی اس کی نظریں ایک چھوٹی سی کوٹھی پر جم گئیں۔ یہی اس کی منزل مقصود تھی۔ اس کوٹھی کا پتہ اس

... کے کارڈ میں دیکھا تھا۔ کوٹھی کے گیٹ پر کوئی نیم پلیٹ موجود نہیں تھی۔ کوٹھی ... تھا اور اندر خاموشی طاری تھی جیسے اندر کوئی موجود نہ ہو۔

کیپٹن شکیل ایک قریبی گلی میں گھس گیا اور پھر گھومتا ہوا وہ کوٹھی کے عقب میں ... یہاں بھی ایک چھوٹی سی گلی تھی جس میں ایک اور کوٹھی کا عقبی حصہ تھا۔ کوٹھی ... قدم ہی تھی۔

کیپٹن شکیل نے دیکھ کر دیوار سے اندر دیکھا تو اسے کوٹھی خالی ہی نظر آئی۔ اس نے ... دونوں ہاتھ رکھے اور دوسرے لمحے اس کا جسم ہاتھوں کے بل پر اٹھتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور وہ کوٹھی کے اندر پہنچ گیا۔ چند لمحوں تک وہ خاموشی سے ... بیٹھا رہا پھر تیزی سے کوٹھی کے برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ کوٹھی خالی ہے۔ حتیٰ کہ اس میں ملازم تک موجود نہ تھا۔ وہ برآمدے سے گزر کر کمرے کے دروازے پر رکا جو بند تھا۔ اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اندر اندھیرا تھا۔ کیپٹن شکیل نے ایک لمحے کے لئے وہیں رک کر ... ہر طرف گہرا سکوت طاری تھا۔ اس لئے وہ قدم بڑھا کر اندر داخل ہو گیا ... اندر داخل ہوتے ہی اس کے عقب میں موجود دروازہ ایک دھماکے سے بند ہوا ... کے ساتھ ہی بجلی کے سوئچ کی آواز ابھری اور کمرے میں روشنی ہو گئی۔

کیپٹن شکیل نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالنا چاہا مگر دوسرے لمحے وہ رک گیا ... مشین گنوں کی نالیاں اس کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔ سامنے ہی کرسی پر میجر ... بیٹھا ہوا تھا اور اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

... خوش آمدید ... ملٹری انٹیلی جنس کے سپیشل نمائندہ صاحب ــــ میجر ... نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر کیپٹن شکیل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ جیب سے علیحدہ کر دیا۔

ماڈرن اس کی توقع سے کہیں زیادہ چالاک اور چست ثابت ہوا تھا۔ وہ تصور بھی [illegible] کر سکتا تھا کہ وہ اس طرح اسے کوٹھی میں گھیر لے گا۔

اسی لمحے ایک سٹین گن بردار آگے بڑھا اور کیپٹن شکیل کی پشت پر آ کر اس نے اس کی تلاشی لی اور جیب سے ریوالور نکال کر پیچھے ہٹ گیا۔

"مجھے معلوم تھا کہ تم یہیں آؤ گے۔ اس لیے میں استقبال کے لیے خود موجود [illegible]" ماڈرن نے خوفناک انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا — یہ بات نہیں سمجھ سکا" — کیپٹن شکیل نے [illegible] ہوئے لہجے میں کہا۔

"مسٹر — تم شاید اس کام میں بالکل ہی اناڑی ہو — ورنہ تم اتنی احتیاط تو [illegible] کرتے — تم سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر میں آئے تھے جہاں قدم قدم پر ہر شخص [illegible] کی بات ہے — جب تم نے [illegible] استعمال کیے تو ہم چونک گئے پھر جس انداز [illegible] دوران [illegible] گھومتے رہے وہ بذات خود ایک مشکوک حرکت تھی پھر تم نے ایک [illegible] حوالہ دیا اس سے ہم مزید مشکوک ہو گئے [illegible] بہرحال [illegible] پھر جب تم نے ملٹری انٹیلی جنس کا نام لیا تو [illegible] یقین ہو گیا کہ تمہارا ملٹری انٹیلی جنس یا سیکرٹ سروس سے [illegible] انہیں بھی معلوم نہیں کہ اس ملک کی ملٹری انٹیلی جنس سیکرٹ سروس کے تحت [illegible] کرتی ہے مگر ہم تمہارا اصل مقصد جاننا چاہتے تھے اس لیے تمہیں کچھ نہیں کہا [illegible] تم نے کارڈ مانگا تو میں نے جان بوجھ کر وہ کارڈ دکھایا جس پر میرا غلط نام اور [illegible] تھا، میں نے تمہاری آنکھوں سے محسوس کر لیا تھا کہ [illegible] ہو۔ پھر تم نے [illegible] میں ایک [illegible] وہاں [illegible] موجود تھے جس [illegible] ہم تمہیں دیکھتے رہے۔ اس کے بعد تم گھومتے رہے اور تمہاری نگرانی جاری رہی۔

ٹیکسی میں تم سوار ہوئے وہ ہماری خصوصی ٹیکسی تھی اس میں ریڈیو ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ پھر جب تم نے اس کوٹھی کا پتہ بتایا تو تمام باتیں ہماری سمجھ میں آ گئیں چنانچہ ٹیکسی ڈرائیور ہدایت کے مطابق تمہیں مختلف سڑکوں پر گھماتا رہا، جب اسے مخصوص کاشن مل گیا تب اس نے تمہیں یہاں چوک پر چھوڑ دیا۔ اس کے بعد تم پھر ہماری نگرانی میں رہے، اس دوران میں اپنے ساتھیوں سمیت تمہارے استقبال کے لیے کوٹھی میں پہنچ گیا اور نتیجہ یہ ہے کہ اب تم ہمارے سامنے ہو" — ماڈرن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل صرف دانتوں سے ہونٹ دبا کر رہ گیا۔ اس نے واقعی سیکرٹ سروس کی کارکردگی کا غلط اندازہ لگایا تھا۔ وہ خاموش کھڑا رہا۔

"مسٹر — اب تم اپنی اصل حیثیت سیدھے طریقے سے اگل دو — اور اپنا مقصد بھی — ورنہ دوسری صورت میں" — ماڈرن کا لہجہ یکدم بے انتہا کرخت ہو گیا [illegible] چھوڑ دیا تھا اور اسے [illegible] کرنے کی ضرورت بھی نہیں تھی [illegible] کیپٹن شکیل بھی سمجھتا تھا کہ دوسری صورت میں کیا ہو سکتا ہے۔

"کیا معلوم کرنا چاہتے ہو" — کیپٹن شکیل نے کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد [illegible] لہجے میں کہا۔

"تمہاری اصلیت اور مقصد" — ماڈرن نے مختصر لفظوں میں جواب دیا۔

"میرا نام [illegible] ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے — جس کے [illegible] عمران اور [illegible] حکومت کی درخواست پر یہاں آئے مگر پھر غائب ہو گئے یا کر دیئے گئے — [illegible] — چنانچہ میں تم سے گھر میں بات کرنا چاہتا تھا" — کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اوہ — تو تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے" — ماڈرن نے چونکتے ہوئے کہا "تم لوگ کبھی اپنی زبان سے اس تعلق کی حامی نہیں بھرتے — بہرحال تم سمجھدار

لہجے میں جواب دیا۔

"ہوں —— کیپٹن شکیل نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اتنا چکر چلانے کی کیا ضرورت تھی —— تم بارکر شہ

"ہوں —— مسٹر شکیل کے ہے اتنا چکر چلانے کی کیا ضرورت تھی —— مارٹن نے کچھ سوچتے

سیکرٹ سروس کو حوالہ دیکر براہ راست بات کر سکتے تھے"

ہوئے کہا۔ —— کیونکہ اصل راز معلوم کرنا تھا

"میں دفتری ماحول سے ہٹ کر بات چیت کرنا چاہتا تھا"

کیپٹن شکیل نے مطمئن لہجے میں جواب دیا

"تم نے خوامخواہ اتنی محنت کی مسٹر حاتم —— سیکرٹ سروس کا سربراہ ہلاک ہو

چکا ہے —— اصل راز وہی بتا سکتا تھا —— فی الحال سرکاری طور پر وہ لاپتہ ہے"

"بس —— اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا" —— مارٹن نے کچھ سوچتے ہوئے

"سربراہ ہلاک ہو چکا ہے —— یہ میرے لئے نئی اطلاع ہے" —— کیپٹن شکیل

نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں —— گزشتہ رات اسے ہلاک کر دیا گیا ہے" —— مارٹن نے جواب دیا

"ٹھیک ہے —— مسٹر میں نے ان دونوں کو تلاش کرنا ہے" —— اس نے

بہت کم تم مجھے اس کیس کی تفصیلات بتاؤ جس کی خاطر یہیں بلوایا تھا —— کیپٹن

شکیل نے کہا

"ویری سوری —— یہ ٹاپ سیکرٹ ہے" —— مارٹن نے جواب دیا اور اس کے

ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"تمہیں اس وقت تک یہاں قید میں رہنا پڑے گا جب تک ہم پاکیشیا سے

متعلق تصدیق نہ کر لیں" —— مارٹن نے کہا۔ اور پھر اپنے ساتھیوں کی طرف

اشارہ کیا۔ دوسرے لمحے ایک آدمی نے آگے بڑھ کر سوئچ بورڈ پر موجود ایک

بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی کمرے کی شمالی دیوار اپنی جگہ سے سرکتی چلی گئی۔

بیلیں مسٹر —— آپ کی سلامتی اسی میں ہے کہ کوئی غلط حرکت نہ ہو —— مارٹن

نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور کیپٹن شکیل خاموشی سے دیوار میں بننے والے

خلا کی طرف بڑھتا چلا گیا

جیسے ہی کیپٹن شکیل نے خلا میں قدم رکھا۔ اچانک اس کے پیروں کو ایک زبردست

جھٹکا لگا اور دوسرے لمحے وہ فرش کے ساتھ نیچے گرتا چلا گیا۔ چند لمحوں تک گہرائی میں گرنے

کے بعد وہ ایک دھماکے سے نیچے کے فرش پر جا گرا۔

نیچے گرنے سے اسے کافی چوٹیں آئیں۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی

لیکن دوسرے ہی لمحے اس کے دماغ پر اندھیرے چھاتے چلے گئے اور چند لمحوں بعد وہ فرش

پر بے حس و حرکت پڑا رہ گیا۔ اور کمرے کی دیوار برابر ہو چکی تھی۔

یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا۔ جس میں موجود ایک بڑی سی میز کے گرد بارہ کرسیاں

موجود تھیں۔ ہر کرسی پر ایک نوجوان لڑکی سیاہ چست لباس میں ملبوس بیٹھی تھی ان

سب کے چہروں پر سیاہ رنگ کی نقابیں چڑھی ہوئی تھیں۔ درمیان میں موجود ایک کرسی

خالی تھی۔

وہ سب انتہائی خاموشی سے بیٹھی ہوئی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے ان کی خاموشی

غیر فطری ہو کیونکہ جہاں اتنی بہت ساری عورتیں اکٹھی ہوں وہاں خاموشی غیر فطری سی

محسوس ہوتی ہے۔ چند لمحوں بعد کمرے کا بغلی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان عورت

تیز تیز قدم اٹھاتی سیدھی خالی کرسی کی طرف آئی۔ اس کے چہرے پر نقاب موجود نہیں
تھی۔ اس کے کرسی پر بیٹھتے ہی سب عورتوں نے اپنی اپنی نقابیں اتار دیں۔ نئی آنے
والی لڑکی نے غور سے باری باری ہر لڑکی کے چہرے کو دیکھا اور پھر ایک طویل سانس
لے کر کہنے لگی۔

بہنو! — اس وقت ہماری یہاں میٹنگ ایک اہم مشن کے لئے بلائی گئی ہے
کیا آپ جانتی ہیں کہ وہ مشن کیا ہے — سب سے بعد میں آنے والی عورت نے
... حکم دیا جاتا تھا۔
... ان سب نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔ نہیں چیف باس! — ہمیں معلوم نہیں ہے۔ ایک لڑکی خاموش بیٹھی رہی۔
ایشیا! — کیا تمہیں معلوم ہے؟ — باس نے آخری کرسی پر
بیٹھی ہوئی لڑکی سے پوچھا۔

یس چیف باس — ایشیا نے پرسکون لہجے میں جواب دیا۔
چیف باس! — ہمارا مشن یہ ہے کہ ہم اسرائیل کے حکمرانوں کو اس
بات پر مجبور کر دیں کہ وہ ہماری حکومت سے ایک معاہدہ کریں جس سے اسرائیل کا ...
ہماری ملکیت بن جائے — ایشیا نے جواب دیا۔

ویری گڈ — مگر یہ مشن کی صرف ایک کڑی ہے — اصل مشن کا تمہیں بھی علم
نہیں ہے — بہرحال سنو — ہماری حکومت نے جدید سائنسی تحقیقات سے معلوم
کر لیا ہے کہ اسرائیل کے ... صحرا میں ایک ایسی دھات کا ذخیرہ ہے جس سے ایک ایسا
جدید ترین جنگی ہتھیار بنایا جا سکتا ہے جس کے مقابلے میں دنیا کے تمام مہلک ترین
اسلحے بیکار ہو جائیں گے — ایٹم بم — ہائیڈروجن بم — نیوٹران بم — جراثیمی بم
غرضیکہ اب تک تیار ہونے والے تمام مہلک ترین ہتھیار اس جنگی ہتھیار کے سامنے

دوسرے ملکوں کی نظروں سے زیادہ وقعت نہیں رکھیں گے۔ اس دھات کو ہمارے سائنس دانوں نے
... کا نام دیا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ اس دھات کا حصول ... اس دھات میں ایک
خاصیت ہے کہ اگر اسے بیرونی سطح کی ہوا لگ جائے تو یہ ناکارہ ہو جاتی ہے اس لئے ضروری
ہے کہ اسے کان کے اندر ہی اندر ہتھیار میں محفوظ کر لیا جائے۔ اب ہماری حکومت کے
سامنے مختلف صورتیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ ہم طاقت کے ذریعے اس صحرا پر قبضہ کر لیں مگر
اس طرح ایک بین الاقوامی جھگڑا کھڑا ہو سکتا تھا اور بین الاقوامی مداخلت اس صحرا
میں ہو جاتی۔ چنانچہ یہ تجویز ترک کر دی گئی۔ دوسری صورت یہ تھی کہ حکومت اسرائیل سے
اس صحرا کو پٹے پر لے لیا جائے یا خرید لیا جائے اور پھر وہاں خفیہ لیبارٹری قائم کی جاتی مگر
اسرائیلی حکومت بر وقت اس بات پر آمادہ نہ ہوئی۔ انہوں نے دراصل اس سلسلے میں
ایک بڑی طاقت سے ... کر منصوبہ بنایا تھا کہ اس صحرا میں تیل کی تلاش کی جائے۔ اس منصوبے
... نے ہماری حکومت کو انکار کر دیا۔ اور اس سے یہ نقصان بھی ہوا کہ اسرائیل
حکومت نے خواہ مخواہ اس صحرا کو اہمیت دینی شروع کر دی۔ اگر وہ اس بڑی طاقت سے معاہدہ
کر لیتے تو یہ بڑی طاقت صحرا میں سائنسی تحقیقات کا آغاز کر دیتی۔ چنانچہ اس طرح وہ دھات
... کی تھی جو ہماری حکومت کو منظور نہ تھا۔ چنانچہ اسرائیلی حکومت کو فوری
طور پر اس معاہدے سے روکنے کے لئے لیڈی سیکرٹ سروس کو حرکت میں لایا گیا اور
ایشیا سیکشن کو اسرائیل بھیج دیا گیا۔ ایشیا سیکشن نے اچھی کارکردگی دکھائی اور اس سیکشن
نے ان سب اہم افراد کو جو اس معاہدے میں شریک تھے جنسی چکر میں پھنسا لیا اور
انہیں اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ حکومت کو اس معاہدے کے بیکار ہونے کا یقین دلا کر
... ایشیا سیکشن کو اپنے مشن میں نمایاں کامیابی ہوئی۔ چونکہ اسرائیلی سیکرٹ
... چیف ... ہوا تھا اس لئے ایشیا سیکشن کی لڑکیاں خفیہ رہیں مگر ایشیا
سیکشن کی ایک لڑکی سے جو چیف سیکرٹری کی داشتہ بنی ہوئی تھی ایک غلطی ہو گئی۔ وہ

پکڑی گئی۔ اور جب سیکرٹری جو اس معاہدے سے
ایشیا کو رپورٹ دیتے ہوئے یہیں حرکت پر پکڑی گئی ... کی خفیہ رپورٹ دے دی۔ چنانچہ اس روز کی
کو اب سے روانہ ہو جانے سعد لنگٹ کو اس نے بتایا کہ لیڈر سیکرٹ
سعد لنگٹ کی ذاتی ایجنسی کے حوالے کر دیا ہے۔ اس نے بتایا کہ وہ کچھ اور بتاتی اسے ہلاک کر
سروس ایران میں کام کر رہی ہے مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور بتاتی اسے ہلاک کر دیا گیا
نے ہلاک کر دیا۔ مگر ایران حکومت اب مشکوک ہو چکی تھی اور چونکہ سعد لنگٹ سیکرٹ سروس
پر اعتماد کھو بیٹھے تھے اس لیے انہوں نے پاکیشیا سے امداد کی درخواست کی اور پاکیشیا
سیکرٹ سروس کے دو خطرناک ترین افراد یہاں پہنچ گئے۔ جیسے ہی شاید ان کی آمد کی اطلاع
تھی مگر ہماری خوش قسمتی سے انہوں نے سیکرٹ سروس کے چیف سے رابطہ قائم کیا
اور یہیں وہ مار کھا گئے۔ سیکرٹ سروس کے چیف نے اپنے طور پر ایک منصوبہ بنایا اور
ان جاسوسوں کو اشارہ کر دیا کہ ایران کا سنگل ہماری سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ چنانچہ وہ دونوں
وہاں پہنچ گئے۔ وہاں سیکرٹ سروس کے چیف مسٹر ٹولگا نے ایک ڈرامہ رچا کیا اور
پاکیشیا کو اس ڈرامے کا حال کرکے اس میں شامل کر دیا گیا کہ اپنے چند ایجنٹوں کو
لیے اور انہیں بتایا کہ ان کی شوٹنگ ہو رہی ہے چنانچہ ان دونوں کو اغوا کر کے سیکرٹ
سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں لایا گیا اور پھر وہاں ٹولگا نے اپنے ہاتھوں سمیت
چنانچہ ان دونوں جاسوسوں کے سامنے اس نے یہ منظر پیش کیا کہ ان کو چاہیے
کہ وہ سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کو ڈھونڈ نکالیں۔ پاکیشیا کے حوالے کر دے
تمام کرداروں کو قتل کر دیا گیا تاکہ وہ کسی کے سامنے حقیقت نہ اگل سکیں۔ اس وقت تک
منصوبہ یہی تھا کہ ان دونوں جاسوسوں کو سعد لنگٹ کے سامنے پیش کیا جا سکے تاکہ وہ
خود انہیں رپورٹ دیں کہ دشمن ہیڈ کوارٹر ختم ہو چکا ہے مگر پھر اچانک صورت حال بدل
گئی اور وہ دونوں غائب ہو گئے یا کر دیے گئے۔ بہرحال ٹولگا نے یہیں سے رپورٹ
دی کہ اس نے انہیں ذبیح کر میں گرا کر ہلاک کر دیا ہے کیونکہ وہ اس ڈرامے سے مشکوک

ہو چکے تھے۔ مگر وہ ان کی لاشیں سامنے پیش کر دیتا تو یہیں پر کھیل ختم ہو جاتا مگر
اس نے ایسا نہیں کیا۔ چنانچہ یہ امکان ہے کہ ہیڈ کوارٹر کسی نہ کسی طرح بچ گیا ہو!
چونکہ انہیں ختم کر دیا گیا۔ ان دونوں ایجنٹوں کو تلاش کیا گیا مگر ان کا کہیں پتہ نہیں
چل سکا۔ چیف باس نے پوری تفصیل سے تمام حالات بتائے۔ اور اس تمام گفتگو
کے دوران ہمیشہ اس کی تقریر سن رہی تھیں۔

چیف باس نے چند لمحوں کے لیے توقف کیا۔ شاید وہ مسلسل بولنے کی وجہ سے
تھک گئی تھی۔ پھر اس نے دوبارہ بات شروع کی۔

اب صورت حال یہ ہے کہ حکومت چوکنا ہو چکی ہے — وہ دونوں ایجنٹ غائب
ہیں۔ اس بات کا امکان ہے کہ وہ ہیڈ کوارٹر کے دشمنوں واقعی ختم ہو چکے ہوں اور
دوسری صورت یہ بھی ہے کہ انہوں نے سعد لنگٹ سے براہ راست رابطہ قائم کر کے اس
ڈرامے کی رپورٹ دے دی ہو۔ فی الحال اس معاہدے کے بارے میں حکومت کے رویے میں
سرد مہری موجود ہے مگر حالات کسی بھی لمحے پلٹ سکتے ہیں۔ چنانچہ اب ہماری حکومت
نے ایک منصوبہ بنایا ہے وہ یہ کہ ملک کے تمام اعلیٰ حکام سعد لنگٹ سمیت قتل کر دیے جائیں
اس طرح ملک میں پھر ایسی صورت حال پیدا کر دی جائے تاکہ وہ معاہدے کے بارے میں
سوچ بھی نہ سکیں اور پھر ایسی پارٹی کو برسر اقتدار لایا جائے جو ہمارے ملک کے ایجنٹ
کے طور پر کام کر سکے۔ اور پھر یہ نئی حکومت تیل کی تلاش کے لیے اس بڑی طاقت سے
معاہدہ کرنے کی بجائے ہمارے ملک سے تیل کی تلاش کا معاہدہ کرے۔ اس طرح پوری
تیل کی دولت پر ہم آسانی سے قبضہ کر لیں گے اور اس دولت کو حاصل کر سکتے ہیں۔ اس
سلسلے میں ہماری ذہین سیکرٹ سروس کام کر سکتی تھی مگر اس طرح ایک اور خطرہ پیدا ہو
سکتا تھا کہ ہماری ذہین سیکرٹ سروس کی سرگرمیوں کی بھنک اس بڑی طاقت کو مل جاتی
اور وہ ہوشیار ہو جاتی اور پھر اس کی طاقت ور سیکرٹ سروس کام شروع کر دیتی جس کا

بجائے یہ ہوتا کہ اس دور دراز ملک میں ہمارا مشن ناکام بھی ہو سکتا تھا چنانچہ یہ فرض ایشیا سیکرٹ سروس کے سپرد کر دیا گیا ہے جس کے دورے سے تمام ملکوں کی سیکرٹ سروس ناکام ہیں۔ ہم نے اس سب کو یہ بھی ... قتل کرائے کہ صرف ملک میں پھر ایسی صورت حال تو پیدا ہو جائے کسی قسم کی ... سامنے آ رہی ہیں۔ بس یہی سمجھ لیا جائے کہ یہ رنگ سیاسی طور پر قتل کیے گئے ہیں اور پھر وہاں سیاسی ابتری پھیلا دی جائے۔ باقی کام دیگر لوگ کر لیں گے اور ہماری من پسند پارٹی برسر اقتدار آ جائے گی یوں ہمارا مشن کامیاب ہو جائے گا ۔۔۔ یہ ہے اصل مشن ۔۔۔ اب آپ سوالات کر سکتی ہیں" ۔۔۔ چیف باس نے تھکے تھکے لہجے میں کہا اور پھر خاموش ہو گئی۔

"چیف باس ۔۔۔ کیا ان حکام کو ایک وقت ختم کیا جائے گا" ۔۔۔ ایک لڑکی نے پوچھا۔

"نہیں ۔۔۔ اس سلسلے میں ایک پروگرام بنایا گیا ہے ۔۔۔ تمام حکام کو ایک جگہ جمع کیا جائے گا اور پھر اس جگہ کو تباہ کر دیا جائے گا" ۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا۔

"چیف باس ۔۔۔ ان دونوں ایجنسیوں کا کیا ہوگا جو غائب ہیں" ۔۔۔ ایک اور لڑکی نے پوچھا۔

"ہمارا ایک سیکشن صرف انہیں تلاش کرنے کا کام سرانجام دے گا ۔۔۔ زندہ یا مردہ دونوں صورتوں میں" ۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا۔

"مگر باس ۔۔۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے ایجنٹوں کی خود تلاش شروع کر دے۔ ایسی صورت میں ہمارے سیکشن کا اس سے ٹکراؤ یقینی ہے اور اس ٹکراؤ کے بعد ہمارا منصوبہ آؤٹ ہو جائے" ۔۔۔ ایک اور لڑکی نے ... ہوئے کہا۔

"ہمارا سیکشن یہ کام بھی کرے گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ایجنٹوں کی ٹوہ لے اور اس طرح اس کا ... سیکرٹ سروس سے باہر رہے گا" ۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا۔

پھر چند لمحوں تک ... خاموشی طاری رہی۔

"اور کچھ ۔۔۔ تمام تفصیلات آپ نے سن لی ہیں ۔۔۔ یہ تمام تفصیلات آپ کو اس لیے بتائی گئی ہیں کہ اس ... اور اس مشن کو سرانجام دیتے ہوئے آپ کو تمام پوزیشن کا علم ہو ۔۔۔ ہمارا کام ہے ... اور اہم ہے ۔۔۔ ہم نے وہاں سیاسی ابتری پھیلانی ہے ۔۔۔ حکام کو قتل کرانا ہے ۔۔۔ مخصوص سیاسی پارٹیوں کے حق میں کام کرنا ہے مگر اس تمام منصوبے کی اہم ترین بات یہ ہے کہ ہم سب نے کسی بھی صورت میں منظر عام پر نہیں آنا ہے ۔۔۔ کسی بھی صورت میں سیکرٹ سروس تک یا کسی کے کانوں میں خبر سے ... اگر ایسا ہو گیا تو ہماری سروس کا وجود ختم کر دیا جائے گا" ۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا۔

"سوال چیف باس ۔۔۔ اس طرح اور خوفناک پروگرام ... کیسے ممکن ہے کہ ہماری لڑکی سامنے نہ آئے ۔۔۔ ہم ... یا حکام کے بستروں میں بیٹھ کر تو یہ کام سرانجام نہیں دیا جا سکتا" ۔۔۔ ایک لڑکی نے قدرے تیکھے لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتی ہوں ۔۔۔ اس سے قبل ایشیا سیکرٹ سروس سے اس قسم کا کام نہیں لیا گیا ۔۔۔ ہمارا کام صرف داشتاؤں کے روپ میں خفیہ راز حاصل کرنا ہوتا تھا اور یہ کام صرف مردوں کے بستروں میں بیٹھ کر لیتی تھیں مگر اس بار جو مشن ہمارے سپرد کیا گیا ہے اس میں قتل و غارت گری اور ہر سطح کا ... شامل ہو گا مگر اس کے باوجود ہمیں سامنے نہیں آنا ۔۔۔ چنانچہ مشن سے پہلے آپ کو ایک ایسا کیپسول دیا جائے گا کہ جب آپ کسی ایسی مشکل میں پھنس جائیں جس سے ہماری سروس سامنے آتی ہو تو آپ فوراً اپنے آپ کو قربان کر دیں ۔۔۔ بہرحال مجھے امید ہے کہ اس کی نوبت نہ آئے گی کیونکہ اس سلسلے میں ایک جیٹیل پلان تیار کیا ہے جس سے ہم یہ سب کچھ بھی کر لیں گے اور ہماری اصل حقیقت بھی سامنے نہیں آئے گی" ۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا۔

ویری گڈ ۔۔۔ ہمیں آپ پر اعتماد ہے اور ہم وطن کی عظمت کی خاطر جان پر بھی کھیل سکتی ہیں ۔۔۔ سب لڑکیوں نے کہا۔

ٹھیک ہے ۔۔۔ اب آپ جا سکتی ہیں ۔۔۔ آپ کو جو ہدایات دی گئی ہیں ۔۔۔ چیف باس نے کہا اور پھر وہ انتہائی تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی اسی پچھلے دروازے میں غائب ہو گئی۔

اس کے جاتے ہی باقی لڑکیاں اٹھیں اور بڑے دروازے سے باہر نکلتی چلی گئیں۔ ان کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

شوالا ہوٹل کے ایک کمرے میں صفدر اور عمران موجود تھے۔ عمران نے ہوٹل میں آتے ہی ایک کمرہ بک کرایا اور اس کمرے میں پہنچ کر اس نے اپنا اور صفدر کا میک اپ بدلا۔ میک اپ کا سامان وہ ہوٹل آتے ہوئے راستے میں خرید چکا تھا۔ میک اپ بدل کر ان دونوں نے کمرہ چھوڑا اور عقبی راستے سے ہوٹل سے باہر آ گئے۔ پھر وہاں سے گھوم پھر کر وہ ایک بار پھر شوالا ہوٹل میں داخل ہوئے اور انہوں نے نئے ناموں سے نیا کمرہ بک کرایا اور اس وقت وہ دونوں اس کمرے میں موجود تھے۔ وہ دونوں مقامی نوجوانوں کے میک اپ میں تھے اور اپنے حلیے سے کوئی تاجر لگتے تھے۔

عمران نے اس کمرے میں آتے ہی ٹیلیفون آپریٹر سے اپنے ملک کال بک کرائی اور پھر جلد ہی اس کا رابطہ سر سلطان سے قائم ہو گیا۔

ہیلو ۔۔۔ سر سلطان اسپیکنگ ۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایسا تھا جیسے وہ سوتے سے ہی اٹھ کر آئے ہوں۔

پرنس آف ڈھمپ اسپیکنگ ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

اوہ پرنس ۔۔۔ تم کہاں ہو ۔۔۔ مجھے تمہاری بے حد فکر تھی ۔۔۔ سر سلطان کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ خوشی کا عنصر بھی موجود تھا۔

میں شوالا ہوٹل میں موجود ہوں ۔۔۔ ہمارے ساتھ سودے میں دھوکہ کیا گیا ہے اس لیے میں روپوش ہو گیا تھا ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ وہ جان بوجھ کر ایسے انداز میں بات کر رہا تھا کہ اگر کال ٹیپ ہو تو انہیں تاجر ہی سمجھا جائے۔

مجھے تو اطلاع دی گئی تھی کہ سودے کے بعد تم غائب ہو گئے ہو ۔۔۔ سودا کیسے ہوا ۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

سودا ہوا ہی کہاں ہے ۔۔۔ وہ تو ہمیں لوٹنے کے لیے ڈرامہ رچایا گیا تھا ۔۔۔ ہمارا ایجنٹ بھی اس ڈرامے کا حصہ تھا ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

اوہ ۔۔۔ میں سمجھ گیا ۔۔۔ بہرحال سودا مکمل ہونا چاہیے ۔۔۔ ورنہ ہماری فرم کی ساکھ بازار میں ختم ہو جائے گی ۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

آپ بے فکر رہیں ۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ سودا مکمل کیے بغیر واپس نہیں آئے گا ۔۔۔ عمران نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

ٹھیک ہے اور ۔۔۔ تمہارے غائب ہونے کی اطلاع ملتے ہی میں نے فرم کے دو نگران ان کے ساتھیوں سمیت وہاں بھیجا تھا تاکہ تمہارا پتہ لگایا جا سکے ۔۔۔ ابھی تک ان کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی ۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

اوہ ۔۔۔ مجھے تو علم نہیں ہے ۔۔۔ بہرحال اب میں انہیں تلاش کر لوں گا ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے ۔۔۔ سودا مکمل ہوتے ہی تم واپس پہنچ آنا ۔۔۔ نجانے کس وقت وہاں تمہاری

ضرورت تو پڑے گی —— اس نے پُرحسرت سے کہا

ٹھیک ہے —— اچھا اجازت —— گڈ بائی —— عمران نے کہا اور اس نے رسیور رکھ دیا۔

ایکسٹو کے چیف یہاں پہنچ چکے ہیں —— عمران نے رسیور رکھتے ہوئے مڑ کر صفدر سے کہا۔

اوہ —— مگر اب تک اس نے ہم سے رابطہ قائم نہیں کیا —— صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

نجانے کیا بات ہے —— بہرحال میں اس سے خود رابطہ قائم کرتا ہوں —— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسٹ واچ پر بندھی ہوئی گھڑی کا ڈنڈ کھینچا اور سوئیوں کو مخصوص انداز میں گھمانے لگا۔ چند لمحوں بعد گھڑی پر بلب کا منہ سرخ رنگ میں چمکنے لگا۔ عمران خاموشی سے بلب کے منہ کو دیکھتا رہا۔ چند لمحوں بعد اچانک سرخ رنگ سبز رنگ میں تبدیل ہو گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ رابطہ قائم ہو گیا ہے۔

ہیلو ہیلو —— پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ اوور —— عمران نے مسرور لہجے میں کہا۔

ایکسٹو اوور —— دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری۔

سر —— مجھے ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ آپ یہاں پہنچ چکے ہیں اوور —— عمران نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ بدستور مودبانہ تھا۔ اسے صفدر کی ذہانت کا علم تھا اس لئے وہ کم سے کم اس کے سامنے بے تکلفی سے بات نہیں کرتا تھا۔

ہاں —— میں تمہاری تلاش میں آیا تھا —— تم کہاں غائب ہو گئے تھے اوور —— ایکسٹو نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

بوگارڈو نے مجھے اور صفدر کو زبردستی گٹر میں پھینک دیا تھا —— ہم بڑی مشکل سے وہاں سے نکلے —— مگر ہماری جسمانی اور ذہنی حالت اس قدر ابتر تھی کہ ہم چار دن تک ایک کاٹیج میں پڑے رہے اوور —— عمران نے جواب دیا۔

اس کا مطلب ہے کہ بوگارڈو دشمن ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا تھا اوور —— ایکسٹو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

ہاں سر —— مگر وہ قتل ہو چکا ہے اوور —— عمران نے اپنی طرف سے دھماکہ کیا۔

ہاں —— مجھے معلوم ہے —— اسے میرے سامنے قتل کیا گیا تھا —— اور تمہیں یقیناً یہ سن کر حیرت ہو گی کہ اس کا قتل تمہاری وجہ سے ہوا ہے اوور —— ایکسٹو نے جواب دیا اور عمران سمجھ گیا کہ وہ تیسرا آدمی جس کی موجودگی کا احساس بوگارڈو کے کمرے میں ہوا تھا وہ یقیناً ایکسٹو ہو گا۔

میری وجہ سے اوور —— عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

ہاں —— تاکہ اس سے تمہارا مطالبہ کر رہے تھے —— ان کا خیال تھا کہ بوگارڈو نے تمہیں اور صفدر کو کہیں چھپا دیا ہے اور وہ تم سے مل کر انہیں ڈبل کراس کر رہا ہے اوور —— ایکسٹو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اوہ —— تو یہ بات ہے —— اس کا مطلب ہوا کہ بوگارڈو براہ راست ان کی تنظیم کا رکن نہیں تھا بلکہ ان کے لئے کام کر رہا تھا اوور —— عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اسے ایک لڑکی نے قتل کیا ہے —— بوگارڈو اس لڑکی کو بیا ٹیڈرا کے نام سے پکار رہا تھا —— لڑکی بے حد خوبصورت —— بہت چالاک —— اور تیز تھی اوور —— ایکسٹو نے کہا۔

لڑکیاں ہوتی ہی ایسی ہیں سر —— آپ اگر شادی کر لیں تو آپ کو بھی ذاتی تجربہ ہو جائے گا اوور —— عمران کا ذہن اچانک پٹڑی سے اتر گیا۔ ظاہر ہے عمران جیسا آدمی کب تک سنجیدہ رہ سکتا تھا۔

ایکسٹو نے قدرے کرخت لہجے میں جواب دیتے

"خصوصیات نہیں ڈیئر" —

ہوئے کہا۔

"سر! — شادی خصوصیات میں شامل نہیں ہے ورنہ آپ کے والدین —" عمران نے فقرے کے آخر میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اوہ سوری سر ڈیئر —"

"اوور اینڈ آل —" دوسری طرف سے کہا گیا اور رابطہ منقطع ہو گیا۔

صفدر عمران کی باتوں پر بیٹھا دل ہی دل میں ہنس رہا تھا۔

"عمران صاحب! — آپ کی ہمت ہے کہ آپ ایکسٹو سے اس قسم کی باتیں کر لیتے ہیں — ورنہ ہمارا تو اس کی آواز سن کر ہی خون خشک ہو جاتا ہے —" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہر شریف آدمی کا خون پردہ نشینوں کی آواز سن کر خشک ہو جاتا ہے — مگر میں کچھ ڈھیٹ قسم کا واقع ہوا ہوں —" عمران نے جواب دیا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"صفدر! — اب میں ایڈیا [illegible] ہو گا — تبھی اس گروہ کا کیسے ہم [illegible] رکھتے ہیں —" عمران نے اچانک سنجیدہ لہجے میں صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تو کیا ایڈیا ہی اس گروہ کا لیڈر ہے —؟" صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے — ایسا نہیں ہے — تمہیں یہ سن کر حیرت ہو گی کہ شاید اینڈریو سیکرٹ سروس کا آدمی ہے —" عمران نے کہا۔

"اینڈریو سیکرٹ سروس کا —" صفدر نے چونک کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں شدید حیرت تھی۔

"ہاں! — یہ ملک [illegible] کی خبر سلیم ہے — آج سے پہلے مجھے بھی اس کے بارے علم نہیں تھا مگر بلیک زیرو کے ان سے ملنے والی فائل میں اس کے متعلق اشارہ

[illegible] — عمران نے جواب دیا۔

[illegible] اچھا آئیڈیا ہے — عورتیں کتنی ایسے کام بآسانی کر لیتی ہیں جو [illegible] نہیں ہو سکتے —" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور پھر انہیں مسلح ہونے کی بھی ضرورت نہیں — آنکھ ماری اور [illegible] ختم ہو گیا —" عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

[illegible] اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا۔ اچانک دروازے پر دستک [illegible] دونوں ایک وقت چونک پڑے۔ صفدر نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ [illegible] دو قوی ہیکل نوجوان کھڑے تھے۔ ان کے چہرے سپاٹ تھے۔ دروازہ [illegible] وہ دونوں اندر آ گئے۔ صفدر اور عمران حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"[illegible] حضرات — آپ نے کیسے تکلیف کی —؟" عمران نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"[illegible] سے [illegible] کا [illegible] ہے —" ان میں سے ایک نوجوان نے [illegible] کہا۔

"[illegible] — پھر —؟" عمران نے لاپرواہی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"[illegible] آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہو گا — ہمارا تعلق انٹیلی جنس سے ہے —" [illegible] نے جواب دیا۔

"[illegible] کس جرم کے [illegible] — ہمارا مطلب — جانتے [illegible] آپ کے [illegible] —؟" عمران نے [illegible] لہجے میں کہا۔

[illegible] کی طرح ان کے دائیں بائیں آ گئے اور اب ان کے ہاتھوں [illegible] تھے۔

"[illegible] کہ اگر آپ نے مزاحمت کی تو آپ کو گولی مار دی جائے گی — ابھی

نوجوان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ صفدر دروازہ بند کر کے ان کی پشت پر کھڑا تھا۔ وہ دونوں دوسری طرف صفدر کی موجودگی کا علم ہی نہ ہو۔

صفدر کی طرف سے یوں لاپرواہ تھے جیسے انہیں اس کی موجودگی کا علم ہی نہ ہو۔

"ارے عمران! ——— اطمینان سے بیٹھو ——— بات سنو ——— پھر تمہیں بتاؤں گا۔ ہم دونوں تاجر ہیں۔ ہمارا تو انٹیلی جنس سے بھلا کیا تعلق ——— "

"آپ یقیناً جانتے ہوں گے ——— اگر آپ بتانے سے انکار کریں تو پھر میں بتا دوں گا" ——— نوجوان نے کہا۔

"پریشان ہو گئے تو ٹھیک ——— ورنہ ہم گولی چلا دیں گے" ——— نوجوان نے کہا۔

لہجے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ انسان نہ ہوں مشینیں ہوں۔

"تمہارا باس کون ہے ——— ؟" اچانک عمران نے کرخت لہجے میں کہا تو صفدر کے اعصاب تن گئے۔ وہ چوکنا ہو گیا۔

"مسٹر مارشل ——— " اسی نوجوان نے جواب دیا۔

"تو پکڑ لو مسٹر مارشل سے کہہ دو کہ وہ پرنس آف ڈھمپ کچھ دیر بعد ——— " عمران نے

کسی شہزادے کی طرح بادشاہانہ شان سے لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— ویری سوری سر ——— ہمیں معلوم نہ تھا ——— ہم آپ کو ... کر دیں گے" ——— نوجوان نے اچانک انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ دونوں ہی غائب ہو گئے۔ دوسرے لمحے وہ دونوں صفدر کے قریب سے گزرتے ہوئے دروازے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

صفدر حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اسے اس کی بات ——— تو سمجھ نہیں آئی تھی۔

"تو اب یہاں سے نکل چلیں ——— یہ نوجوان اگر واپس آ گئے تو خوامخواہ خونریزی ہوگی ——— " عمران نے کہا اور پھر وہ دونوں بھی کمرے سے باہر آ گئے۔

"یہ کیا چکر تھا ——— وہ واپس کیوں چلے گئے ——— ؟" صفدر نے ڈانٹنے کے سے انداز میں پوچھا۔

"پرنس آف ڈھمپ ——— وہ چھپا کر رکھتا ہوا ہوں ——— انٹیلی جنس کا خصوصی نشان ہے۔ اس کے بعد بطور خاص اس کا حوالہ دیا تھا جس پر یہ نوجوان سمجھ گئے کہ میرا تعلق بھی باس سے ہے ——— " عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو یہ نوجوان اتنے لاپرواہ کیوں تھے ——— میں چاہتا تو ایک لمحے میں ان پر قابو پا سکتا تھا ——— " صفدر ابھی تک حیران تھا۔ اب وہ دونوں ہوٹل سے باہر آ گئے تھے۔

"اس علاقے کے لوگ انٹیلی جنس سے بے حد خوفزدہ رہتے ہیں ——— ہم چونکہ انٹیلی جنس کے باس کے مہمان تھے اس لئے انہیں اطمینان تھا کہ ہم کوئی مزاحمت نہیں کریں گے ——— " عمران نے کہا اور پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر ایک خالی ٹیکسی کو روک لیا۔ چند لمحے بعد وہ دونوں اس میں سوار ہو گئے۔

"گرانڈ ہوٹل ——— " عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

تقریباً بیس منٹ کے مسلسل سفر کے بعد ٹیکسی ایک چھوٹی سی بلڈنگ کے سامنے رکی۔ بلڈنگ کے دروازے پر گرانڈ ہوٹل کا نیون سائن مسلسل جل بجھ رہا تھا۔ عمران نے نیچے اتر کر ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دیا۔

"اگر آپ دونوں حضرات نے یہ بتا دیا کہ گرانڈ ہوٹل شریفوں کی جگہ نہیں ہے ——— " ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو —— ہم ان سے زیادہ شریف لوگ ہیں" —— عمران نے مسکرا کر
کہا اور پھر مڑ کر کلب کے دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔

جیسے ہی وہ دونوں کلب کے ہال میں داخل ہوئے ہال میں موجود تمام افراد چونک پڑے۔ وہ سب حیرت بھری نظروں سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ لگ رہا تھا جیسے کسی خالص گھریلو تقریب میں کوئی اجنبی گھس آئے ہوں۔ اور [illegible] ان سب کے [illegible] وحشت۔ ہال میں موجود تمام افراد چھٹے ہوئے غنڈے تھے۔ ان سب کے [illegible] اور حلیوں سے یہ بات چیخ چیخ کر ظاہر ہو رہی تھی کہ وہ لوگ غنڈے بدمعاش ہیں۔ جبکہ عمران اور صفدر ایسے حلیے میں تھے جن سے وہ شریف صورت [illegible] ہال میں موجود لوگوں کی نظروں میں اصطلاح [illegible] جیسے [illegible] تھے۔ ہال میں [illegible] کر بھی صفائی رہتی ہے۔

ایک کرسی پر بیٹھا ہوا [illegible] انہیں دیکھتے ہی تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"کیا بات ہے —— تم لوگ یہاں کیسے آئے ہو" —— [illegible]

تھا جیسے وہ بات کرنے کی بجائے [illegible]

"ہم ڈاکٹر سے ملنا چاہتے ہیں" —— عمران نے [illegible] معصوم سے [illegible] کہا۔ مگر اس کی آواز سنتے ہی چند ایک [illegible] سے ہال میں موجود [illegible] نے قہقہہ لگایا۔ اور ڈاکٹر کا لفظ جیسے ہی عمران کی زبان پر آیا [illegible] ہوا جیسے ہال میں بم پھٹ پڑا ہو۔ پھر ایک لمحے کے لئے حیرت سے [illegible] دیکھتا رہا۔ پھر اس کی صورت کچھ اور بگڑتی چلی گئی۔

"اگر زندگی چاہتے ہو تو ایک لمحے کی تاخیر کئے بغیر واپس چلے جاؤ" —— اس نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہم زندگی نہیں چاہتے —— صرف ڈاکٹر سے ملنا چاہتے ہیں" —— عمران نے اسی طرح اطمینان سے جواب دیا۔ مگر [illegible] کرتے ہی اسے تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلنا پڑا کیونکہ اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور اگر عمران وقت پر اس سے نہ ہٹ جاتا تو اس کی جیسی یقیناً اس وقت [illegible] کے فرش پر پڑی ہوتی۔

اس نے پوری قوت سے ہاتھ چلایا تھا اس لئے وار خالی جاتے ہی وہ لٹو کی طرح گھوم گیا مگر جب وہ گھوم کر سیدھا ہوا تو اس بار عمران کے ہاتھ نے حرکت کی اور پھر یوں محسوس ہوا جیسے پٹاخہ چلا ہو۔ عمران کا زبردست تھپڑ اس کے چہرے پر پڑا تھا۔ اور اس کا جسم [illegible] تھپڑ کھاتے ہی اچھل کر قریبی میز پر جا گرا تھا۔ جہاں اس وقت تین افراد موجود تھے۔

وہ تینوں بھی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے چہروں پر موجود حیرانگی غصے میں تبدیل ہو گئی۔ پھر وہ بھی [illegible] پر ہاتھ رکھے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون رسنے لگا تھا۔ البتہ اب اس کی آنکھوں میں نفرت کے شعلے لپک رہے تھے۔

"ہم ڈاکٹر سے ملنا چاہتے ہیں" —— عمران نے اسی طرح اطمینان سے جواب دیا۔ [illegible] لمحے کے لئے بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ پھر اس نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک خوفناک چاقو تھا۔ ہال میں موجود [illegible] اب اپنی کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے ان کے چہروں پر دلچسپی کے [illegible] تھے جیسے ان کا پسندیدہ کھیل اب شروع ہونے والا ہو۔

[illegible] ہاتھ میں چاقو لئے قدم بقدم عمران اور صفدر کی طرف بڑھنے لگا۔ اس [illegible] ہاتھ ابھی تک اپنی گال پر رکھا ہوا تھا اور اس ہاتھ کے ارد گرد خون کی [illegible] ہو رہی تھی۔ یقیناً اس کا گال پھٹ گیا تھا۔

"صفدر —— تم پیچھے ہٹ جاؤ" —— عمران نے صفدر سے کہا اور صفدر

[illegible] سے [illegible] رہ گیا۔

[illegible] سب کے گرد دائرہ سا بنا

ہال میں موجود تمام افراد نے [illegible] کرشمے تھے جیسے وہ بازی گر اپنا کوئی

دیا تھا اور وہ دونوں اس دائرے میں [illegible]

[illegible] آہستہ آہستہ آگے بڑھتا چلا آیا۔ [illegible] اس کی

[illegible] ہاتھ میں چاقو تھا [illegible]

آنکھوں میں موجود نفرت کے شعلوں کی ایک [illegible] رہی تھی۔

[illegible] اطمینان سے کھڑا تھا۔

عمران [illegible] رک گیا۔ اس نے [illegible]

[illegible] عمران سے تقریباً [illegible] کے سامنے [illegible]

[illegible] ہاتھ پیچھے کر لیا اور سب نے دیکھا کہ اس کا [illegible] گیا تھا۔

[illegible] جیسے کسی [illegible] اس کے [illegible]

ہاں —— [illegible] مسٹر [illegible] سے نہیں ہوتے —— عمران نے [illegible]

[illegible] بات کر رہا ہو۔

[illegible] اچانک [illegible] ہاتھ حرکت [illegible]

[illegible] چاقو [illegible]

[illegible] صورت میں [illegible] گردش [illegible]

[illegible] پر طنزیہ مسکراہٹ دوڑ گئی۔ [illegible] سمجھ رہا تھا۔

[illegible] گردش دی۔ دوسرے [illegible]

اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ سے چاقو [illegible]

[illegible] کی طرح نکل کر عمران کے سینے کی طرف بڑھا۔

عمران ابھی [illegible] اطمینان سے اپنی جگہ پر کھڑا ہوا تھا۔ [illegible]

چاقو کے [illegible] آنے کا احساس تک نہ ہو۔ چاقو پلک جھپکنے میں اس کے [illegible]

رہ گیا۔

ہال میں موجود تمام افراد نے سانس روک لئے کیونکہ اب عمران کا چاقو کی زد سے بچنا ناممکن تھا۔ مگر دوسرا لمحہ ان سب کے لئے شاید ان کی زندگی کا سب سے حیرت انگیز ثابت ہوا کیونکہ جیسے ہی چاقو عمران کے قریب پہنچا عمران کے ہاتھ نے حرکت کی اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی طرف بڑھتے ہوئے چاقو کو ہاتھ سے تھپکی دی اور چاقو یوں اچھل کر اس کے سر پر سے گزرتا چلا گیا جیسے کسی نے ہوا میں ہی اس کا رخ بدل دیا ہو۔ اور عمران کے پیچھے کھڑے ہوئے صفدر نے بڑے اطمینان سے چاقو تھام لیا۔ یہ سب کچھ پلک جھپکنے میں ہو گیا۔ ہال میں موجود لوگوں نے چاقو بہروپیے کے ہاتھ سے نکلتے اور پھر عمران کے قریب آ کر اسے ہوا میں بلند ہوتے اور پھر صفدر کے ہاتھ میں جاتے دیکھا۔

ان سب کی آنکھوں میں یوں حیرت سمٹ آئی جیسے کوئی انہونی بات ہو گئی ہو۔ وہ ایسی بات کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی شخص یوں آتی ہوئی تیزی سے آتے ہوئے چاقو کو تھپکی دے کر اس کا رخ بدل سکتا ہے۔

"اگر تمہیں اپنا چاقو پسند نہ تھا تو ویسے ہی مجھے دے دیتے" عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں بہروپیے سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو حیرت سے بت بنا کھڑا تھا۔

"حیرت انگیز —— انتہائی حیرت انگیز —— یہ شخص یقیناً جادوگر ہے" —— ہال میں موجود ایک شخص اچانک چیخ پڑا۔

"جادوگر —— جادوگر ہے ——" اچانک ہال کے ایک کونے سے دھاڑ سی سنائی دی اور ہال میں موجود افراد کے جسموں میں جیسے آواز سنتے ہی بجلی سی دوڑ گئی۔ [illegible] انتہائی تیزی سے واپس اپنی اپنی میزوں کی طرف بڑھ گئے۔

عمران نے دیکھا کہ ہال کے ایک کونے سے ایک سات فٹ کا بھاری بھرکم آدمی تیزی سے ان کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر کرختگی جیسے ثبت ہو کر رہ گئی تھی۔ پورے چہرے پر زخموں کے نشان تھے۔

"باس ۔۔۔ باس ۔۔۔ یہ آپ سے ملنا چاہتے تھے" ۔۔۔ ڈیرے نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"کون ہو تم" ۔۔۔ لحیم شحیم آدمی نے عمران کے قریب آ کر رکتے ہوئے کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ ڈیگر کو اچھی طرح جانتا تھا۔ کیونکہ اسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا۔

"گ ۔۔۔ گیا ۔۔۔ کیا واقعی" ۔۔۔ ڈیگر کے چہرے پر اچانک [illegible] تاثرات ابھرے اور اس کی آواز بھی لرز گئی۔

"ہاں میرے دوست" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ کیا میں خواب دیکھ رہا ہوں ۔۔۔ عظیم پرنس نے مجھے [illegible] کا شرف بخش دیا ۔۔۔ کیا میں واقعی اتنا خوش قسمت ہوں" ۔۔۔ ڈیگر کے چہرے پر مسرت کی آبشار سی بہہ اٹھی اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے آگے [illegible] عمران کے گلے سے لپٹ گیا اور ہال میں موجود افراد کے لیے یہ [illegible] بات تھی۔ ڈیگر جیسا آدمی جس کے نام سے پورا ملک کانپتا تھا [illegible] عمران سے یوں لپٹا ہوا تھا جیسے مدتوں سے بچھڑا ہوا بچہ اپنے والد سے گلے مل رہا ہو۔

"آؤ پرنس آؤ ۔۔۔ مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا" ۔۔۔ ڈیگر نے [illegible] سے سنبھلتے ہوئے کہا۔

"شکریہ تمہارا بہت" ۔۔۔ عمران نے ایک طرف کھڑے ہوئے [illegible] کی طرف [illegible]

[illegible] حیرت سے بت بنا کھڑا تھا۔

"اوہ ۔۔۔ یہ احمق ۔۔۔ اسے کیا معلوم کہ وہ کس کے مقابل ہے ۔۔۔ نادان احمق ۔۔۔ اسے اب باقی عمر تمہارا احسان ماننا چاہیے کہ آپ نے صرف ایک تھپڑ ہی مارا ہے ورنہ تمہارا ایک اشارہ ہی اس کی ایک ایک ہڈی علیحدہ کر دیتا" ۔۔۔ ڈیگر نے کہا۔ وہ اس طرح عمران سے مرعوب تھا کہ صفدر کو بھی حیرت ہو رہی تھی۔

ادھر ہال پر موت کی سی خاموشی طاری تھی۔ ڈیگر اس پورے شہر میں موت کے فرشتے کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ آج تک کسی نے اس کے چہرے پر مسکراہٹ نہیں دیکھی تھی مگر آج وہی موت کا فرشتہ پرنس آف ڈھمپ کے سامنے بھیگا چوہا بنا ہوا تھا۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ ہال میں موجود تمام افراد کے ذہنوں پر عمران کا تاثر کچھ اس قدر شدید بیٹھا کہ وہ پتھر کے بت بن کر رہ گئے۔

ڈیگر عمران اور صفدر کو ساتھ لے کر اپنے مخصوص کمرے میں آ گیا۔

"کیا پیو گے پرنس" ۔۔۔ ڈیگر نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"جانے دو" ۔۔۔ عمران نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا اور ڈیگر نے میز پر پڑا ہوا فون اٹھا کر چائے بھجوانے کی ہدایت دی۔

"پرنس ۔۔۔ میرے ملک میں کیسے آنا ہوا ۔۔۔ میں تو تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ زندگی میں کبھی دوبارہ آپ کی ملاقات ہو سکتی ہے۔ یقین کرو ۔۔۔ مجھے آج بھی سرگران کا وہ منظر آنکھوں کے سامنے نظر آتا ہے جب تم میری جان بچانے کے لیے آگ اور خون کے سمندر میں کود پڑے تھے" ۔۔۔ ڈیگر نے مرعوب لہجے میں کہا۔

"گزشتہ باتوں کو چھوڑو ۔۔۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا یہ کمرہ اس قدر محفوظ ہے کہ کچھ خفیہ باتیں ہو سکیں" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"مکمل پرنس ۔۔۔ تم بے فکر ہو کر بات کرو ۔۔۔ کنٹری کلب اس پورے ملک کے لیے

"درست ہے ـــ یہاں میری اجازت کے بغیر ایک مکھی بھی اپنے پر ہلانے کی جرأت
نہیں کر سکتی" ـــ ڈائیگر نے فخریہ لہجے میں کہا۔
"مگر ـــ اسی لئے میں تمہارے پاس آیا ہوں ـــ ڈائیگر! میرے یہاں آنے
کا مقصد تمہارے ملک کو دشمنوں سے بچانا ہے ـــ تمہارا ایک دشمن ملک تمہارے ملک کے
خلاف ایک گہری سازش کر رہا ہے اور تمہاری حکومت نے اس سلسلے میں ہم سے امداد
طلب کی ہے چنانچہ میں اور میرے ساتھی یہاں آ گئے ـــ مگر یہاں غداری کا سلسلہ بے حد
دراز ہے ـــ حتیٰ کہ تمہارے ملک کی اسٹیبلشمنٹ سیکرٹ سروس بھی اس سے خالی نہیں ہے
اب صورت حال یہ ہے کہ ہمیں ان غداروں کی نظروں سے خفیہ رہ کر دشمن ایجنٹوں کے
خلاف کام کرنا ہے" ـــ عمران نے مختصر لفظوں میں پس منظر بتاتے ہوئے کہا۔
"پرنس ـــ آپ واقعی عظیم ہیں ـــ پھر تو آپ جس مشن پر آئے ہیں وہ میرے لئے بھی
عظیم ہے ـــ ہم لوگ چاہے اپنے افعال میں کتنے ہی برے کیوں نہ ہوں لیکن جہاں تک حب الوطنی کا
تعلق ہے ہم اپنے ملک پر دشمن کا سایہ تک برداشت نہیں کر سکتے ـــ آپ اس سلسلے میں ہم
سے اور ہمارے آدمیوں سے جو کام لینا چاہیں ہم حاضر ہیں ـــ اگر ہمیں اپنی جانیں بھی قربان
کرنی پڑیں تو ہم دریغ نہیں کریں گے" ـــ ڈائیگر نے جذباتی لہجے میں کہا۔
"ٹھیک ہے ـــ مجھے تم سے یہی توقع تھی اسی لئے میں نے تمہیں پس منظر بھی
بتا دیا ہے لیکن ہمارے متعلق اگر تمہارے ذہن میں کبھی کوئی غلط شک آئے بھی تو تم اسے ختم کر
دینا" ـــ عمران نے جواب دیا۔
"آپ بے فکر رہیں پرنس ـــ آپ کی بات ہمارے لئے ایمان کا درجہ رکھتی ہے" ـــ
ڈائیگر نے جواب دیا۔
"اچھا ـــ اب سب سے پہلے مجھے ایک ایسی کوٹھی کی ضرورت ہے جہاں میرے
ساتھی خفیہ طور پر رہ سکیں ـــ دو کاریں اور میک اپ کا سامان بھی مہیا ہونے چاہئیں"

عمران نے کہا۔
"ایک گھنٹے بعد سب کچھ مہیا ہو جائے گا" ـــ ڈائیگر نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے" ـــ عمران نے جواب دیا اور پھر وہ چائے پینے میں مصروف ہو گیا۔ صفدر
ابھی تک خاموش بیٹھا تھا۔
ڈائیگر نے ٹیلیفون اٹھایا اور پھر نمبر ملا کر کسی سے باتیں کرنے لگا۔ پھر رسیور رکھ کر
وہ بھی چائے پینے میں مصروف ہو گیا۔
تقریباً آدھ گھنٹے بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ڈائیگر نے رسیور اٹھایا اور پھر چند
باتیں کرنے کے بعد اس نے رسیور رکھ دیا۔
"انتظام ہو گیا پرنس ـــ پہاڑی کالونی کوٹھی نمبر ۲۵ ـــ وہاں آپ کا مطلوبہ سامان
پہنچ چکا ہے" ـــ ڈائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اوکے" ـــ عمران نے کہا ـــ "اب تم ہم دونوں کو اپنے کلب میں کوئی ایسا کمرہ دو
جہاں سے ہم کسی کی نظروں میں آئے بغیر آ جا سکیں"۔
"تشریف لایئے ـــ میں آپ کو لے چلتا ہوں" ـــ ڈائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ
انہیں کلب کی دوسری منزل پر لے آیا۔ یہاں کونے کا ایک کمرہ دکھاتے ہوئے ڈائیگر نے کہا:
"اس کمرے میں ایک خفیہ زینہ نیچے عقبی گلی میں نکلتا ہے جو بالکل سنسان ہے اور
وہاں ایک کار بھی آپ کے لئے موجود ہو گی"۔
"ٹھیک ہے ـــ اچھا اب تم جا کر اپنا کام کرو۔ جب مجھے ضرورت ہو گی میں خود تم
سے رابطہ قائم کر لوں گا" ـــ عمران نے کہا۔
ڈائیگر تیزی سے واپس مڑ گیا۔
کمرے میں داخل ہوتے ہی عمران نے دروازہ بند کیا اور پھر گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچ کر
اس کی سوئیوں کو گھمانے لگا۔

صفدر نے کہا۔

"ہوٹل لنسیو کو ال چیک ہو جاتا ہے — وہ ہوٹل تھا اور اٹلی جس نے ہوٹلوں میں اس کا انتظام کر
رکھا ہوگا — یہاں نہیں ہوگی۔ وہ پورے شہر کو چیک نہیں کر سکتے اسی لئے میں نے یہ جگہ سوچی تھی —"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ رابطہ قائم کرنے میں مصروف ہو گیا۔
"ہیلو ہیلو — پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ۔ اوور" — رابطہ قائم ہوتے ہی عمران
نے کہا۔
"ایکسٹو اوور" — دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔
"سر — ٹیم کے ممبران کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں؟ اوور" — عمران نے پوچھا۔
"ہوٹل میں — کیوں؟ اوور" — ایکسٹو نے جواب دیا۔
"میں نے ان کے لئے انتظام کر لیا ہے — آپ انہیں ہمارا کوٹھی نمبر 15 میں منتقل
کرا دیں — وہاں دو کاریں اور تین موٹر سائیکلیں ہیں جو استعمال کے لئے موجود ہوں گے۔ اوور"
عمران نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے — میں رابطہ قائم ہوتے ہی انہیں اطلاع دے دوں گا — تم اطلاع دو
بہت سی [illegible] ہوئے ہیں۔ اوور" — ایکسٹو نے جواب دیا۔
"سر — میں کچھ حالات سمجھ گیا ہوں اس لئے اب میں نے سوچا ہے کہ یہاں میں
مکمل کر جاؤں — آپ بھی یہاں موجود ہیں اس لئے دو صورتیں ہو سکتی ہیں کہ آپ ٹیم کے
ساتھ مل کر اپنے طور پر کام کریں — میں اور صفدر اکیلے کام کرتے رہیں — یا پھر ہم سب مل کر
کام کریں — جیسے آپ کہیں۔ اوور" — عمران نے کہا۔
"تمہاری ذاتی تجویز کیا ہے۔ اوور" — ایکسٹو نے چند لمحوں کی خاموشی کے
بعد پوچھا۔
"میری ذاتی تجویز تو یہ ہے کہ آپ مجھے اپنے طور پر کام کرنے دیں۔ اوور" — عمران نے
ہوتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے — مجھے تمہاری تجویز پسند آئی ہے — میں تو صرف تمہیں تلاش کرنے
آیا تھا۔ تمہاری موجودگی کے بعد یہاں میری ضرورت نہیں رہ جاتی — اپنے ملک
میں میری موجودگی ضروری ہے۔ چنانچہ میں یہاں موجود تمام ٹیم کو تمہارے سپرد کر دیتا ہوں۔ تم
جیسے چاہو کام کرو۔ اوور" — ایکسٹو نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے — آپ انہیں اسی کوٹھی میں منتقل ہونے کا حکم دے دیں اور میرے
بارے میں بتا دیں — باقی میں خود سنبھال لوں گا۔ اوور" — عمران نے جواب دیا۔
"سنو — تم خود ان سے رابطہ قائم کر لینا — صورتحال میں بتا دیتا ہوں — تنویر کو
میں نے [illegible] کی کار کا نمبر دے کر اس کے متعلق تفصیلی رپورٹ حاصل کرنے کے لئے بھیجا ہے
[illegible] اس سے رابطہ قائم کر لینا اگر تم خود اسے ڈیل کر لینا۔
[illegible] میں نے سیکرٹ سروس کے کسی بااختیار عہدیدار کا پتہ چلانے کے لئے
بھیجا ہے تاکہ سیکرٹ سروس کی سرگرمیوں کا ہمیں اندازہ ہوتا رہے — نعمانی اور چوہان
[illegible] کو ایک کوٹھی کی تلاش کے لئے بھیجا ہے۔ ان تینوں کی طرف سے مجھے
ابھی رپورٹ نہیں ملی۔ چنانچہ اب تم خود انہیں ڈیل کر لینا — میرے والی فریکوئنسی
سیٹ کر لو۔ اوور" — ایکسٹو نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے جناب — میں ان سب کو ڈیل کر لوں گا۔ اوور" — عمران نے جواب
دیا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔ عمران نے ایکسٹو والی فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر
[illegible] وہ اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونجتے ہی کرسی پر بیٹھی ہوئی نوجوان لڑکی چونک پڑی
پھر اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھے ہوئے ایک چھوٹے سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن
کر دیا۔ بٹن آن ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی سیٹی کی آواز غائب ہو گئی۔ ٹرانسمیٹر کا
بڑا چھوٹا سا بلب جل اٹھا۔

"یس۔ چیف باس سپیکنگ۔ اوور۔" لڑکی نے باوقار لہجے میں کہا۔

"چیف باس۔ نمبر تھری سپیکنگ۔ اوور۔" دوسری طرف سے ایک نسوانی
آواز سنائی دی۔

"رپورٹ۔ اوور۔" چیف باس نے لہجے کو سخت بناتے ہوئے کہا۔

"چیف باس۔ تمام انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں۔ نمبر ٹیم سے
مکمل ہو چکی ہے۔ آج رات بارہ بجے ہم یہاں کی سب سے بڑی ... گی جس میں حکومتی پارٹی
اجلاس ہو رہا ہے۔ وہاں گڑبڑ کرائی جائے گی اور شرپسندوں کا قتل عام کیا جائے گا
اس کو بہانہ بنا کر پورے ملک میں آگ لگ جائے گی اور فسادات ہو کر
اس طرح ملکی نظام چند ہی دنوں میں تہ و بالا کر دیا جائے گا۔ اوور۔" نمبر تھری نے
"ٹھیک ہے۔ اس سلسلے میں تمام ذمہ داری حکومتی پارٹی پر آنی چاہئے۔ اوور۔"
چیف باس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ تمام انتظامات مکمل ہیں۔ سب کام ہماری مرضی کے

بجے۔ اوور۔" نمبر تھری نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل۔" چیف باس نے کہا اور پھر بٹن آف کر کے رابطہ ختم کر دیا۔ وہ
چند لمحے بیٹھی کچھ سوچتی رہی۔ پھر اس نے ٹرانسمیٹر کی ناب تیزی سے گھمانی شروع کر دی۔ ٹرانسمیٹر
پر موجود ڈائل کی سوئیاں ناب گھماتے ہی حرکت میں آ گئیں اور پھر جب دونوں سوئیاں مخصوص
مقام پر پہنچ گئیں تو چیف باس نے ناب چھوڑ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر پر موجود
بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ پھر جیسے ہی بلب کا رنگ سرخ ہوا۔

"ہیلو ہیلو۔ چیف باس آن دی ائیر۔ اوور۔" چیف باس نے کہا۔

"یس۔ نمبر فور سپیکنگ۔ اوور۔" دوسری طرف سے ایک اور نسوانی آواز ابھری۔

"رپورٹ دو۔ اوور۔" چیف باس نے کہا۔

"چیف باس۔ میں نے سیکرٹ سروس کے نئے چیف کو ٹریس کر لیا ہے۔ اب
میں اس کی داشتہ کے طور پر اس کے خفیہ کمرے میں موجود ہوں۔ اوور۔" نمبر فور نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات معلوم ہوئی۔ اوور۔" چیف باس کے لہجے میں دلچسپی تھی۔

"جی ہاں۔ ملٹری انٹیلی جنس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی رکن کو قید کر لیا ہے۔ وہ
اس سلسلے میں حکومت پاکیشیا سے معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اوور۔" نمبر فور نے
جواب دیا۔

"وہ آدمی اس وقت کہاں ہے۔ اوور۔" چیف باس کے لہجے میں بے پناہ دلچسپی
ابھر آئی تھی۔

"وہ آدمی پی سی ایچ کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۲ کے تہہ خانے میں ہے۔ اوور۔" نمبر فور نے
جواب دیا۔

"گڈ۔ ہمیں وہاں سے اس آدمی کو فوری طور پر نکلوانا ہوگا تاکہ ہم اس سے

"...بارے میں معلومات حاصل کر سکیں اوور" ۔۔۔ چیف باس نے کہا

"ٹھیک ہے باس۔ اوور" ۔۔۔ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"اوکے ۔۔۔ تم اپنا کام ہوشیاری سے کرنا۔ مارشل سٹاک [illegible] ہے ۔۔۔ کل سے نمبر تھری کو ادا شروع کر دی ہے ۔۔۔ جس میں [illegible] کی کارکردگی کی مکمل رپورٹ

مل جائے اوور" ۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ۔۔۔ میں اپنا فرض نبھانا جانتی ہوں اوور" ۔۔۔ نمبر ٹو نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔ چیف باس نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ پھر اس نے تیزی سے دو تین نمبر پریس کیے اور بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد [illegible]

"ہیلو ۔۔۔ چیف باس کالنگ اوور" ۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"یس ۔۔۔ [illegible] اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"رپورٹ اوور" ۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"باس ۔۔۔ اتنا تو معلوم ہو گیا ہے کہ [illegible] ایک کمرے میں پہنچ گیا ہے ۔۔۔ کوئی ایسی بات ضرور ہے جس کا علم [illegible] حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس کی اصل تفصیلات تو معلوم نہیں ہو سکیں۔ البتہ یہ معلوم ہو گیا ہے کہ [illegible] سے [illegible] گیا ہے اور [illegible] بھی دے دیا گیا ہے ۔۔۔ [illegible] بھی موجود تھا اوور" ۔۔۔ نمبر سکس نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اہم اطلاع ہے ۔۔۔ میں تمہیں چیک کروں گی۔ تم [illegible] کو نظر میں رکھنا تاکہ تفصیلی حالات معلوم ہو سکیں اوور" ۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ۔۔۔ وہ میرے چنگل سے نہیں نکل سکتا ۔۔۔ وہ عیاش آدمی ہے اور شراب پر سب کچھ آسانی سے بتا دیتا ہے اوور" ۔۔۔ نمبر سکس نے جواب دیا۔

"اوکے ۔۔۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ چیف باس نے کہا اور پھر بٹن آف کر کے رابطہ ختم کر دیا۔

وہ چند لمحے خاموش بیٹھی رہی۔ پھر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور دو نوجوان لڑکیاں جنہوں نے سیاہ لباس پہن رکھا تھا اندر داخل ہوئیں۔

"ایم پی سی ایچ کالونی کی ایک کوٹھی پر چھاپہ مارنا ہے ۔۔۔ کیا تم تیار ہو؟"

چیف باس نے کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ دونوں نے بیک آواز جواب دیا۔

"اوکے ۔۔۔ تم تیار ہو کر کار میں بیٹھو ۔۔۔ میں آ رہی ہوں" ۔۔۔ چیف باس نے کہا۔ وہ دونوں لڑکیاں تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلی گئیں۔

چیف باس کمرے میں موجود ایک قد آدم الماری کی طرف بڑھ گئی۔

تنویر نے جلد ہی رجسٹریشن آفس کے ایک افسر سے آشنائی پیدا کر لی۔ وہ آفس میں داخل ہونے کے بعد سیدھا اس کے کیبن میں گیا تھا اور پھر اس نے ایک افسر کو اس کی مخصوص وردی اور اس پر لگے ہوئے مونوگرام سے پہچان لیا۔ یہ سرکاری افسروں کے لیے مخصوص یونیفارم تھی اور پھر عہدوں کے مطابق مونوگرام بھی موجود ہوتے تھے۔ تنویر اس کے قریب جا کر آفس کریم کا

آنے دیا اور پھر اس نے اس افسر کو بھی اپنے ساتھ شریک کر لیا۔ تھوڑی دیر بعد و

افسر تنویر کی دلچسپ باتوں میں الجھ چکا تھا۔

"آپ یہاں کس سے ملنے آتے ہیں ۔۔۔۔؟" اچانک اس افسر نے پوچھا۔

"میں یہاں ایک سرکاری کام سے آیا ہوں ۔۔۔۔ انٹیلی جنس" ۔۔۔۔ تنویر نے رازد

لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔ کیا کام ہے ۔۔۔۔ مجھے آپ کی خدمت کر کے خوشی ہوگی" ۔۔۔۔ افسر نے

مرعوب ہوتے ہوئے کہا۔

تنویر نے ایک چٹ اس کی طرف سرکاتے ہوئے جس پر اس کار کا نمبر لکھا

ہوا تھا کہا۔

"اس کار کے موجودہ پتے اور دیگر تفصیلات چاہئیں ۔۔۔۔ مگر کام خفیہ ہونا چاہ

تنویر کا لہجہ اسی طرح رازدارانہ تھا۔

"بالکل ٹھیک ۔۔۔۔ انٹیلی جنس کا کام ہو تو ویسے بھی خفیہ چاہیئے" ۔۔۔۔ افسر نے جو

دیا اور پھر چٹ اس نے اپنی جیب میں سرکا دی۔

"آپ صرف دس منٹ انتظار کریں ۔۔۔۔ میں تمام تفصیلات لے کر آتا ہوں"

افسر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے" ۔۔۔۔ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

افسر اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کیبن سے باہر گیا۔

تنویر اپنے لئے کافی منگوائی کیونکہ چیف نے ڈیوٹی کے دوران شراب پینے

ممانعت کر رکھی تھی اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس فیلڈ میں اسے ایکسٹو کی طر

سے کوئی سزا ملے اور وہ ایجنٹوں کے لئے تماشہ بن جائے۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ افسر واپس کیبن میں آیا اور اس نے ایک کا

کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تمام تفاصیل اس میں درج ہیں"۔

تنویر نے ایک نظر کاغذ پر ڈالی اور پھر مطمئن ہو کر اسے جیب میں ڈال لیا۔

"بہت شکریہ" ۔۔۔۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر افسر سے

ہاتھ ملا کر وہ کیبن سے باہر آگیا۔ اس نے اس لئے رازداری برتی تھی کہ اسے

معلوم تھا کہ کار یقیناً مجرموں کی ہوگی اور اس کے متعلق تفصیلات معلوم کرتے ہوئے

لیکن وہ ان کی نظروں میں نہ آجائے۔

چند ہی لمحوں میں وہ دفتر سے باہر آگیا۔ یہاں پہنچ کر اس نے جیب سے وہ

کاغذ نکالا۔ کار کسی مسٹر ہوڈمین کے نام پر رجسٹر تھی اور پتہ براڈوے لین نمبر سکس

درج ہوا تھا۔ کار اسی سال رجسٹر کرائی گئی تھی۔ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کاغذ دوبارہ

جیب میں ڈالا اور پھر ٹیکسی کی انتظار میں کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک خالی ٹیکسی

روکنے میں کامیاب ہو گیا۔

"براڈوے لین" ۔۔۔۔ تنویر نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور

نے سر ہلا کر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

دس منٹ بعد وہ براڈوے لین پہنچ گیا۔ یہاں قدیم طرز کی عمارتیں تھیں۔ تنویر

نے ایک جگہ ٹیکسی رکوائی اور پھر نیچے اتر آیا۔ ٹیکسی کے چلے جانے کے بعد وہ آہستہ آہستہ

آگے بڑھنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ مسٹر ہوڈمین سے کس حیثیت میں ملے اور

جب وہ مطلوبہ عمارت کے سامنے پہنچا تو منصوبہ اس کے ذہن میں مکمل ہو چکا

تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا۔ دروازہ

کھولنے والا ایک نوجوان تھا۔

"مسٹر ہوڈمین سے ملنا ہے ۔۔۔۔ میں رجسٹریشن آفس سے آیا ہوں" ۔۔۔۔ تنویر

نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آیئے ۔۔۔ تشریف لے آیئے ۔۔۔ مسز مورمن آپ سے مل کر یقیناً خوش ہوں گی"

"مسز مورمن کا چند روز قبل انتقال ہو چکا ہے"۔۔۔ نوجوان نے بڑی خوش اخلاقی سے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ یہ سنکر بے حد افسوس ہوا"۔۔۔ تنویر نے قدم اندر بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد نوجوان اسے لئے ہوئے ایک ایسے کمرے میں آ گیا جو بے حد خوبصورتی اور نفاست سے سجا ہوا تھا۔

"تشریف رکھئے"۔۔۔ نوجوان نے کہا۔

تنویر اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور نوجوان کمرے سے باہر نکل گیا۔ دوسرے ہی لمحے دروازے پر پڑا ہوا پردہ ہٹا اور ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس نے چست لباس پہنا ہوا تھا۔

تنویر نے ایک نظر لڑکی پر ڈالی اور پھر نظریں ہٹا لیں کیونکہ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اگر اس نے ایک اور نظر اس پر ڈالی تو پھر وہ بے قابو ہو جائے گا۔ آنے والی کا شباب کچھ اس قدر بھرپور تھا کہ تنویر جیسا آدمی کم ہی اپنے آپ پر قابو پا سکتا۔

"میں مسز مورمن ہوں ۔۔۔ فرمایئے"۔۔۔ لڑکی نے بڑے مطمئن لہجے میں اس کے مقابل بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے آپ کے شوہر کی وفات کا سنکر افسوس ہوا ہے"۔۔۔ تنویر نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ۔ شکریہ"۔۔۔ لڑکی نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا جیسے اس کا شوہر نہ مرا ہو کوئی اور مر گیا ہو۔

"کار نمبر آر ایس فور زیرو زیرو ون تو آپ کے شوہر کے نام رجسٹرڈ ہے"۔۔۔ تنویر نے پوچھا۔

"جی ہاں ۔۔۔ کیوں کیا ہوا اس کار کو"۔۔۔ لڑکی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہوا تو کچھ نہیں ۔۔۔ البتہ ایک ایجنسی کا آفیسر اس کار کے متعلق پوچھ گچھ کرنے آیا تھا ۔۔۔ وہ بڑی رازداری برت رہا تھا ۔۔۔ چونکہ مسٹر مورمن سے میرے تعلقات گہرے تھے اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ انہیں اطلاع کر دوں تاکہ اگر کوئی گڑبڑ ہو گئی ہو تو وہ اس کا پہلے سے بندوبست کر لیں"۔۔۔ تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ۔۔۔ مگر کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ آپ رجسٹریشن آفس میں کس عہدے پر کام کرتے ہیں"۔۔۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں ہلکی سی چمک ابھر آئی تھی۔

"جی میں وہاں نائب رجسٹریشن آفیسر ہوں ۔۔۔ میرا نام پرتام ہے"۔۔۔ تنویر نے جواب دیا۔

"میں آپ کے لئے کچھ پینے کو منگواؤں ۔۔۔ آپ نے بڑا کرم کیا کہ اطلاع دینے چلے آئے ۔۔۔ آپ کی مسٹر مورمن سے کب سے ملاقات ہے"۔۔۔ لڑکی نے رسمی سے لہجے میں پوچھا۔

"گزشتہ پانچ چھ سال سے"۔۔۔ تنویر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اچھا ۔۔۔ پھر تو کافی طویل سلسلہ ہے ملاقات کا"۔۔۔ لڑکی نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر سوئچ بورڈ پر لگا ہوا کال بیل کا بٹن دبا دیا۔

دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور وہی نوجوان اندر داخل ہوا۔ مگر اسے دیکھتے ہی تنویر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ نوجوان کے ہاتھوں میں ریوالور موجود تھا۔ جس

اس کا رخ تنویر کی طرف ہی ہوگا۔

پر اب خنجر لگا ہوا تھا اور لڑکی جو ہے اس کا رخ تنویر کی طرف ہی ہوگا۔

"کیا مطلب ___؟" تنویر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اُسے جواب تک کی توقع نہیں تھی۔

"اپنے یہاں آنے کا مطلب تو آپ بتا ہی دیں گے مسٹر! ___ ویسے میں اتنا بتا دوں کہ مسٹر جو ایک فرضی نام ہے اس لئے آپ نے اب تک جو کچھ کہا ہے وہ سب جھوٹ کا پلندہ ہے ___" لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ___ میں ___" تنویر نے کچھ کہنا چاہا، مگر وہ رک گیا کیونکہ اب لڑکی کے ہاتھوں میں بھی ریوالور چمک رہا تھا۔

"مسٹر فرضی نام ___ یا جو بھی آپ کا نام ہو ___ میری یہ بات اچھی طرح سن لو کہ یہ حقیقت الگ ہوگی ___ ورنہ ریوالور اصلی ہیں، کھلونے نہیں ہیں" لڑکی نے تحکم کرتے ہوئے کہا۔

"تم خواہ مخواہ مجھ پر شک کر رہی ہو ___ میں نے جو کچھ بتایا ہے درست بتایا ہے اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو تم ہیڈ آفس فون کر کے میرے متعلق پوچھ لو ___" تنویر نے اس بار بڑے پُراطمینان لہجے میں کہا۔ اب وہ سنبھل گیا تھا۔

"جیری ___" لڑکی نے اچانک دروازے پر کھڑے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ جیری کچھ کہتا یا کرتا، تنویر نے لڑکی پر چھلانگ لگا دی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں۔ اس لئے انہیں مزید موقع دینا اپنے آپ کو مزید الجھانے کا باعث ہوگا۔

مگر لڑکی تنویر کی توقع سے کہیں زیادہ ہی چالاک نکلی۔ جیسے ہی تنویر نے اس پر چھلانگ لگائی وہ سانپ کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹ گئی اور تنویر میز کے بل سامنے رکھی ہوئی میز پر جا گرا۔ اس نے اپنی طرف سے فوری طور پر اٹھنے کی بے حد کوشش کی مگر لڑکی کا ہاتھ اس سے زیادہ تیزی سے حرکت میں آیا اور پھر تنویر کے سر کے پچھلے حصے پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ لڑکی نے ریوالور کا دستہ پوری قوت سے اس کی کھوپڑی پر مارا تھا۔

تنویر نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی مگر بے سود۔ لڑکی کا ہاتھ دوبارہ اٹھ چکا تھا۔ پھر تیسری ضرب پر تنویر کی آنکھیں بند ہو گئیں اور اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

"جیری! ___ اسے اٹھا کر تہہ خانے میں لے چلو ___ میں فوراً چیف باس کو اس کے متعلق رپورٹ دے دوں ___ اور ہاں! اسے تہہ خانے میں پہنچا کر اس کا کوٹ بھی چیک کر لو ___ یہ نظروں میں آ چکا ہے" ___ لڑکی نے جیری کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس! ___" جیری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے ریوالور جیب میں رکھا اور آگے بڑھ کر بھاری بھرکم تنویر کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالنے لگا۔ لڑکی اس دوران کمرے سے باہر جا چکی تھی۔

عمران پیٹ کے بل گھسٹتا ہوا آہستہ آہستہ آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ اس کی کوشش یہ تھی کہ کسی قسم کی آواز پیدا نہ ہو۔ چاروں طرف سکوت طاری تھا۔ یوں لگتا

تھا جیسے اس عمارت میں کوئی شخص موجود نہ ہو۔ مگر عمارت کے اندر جلنے والی روشنیاں اس بات کا یقینی ثبوت تھا کہ عمارت مکینوں سے خالی نہیں ہے اور عمران جس کار کا پیچھا کرتا ہوا براڈوے لین سے یہاں پہنچا تھا وہ بھی عمارت کے پورچ میں موجود تھی۔ اس نے اپنے طور پر ایڈریا کی سپورٹس کار کا نمبر ویکڑا [illegible] اس کے ہیک کا پتہ کروایا تھا اور پھر وہ اس پتے کے سہارے براڈوے لین کی اس عمارت تک پہنچ گیا تھا جس کا نمبر سکس تھا۔ مگر جب وہ وہاں پہنچا تو اسی وقت ایک کار عمارت سے باہر آئی اور عمران کو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی ہوئی ایڈریا نظر آگئی۔ گو اس نے میک اپ کر کے چہرہ بدلنے کی کوشش کی تھی مگر عمران کی دور بین نظروں سے بھلا وہ کہاں چھپ سکتی تھی۔ چنانچہ عمران اس کی کار کا پیچھا کرتا ہوا اس عمارت تک پہنچ گیا تھا۔ اور پھر اس نے عقبی سمت میں اس میں داخل ہونے کا منصوبہ بنایا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ اس وقت وہ اس عمارت کے پائیں باغ میں پیٹ کے بل گھسٹتا ہوا آہستہ آہستہ عمارت کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ درخت کے گرد تیز روشنیاں موجود تھیں اس لئے عمران بے حد محتاط تھا۔ جلد ہی وہ عمارت کی سائیڈ میں پہنچ گیا اور پھر اٹھ کر اس کی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا عمارت کے برآمدے میں آگیا۔ برآمدہ خالی پڑا ہوا تھا۔ البتہ وہ کار جس میں ایڈریا آئی تھی پورچ میں کھڑی تھی۔

عمران آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا برآمدے میں آگیا۔ اور پھر برآمدے میں موجود ایک بند دروازے کے سامنے وہ رک گیا۔ اس نے آہستہ سے دروازے کو دھکیلا تو دروازے کے پٹ کھلتے چلے گئے۔ دروازے کے اندر پردہ لٹک رہا تھا۔ اور کمرہ روشن تھا مگر کمرے میں سے کسی قسم کی کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔

عمران نے پردہ ذرا سا ہٹایا اور پھر اس نے کمرے کا جائزہ لیا۔ کمرہ واقعی خالی تھا۔ وہ تیزی سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ کمرہ اپنی سجاوٹ کے لحاظ سے ڈرائنگ روم معلوم ہو رہا تھا۔

عمران قدم بڑھاتا کمرے کے بغلی دروازے کی طرف بڑھا مگر ابھی اس نے آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ اچانک وہ تیزی سے ایک صوفے کی آڑ میں دبک گیا۔ بغلی دروازہ کھلا تھا۔ پھر دروازہ پوری طرح کھلا اور اس میں سے ایڈریا باہر آگئی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھے بغیر تیزی سے قدم بڑھائے اور پھر سامنے والا دروازہ کھول کر باہر چلی گئی۔ چند لمحوں بعد عمران کو کار سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی۔ پھر کار کی آواز آہستہ آہستہ دور ہوتی چلی گئی۔

بغلی دروازہ ابھی تک کھلا ہوا تھا۔ عمران صوفے کی آڑ سے نکلا اور پھر بغلی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دوسری طرف ایک طویل راہداری تھی۔ جس کے آخر میں ایک دروازہ نظر آرہا تھا۔ عمران نے راہداری میں کسی کو نہ پا کر اندر قدم رکھا اور پھر دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازے کی دوسری طرف سے ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

عمران نے دروازے پر ہاتھ ڈالا مگر دروازہ اندر سے بند تھا۔ عمران نے کی ہول سے آنکھ لگا دی مگر دروازے کے اندر سرخ رنگ کا دبیز پردہ موجود ہونے کی وجہ سے عمران کمرے کے اندر کا منظر دیکھنے میں ناکام رہا۔ اس نے پیچھے ہٹ کر سیدھی کی اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ دروازے کے اوپر ایک کافی بڑا روشندان موجود تھا۔ عمران نے روشندان کو دیکھتے ہوئے سر ہلایا اور پھر اس نے دروازے کے ہینڈل پر پیر رکھا اور اچک کر روشندان کا کنگرا پکڑنے کی کوشش کی مگر عین اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا اور عمران

پشت کے بل زمین پر آ گرا۔ ایک لڑکی ہاتھ میں مشین گن اٹھائے بڑی حیرت سے [illegible] دیکھ رہی تھی۔

"مروا دیا مجھے ——— کیا ضرورت تھی دروازہ کھولنے کی ——— کیا تم چند [illegible]" عمران نے کمر پر ہاتھ رکھ کر کراہتے ہوئے کہا۔

"نہیں سکتی تھیں ———؟"

"سیدھی طرح کھڑے ہو جاؤ ———" لڑکی نے اچانک سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نالی گن عمران کے پہلو سے لگا دی۔

"واہ بھئی واہ ——— اس طرح گرنے کے بعد بھی کوئی شخص سیدھی طرح کھڑا ہو سکتا ہے ——— مجھے یقین ہے کہ میری کمر ریڑھ کی ہڈی کا کوئی مہرہ اپنی جگہ سے کھسک گیا ہے ———" عمران نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر [illegible] موجود تھا۔

"کیا بات ہے مرسیانا ———؟" اندر سے ایک کرخت نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں ایک شخص موجود ہے جو دروازے پر چڑھ کر روشندان سے اندر جھانکنے کی کوشش کر رہا تھا ———" لڑکی نے جواب دیا۔

اس وقت تک عمران اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ مگر ابھی تک اس کا ہاتھ کمر پر ہی تھا۔

"اوہ ——— کون ہے یہ ———؟" اندر سے چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور پھر ایک اور لڑکی دروازے کی طرف بڑھی۔

"سنو ——— اگر تم اکیلی نہیں ہو تو پھر میں آجاؤں گا ———" عمران نے مڑ کر آگے بڑھتے ہوئے بڑے رازدارانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ لڑکی کچھ سمجھتی، عمران کے [illegible] بجلی کی سی تیزی سے حرکت کی اور لڑکی کے ہاتھ سے نالی گن نکلتی چلی گئی۔ اسی لمحے [illegible] سنا اور ایک اور لڑکی نمودار ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین گن تھی مگر عین اسی [illegible]

[illegible] وقت عمران نے مشین گن چھین کر لڑکی کو زوردار دھکا دیا اور وہ دوسری لڑکی سے [illegible] ٹکرا کر جا گری۔ مشین گن دوسری کے ہاتھ سے بھی نکلتی چلی گئی اور عمران اچھل کر آگے [illegible] گیا۔ اب اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی جبکہ وہ دونوں لڑکیاں خالی ہاتھ فرش پر [illegible] تھیں۔

"[illegible] ابھی لڑکیوں کی طرح اٹھ کر کھڑی ہو جاؤ ———" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"[illegible] کون ہو ———؟" ان دونوں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات [illegible] تھے مگر گھبراہٹ بالکل نہیں تھی۔

"میں سلطانہ ڈاکو ہوں ——— مگر بے فکر رہو۔ سلطانہ ڈاکو لڑکیوں کو کچھ نہیں کہتا ——— اگر تمہارے ہاں کوئی مرد ہو تو اسے بلاؤ ——— میں ذرا اس عمارت پر ڈاکہ ڈالنا چاہتا [illegible] ———" عمران مشین گن کو دائیں بائیں حرکت دیتے ہوئے کہا۔

"کسی کو بلانے کی کیا ضرورت ہے ——— تم بھی تو مرد ہو ———" ایک لڑکی نے مسکراتے [illegible] جواب دیا۔

"شکر ہے خدا کا ——— کسی عورت نے مجھے مرد تو تسلیم کیا ——— تمہاری بہت بہت [illegible] ——— اچھا اب دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو جاؤ۔ میں نامحرم عورتوں کی [illegible] دیکھ کر گنہگار نہیں ہونا چاہتا ———" عمران نے بڑے معصوم لہجے میں کہا اور [illegible] سے دیوار کی طرف مڑنے لگیں۔ ان کے چہروں پر ایسا اطمینان تھا جیسے یہ [illegible] کھیل ہو۔

[illegible] بڑے اطمینان سے مشین گن سنبھالے کھڑا تھا مگر اس سے پہلے کہ لڑکیاں [illegible] ان کے جسموں نے اچانک حرکت کی اور پھر وہ دونوں یوں اچھل کر [illegible] جیسے وہ عورتیں نہ ہوں بلکہ بندوق سے نکلنے والی گولیاں ہوں۔ اور [illegible] ان دونوں کے دھکے سے اچھل کر دو فٹ دور فرش پر جا گرا۔ لڑکیاں اس کے

ادھر ہی گری تھیں۔

پھر اس سے پہلے کہ لڑکیاں سنبھلتیں۔ عمران نے اپنی دونوں ٹانگوں کو حرکت دی اور ایک لڑکی یوں اچھل کر دور جا گری جیسے اس نے ہائی جمپ لگایا ہو۔ دوسری لڑکی کی گردن کے گرد عمران کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن لپٹ گئی اور پھر عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ظاہر ہے لڑکی بھی اس کے ساتھ ہی اٹھتی چلی آئی۔ مگر اسی لمحے لڑکی نے پوری قوت سے کہنیاں عمران کی پسلیوں پر ماریں اور عمران کے منہ سے اوہ کی آواز نکلی اور بے اختیار اس کے ہاتھ مشین گن پر ڈھیلے پڑ گئے اور لڑکی کسی چکنی مچھلی کی طرح اس کی گرفت سے نکلتی چلی گئی۔

"مشین گن پھینک دو — ورنہ یاد رکھنا سینکڑوں گولیاں جسم میں داخل ہو جائیں گی" — اس لڑکی نے آگے بڑھ کر مشین گن اس کے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ اس دوران مشین گن اٹھانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

"ضرور یاد رکھوں گا — ایسی باتیں میں نہیں بھولتا" — عمران نے جواب دیا اور پھر مشین گن نیچے پھینک دی۔

دوسری لڑکی نے جھپٹ کر مشین گن اٹھا لی۔ اب دونوں مشین گنوں کا رخ عمران کی طرف تھا۔

"نمبر تھری! — اسے روم نمبر فور میں پہنچا دو — زندہ یا مردہ — جیسے بھی ممکن ہو یہ آنا چاہئے" — اچانک ایک نسوانی آواز کمرے میں گونجی۔

عمران نے ایک سرسری نظر کمرے کے اس کونے پر ڈالی جہاں سے آواز آ رہی تھی اور اس کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ تیرنے لگی۔

"چلو —" ایک لڑکی نے گھوم کر اس کی پشت سے مشین گن کی نال لگاتے ہوئے کہا۔

"کہاں چلوں —؟" عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"روم نمبر فور میں" — لڑکی نے جواب دیا۔

"کیوں — کیا سہاگ رات کے لئے اسی کمرے کو سجایا گیا ہے — مگر یہ دوسری بیوی بڑی تو نہیں بنے گی —؟" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"زیادہ بکواس کی ضرورت نہیں" — لڑکی نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے تو بہت بکواس کی عادت پڑ گئی ہے — پہلی رات کے لئے اتنی رعایت تو ہونی چاہئے" — عمران نے کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف چل کھڑا ہوا۔ دونوں لڑکیاں مشین گنیں تانے اس کے پیچھے پیچھے بڑے چوکنے انداز میں چل رہی تھیں۔

کیپٹن شکیل کی جب آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو ایک وسیع و عریض ہال کے فرش سے بندھا ہوا پایا۔ اس کا پورا جسم نائیلون کی رسیوں سے خوب اچھی طرح جکڑا ہوا تھا۔

ہوش میں آتے ہی وہ یہ سوچ رہا تھا کہ وہ یہاں کس طرح پہنچ گیا۔ جہاں تک اس کی یادداشت کام کرتی تھی اسے اس قدر معلوم تھا کہ اسے کسی گہرائی میں پھینکا گیا تھا۔ چنانچہ اس نے یہ سوچ کر مطمئن کر لیا کہ ہو سکتا ہے یہ وہی جگہ ہو جہاں وہ گرا تھا۔ اور بے ہوشی کے عالم میں اسے باندھ دیا گیا ہو۔ یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بے ہوشی کے عالم میں اسے یہاں منتقل کر دیا گیا ہو۔

اس بات کا فیصلہ کرنے کے بعد کیپٹن شکیل نے سر گھما کر اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر وہ چونک پڑا کیونکہ قریبی ستونوں سے اس نے تنویر، نعمانی اور جوہان کو بھی جکڑا ہوا دیکھا۔ وہ تینوں ابھی تک بے ہوش تھے۔ ہال بالکل خالی تھا۔ وہاں ان کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں تھا۔

کیپٹن شکیل خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا۔ اس نے اپنے جسم پر بندھی رسیوں کو کھولنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ اُسے اتنی مہارت سے باندھا گیا تھا کہ اس کے لئے معمولی سی حرکت دینے کے بعد کچھ ممکن ہی نہیں رہا تھا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ تنویر کراہ کر کسمسایا اور پھر چند لمحوں بعد تنویر نے آنکھیں کھول دیں۔ پھر ہوش میں آتے ہی جب اس کی نظریں کیپٹن شکیل اور دوسرے ساتھیوں پر پڑیں تو وہ حیران رہ گیا۔

"ارے ۔۔۔ تم لوگ یہاں کیسے پہنچ گئے" ۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"جیسے تم پہنچ گئے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو ریکھا نے مروا دیا ۔۔۔ اگر وہ مجھے بتا دیتا کہ اس کا خطرہ ہے تو ۔۔۔ پھر میں دیکھتا کہ وہ مجھے کیسے قابو کرتے ہیں" ۔۔۔ تنویر نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تنویر ۔۔۔ تمہیں کسی نے خود بھیجا ہے کہ یہاں کسی کا نام نہیں لیا جاتا" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔ آئی ایم سوری ۔۔۔ دراصل ابھی میں پوری طرح ہوش میں نہیں آیا" ۔۔۔ تنویر نے فوراً ہی جواب دیا۔ اُسے بھی اپنی حماقت کا احساس ہو گیا تھا۔ اسی دوران نعمانی اور جوہان بھی ہوش میں آ گئے۔

"ہیلو فرینڈز" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ تو سب دوست یہاں موجود ہیں ۔۔۔ بہت خوب" ۔۔۔ نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ ہمیں یہاں میٹنگ کے لئے اکٹھا کیا گیا ہے ۔۔۔ قیدیوں کی میٹنگ ۔۔۔ جس میں رہائی پانے کے امکانات کا سرسری طور پر جائزہ لیا جائے گا" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا تم انہیں جیسی سکیم میں پھنس گئے تھے" ۔۔۔؟ اچانک نعمانی نے پوچھا۔

"انہیں جیسی نہیں ۔۔۔ مجھے تو مسٹر ریکھا نے دھوکے سے بے ہوش کر دیا تھا" ۔۔۔ تنویر نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ سب کے سب بہت اچھے ہوئے ہیں ۔۔۔ میں ہوٹل کے حصے میں چڑھا اور یہاں پہنچ گیا ۔۔۔ میرے خیال میں نعمانی اور جوہان اس کے ذریعے یہاں پہنچے ہیں اور تنویر کسی مسٹر ریکھا کے ذریعے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہم کوٹھی کی نگرانی کر رہے تھے کہ اچانک ہمیں گھیر لیا گیا۔ پھر انہوں نے جیپ کے ذریعے ہم سے پوچھ گچھ کی اور پھر ہمیں بے ہوش کر دیا گیا اور اس کے بعد ہماری آنکھ یہاں کھلی ہے" ۔۔۔ جوہان نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک ایک کھٹکا ہوا اور ہال کی عقبی دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہوا اور پھر اس میں سے چار نوجوان لڑکیاں اندر داخل ہوئیں جنہوں نے سیاہ رنگ کا چست لباس پہن رکھا تھا۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی ہال کے چاروں کونوں میں کھڑی ہو گئیں۔ چاروں ان کو حیرت سے دیکھ رہے تھے کیونکہ یہ ان کی زندگی کا پہلا موقع تھا کہ وہ لڑکیوں کی نگرانی میں بندھے ہوئے تھے۔

پھر چند لمحوں بعد اسی دروازے سے ایک اور لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر سیاہ رنگ کا نقاب تھا۔ وہ بڑے اطمینان سے چلتی ہوئی سامنے والی دیوار کے

قریب پہنچی اور پھر اس نے دیوار کو ایک مخصوص جگہ سے دبایا اور دوسرے لمحے دیوار میں ایک خانہ سا نمودار ہوا۔ اس خانے میں رسے کی ایک کرسی رکھی ہوئی تھی۔ لڑکی نے کرسی کھینچ لی اور خانہ دوبارہ بند کر دیا۔ اس نے کرسی کو دیوار کے ساتھ لگایا اور بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گئی۔

وہ سب حیرت سے یہ کارروائی دیکھ رہے تھے۔ چند لمحوں بعد جنوبی دیوار کے کونے میں کھٹکا ہوا اور پھر وہاں ایک دروازہ بن گیا۔ دروازہ بنتے ہی ایک شخص نے اندر قدم رکھا اور ان سب کے چہروں پر حیرت ناچنے لگی۔ آنے والا عمران تھا۔ اس نے بڑے اطمینان سے قدم اندر رکھے تھے۔ اس کے پیچھے دو لڑکیاں ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے ہوئے اندر داخل ہوئیں۔

"اسے بھی ستون سے باندھ دو" ——— کرسی پر بیٹھی ہوئی نقاب پوش لڑکی نے حکم دیتے ہوئے کہا اور پھر عمران کو بھی ایک ستون سے باندھ دیا گیا۔

عمران نے اتنی شرافت سے اپنے آپ کو بندھوا لیا کہ کیپٹن شکیل اور دوسروں کو بے حد حیرت ہوئی۔ مگر وہ سب عمران کو جانتے تھے کہ وہ ہر کام کسی نہ کسی منصوبے کے تحت کرتا ہے اس لئے وہ خاموش رہے۔

عمران کو لانے والی لڑکیاں اب کرسی پر بیٹھی ہوئی نقاب پوش کے اطراف میں کھڑی ہو گئیں۔ ظاہر ہے کہ ان کی مشین گنوں کا رخ بندھے ہوؤں کی طرف ہی ہو رہا تھا۔

"کیا یہ بات درست ہے کہ تم سب پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتے ہو ——— ؟" نقاب پوش لڑکی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سروس! ——— ہائے اس نامراد سروس نے تو مجھے کہیں کا نہ رکھا ——— تمہاں جاؤ دو ٹکے کی نوکری کا بوجھ اٹھائے ——— آج تک حسرت ہی رہی کہ کہیں سروس سے جان چھوٹ جائے۔ حتیٰ کہ سوٹ شوٹ بھی پہن کر دیکھے کہ شاید انہی کی کرامات سے کوئی دوسری مل جائے مگر میری

اس بے چاری میری سروس کی حسرت ہی دل میں لئے بوڑھی ہو گئی" ——— عمران کی زبان پھر قینچی کی طرح چلنے لگی۔

"مسٹر عمران! ——— میرے سامنے مسخرہ پن کرنے کی ضرورت نہیں ہے ——— مجھے تمہارے بارے میں اچھی طرح معلوم ہے" ——— نقاب پوش نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر تم ہی کسی طرح مجھ کو چھڑا کر مجھے اپنی سروس میں لے لو ——— یقین کرو میں کبھی ٹرانسفر کی خواہش نہیں کروں گا" ——— عمران نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میرا آئیڈیا درست ہے کہ یہ سب تمہارے ساتھی ہیں ———" نقاب پوش نے نرم لہجے میں کہا۔

"تمہارا آئیڈیا، تمہارا ہے ——— میرا نہیں ——— اس لئے میں کیا کہہ سکتا ہوں" ——— عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس اس کا ثبوت بھی ہے" ——— نقاب پوش نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا ڈبہ نکالا اور ڈبے کے کونے میں موجود ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی کیپٹن شکیل، تنویر، نعمانی اور چوہان کی وہ گفتگو ہال میں سنائی دینے لگی جو انہوں نے ہوش میں آنے کے بعد کی تھی۔ اور ظاہر ہے اس میں ایکسٹو کا نام بھی اور اس کے بارے میں بھی کہا گیا تھا اور پھر ان سب نے آپس میں بے تکلفانہ گفتگو میں ایک دوسرے کے نام بھی لئے تھے۔ جب ڈبے میں سے آوازیں نکلنی بند ہو گئیں تو نقاب پوش نے بٹن آف کر دیا اور ڈبہ دوبارہ جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"اب بتاؤ عمران! ——— کیا میرا آئیڈیا غلط ہے ——— ؟ اور یہ بھی بتا دوں کہ تمہیں میں نے تمہاری بھی گرامی بزدلی کی وجہ سے پہچانا ہے۔"

"میں اپنی تجویز واپس لیتا ہوں ——— مجھے ذہین بیوی نہیں چاہئے۔ وہ تو لیتی

"ورنہ دیکھو میرا ناطقہ بند کر دے گی" ——— عمران نے حسب عادت مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہرحال یہ بات طے ہو گئی ہے کہ تم سب کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور چونکہ تم سب اس ملک میں غیر قانونی طور پر آئے ہو اس لئے اگر تم سب کی موت واقع ہو جائے تو تمہاری حکومت سفارتی سطح پر کچھ نہیں کر سکتی" ——— نقاب پوش نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ نقاب پوش لڑکی فقرہ مکمل کرتی۔ عمران کے حلق سے نکلنے والے قہقہے سے ہال گونج اٹھا۔

"بہت خوب! ——— واقعی تم مذاق بہت اچھا کرتی ہو ——— تمہیں شاید علم نہیں ہے کہ ہمارے اور تمہارے ملک کے درمیان سفارتی تعلقات ہی نہیں ہیں۔ اس لئے سفارتی سطح پر کچھ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا" ——— عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— کیا تم اتنے بزدل واقع ہوئے ہو کہ موت کا نام سنتے ہی اسقدر بدحواس ہو گئے ہو کہ الٹی باتیں شروع کرنے لگے ہو ——— اگر سفارتی تعلقات نہ ہوتے تو ہماری حکومت تمہیں یہاں طلب کیوں کرتی" ——— نقاب پوش نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم پرواہ نہیں صاحبہ! ——— یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے ——— تم شاید مجھے یہ تاثر دینا چاہتی ہو کہ تمہارا تعلق اسی ملک سے ہے، حالانکہ میں سمجھ گیا ہوں کہ تم جیکوشیا سے متعلق ہو اور لیڈیز سیکرٹ سروس کی رکن ہو" ——— عمران نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیڈیز سیکرٹ سروس کا ذکر سنتے ہی نقاب پوش بے اختیار اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"تم ——— تم انتہائی خطرناک ہو ——— تمہیں لیڈیز سیکرٹ سروس کا کیسے پتہ چلا؟" نقاب پوش نے بوکھلاتے ہوئے کہا۔

"بس ——— اتنی سی بات پر اچھل پڑیں ——— ابھی تو میں نے بہت کچھ کہنا ہے مجھے

اس ملک میں تمہارے تمام منصوبے کا علم ہے ——— اور تم شاید کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو ——— تمہارا یہ ہیڈ کوارٹر پوری طرح گھیرے میں لیا جا چکا ہے اور تم کسی صورت بھی یہاں سے فرار نہیں ہو سکتیں" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تم مجھے ڈاج دینے کی کوشش کر رہے ہو ——— بے فکر رہو ——— اس ملک کی انٹیلی جنس سیکرٹ سروس اور پولیس ہماری مٹھی میں ہیں۔ اس لئے ہیڈ کوارٹر کے گھیرے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ——— البتہ اب تمہاری موت یقینی ہو چکی ہے" ——— نقاب پوش لڑکی نے سرد لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے اٹھ کر مشین گن بردار لڑکیوں کی طرف مڑی۔

"کرسیوں سے ان کے جسم چھلنی کر دو" ——— اس نے سرسراتے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"یس چیف وائس!" ——— تمام لڑکیوں نے بیک وقت کہا۔ اور پھر کونوں میں کھڑی لڑکیاں تیزی سے آگے بڑھیں اور قیدیوں کے سامنے آگئیں۔

"یہ لڑکیاں میں بگوار روڈ کے چھاپے سے پہلے بھی دیکھ چکا ہوں چیف وائس صاحبہ! ذرا اس بات پر غور کرو" ——— عمران نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

"اس بار ایسا نہیں ہو گا" ——— نقاب پوش لڑکی نے جھنجھلا کر کہا اور اس نے چیخ کر لڑکیوں سے کہا۔

"فائر" ———

اور دوسرے لمحے ہال گولیوں کی چھیاک تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

"ملکی حالات بے حد خراب ہو چکے ہیں ——— مجھے تو یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے کوئی غیر ملکی ہاتھ اس تمام ہنگاموں کے پیچھے کام کر رہا ہے" ——— ادھیڑ عمر شخص نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"نو ڈارلنگ ——— یہ تو مزدوروں کا ہنگامہ ہے اور ایسا تو ہر ملک میں اکثر ہوتا ہی رہتا ہے ——— آہستہ آہستہ خود بخود ختم ہو جائے گا" ——— ادھیڑ عمر شخص کے مقابل بیٹھی ہوئی انتہائی خوبصورت لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کا جام تھا جس سے وہ وقفے وقفے سے چسکیاں لے رہی تھی۔

"نہیں ڈارلنگ ——— تم ان باتوں کو سمجھ نہیں سکتیں ——— اس ملک کے وزیر داخلہ کی حیثیت سے ملک کا اندرونی امن میری ذمہ داری ہے۔ اور جو رپورٹیں مجھے مل رہی ہیں اور جس تیزی سے یہ شورش پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ مجھے اس پر بے حد تشویش ہے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے یہ شورش ہماری پارٹی کے لئے دھماکہ ثابت ہو گی ———" ادھیڑ عمر شخص نے میز پر پڑا ہوا جام اٹھاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں قدرے بے چینی شامل تھی۔

"ارے ارے ——— تم تو اتنی جلدی گھبرا گئے ——— تمہاری پارٹی کی جڑیں اس ملک میں بے حد گہری ہیں۔ یہ معمولی سے ہنگامے اور شورشیں تمہاری پارٹی کا کیا بگاڑ سکتی ہیں ——— البتہ میرا ایک مشورہ ہے اگر تم قبول کرو" ——— لڑکی نے اٹھ کر ادھیڑ عمر وزیر داخلہ کے

لبوں پر ہونٹ ثبت کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں ڈارلنگ ——— میں ضرور تمہارا مشورہ سنوں گا ——— مجھے خوشی ہے کہ تم ایک خوبصورت ہی نہیں ہو ——— تمہارا ذہن کافی تیز ہے ——— گو تمہیں میرے پاس آئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا مگر اس قلیل عرصے میں تم نے اپنی ذہانت سے مجھے متاثر کیا ہے ———" ادھیڑ عمر وزیر داخلہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ڈارلنگ ——— ان حالات میں میرا مشورہ یہ ہے کہ تم تمام بوجھ اپنے کندھوں سے اتار دو۔ اسے تقسیم کر دو ——— اس طرح تمہارے ذہن کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا ———" لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— ذرا وضاحت سے بات کرو ——— میں سمجھا نہیں" ——— وزیر داخلہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مطلب یہ ڈارلنگ کہ تم بجائے خود تمام احکامات دینے اور کنٹرول کرنے کے اپنی پارٹی کی ٹاپ میٹنگ میں لے جاؤ ——— اپنی پارٹی کے اہم لیڈروں کی خفیہ میٹنگ کال کرو اور پھر یہ معاملہ ان کے سامنے رکھ دو ——— اس کے بعد میرا مشورہ ہے کہ پارٹی کے ٹاپ کے چند لیڈروں کی ایک مجلس بنا دو۔ وہی اس سلسلے میں تمام احکامات جاری کرے" ——— لڑکی نے کہا۔

"مگر اس سے کیا ہو گا ——— یہ معاملہ کابینہ میں روزانہ زیر بحث آتا ہے ———" وزیر داخلہ نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم سمجھے نہیں ڈارلنگ ——— کابینہ میں موجود افراد ملکی نقطہ نظر سے باتیں کرتے ہیں۔ اس لئے ان میں پارٹی سپرٹ نہیں ہوتی۔ مگر پارٹی میٹنگ میں وہ اس پر پارٹی سپرٹ سے غور کریں گے ——— تم خود سوچو ——— اگر یہ شورشیں کنٹرول نہ ہوئیں تو حکومت تو ختم ہو گی ——— تمہاری پارٹی کو ایسا ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا کہ پھر تمہاری پارٹی کے

اور چونکہ تم وزیر داخلہ ہو اس لئے تمام تر
[illegible] وجود برقرار رکھنا مشکل ہو جائے گا ——— اور
ذمہ داری تم پر آ جائے گی" ——— لڑکی نے تفصیل سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب ——— تم نے واقعی بے حد قیمتی مشورہ دیا ہے ——— میں اس پر ضرور
عمل کروں گا ——— میں ابھی جا کر پارٹی کے صدر سے اس سلسلے میں بات کرتا ہوں ———"
وزیر داخلہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک تھی۔

"ڈارلنگ ——— اس چکر میں مجھے نہ بھول جانا ——— میں تمہارا انتظار کروں گی ———"
لڑکی نے کہا۔

"ارے نہیں ——— مجھے خوشی ہے کہ تم میں بے حد صلاحیتیں ہیں ——— میری [illegible] تو
بالکل ہی مختلف ہے ——— تم میرا انتظار کرنا، آج رات میں یہیں گزاروں گا اور پھر ہم اس
معاملے میں [illegible] گفتگو کریں گے" ——— وزیر داخلہ نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے
سے باہر نکلتا چلا گیا۔ لڑکی کے چہرے پر بڑی پراسرار مسکراہٹ پھیل گئی۔

لڑکی چند لمحوں تک خاموش بیٹھی رہی، پھر اس نے اٹھ کر بیرونی دروازہ بند کر دیا۔
دروازہ بند کر کے وہ تیزی سے چلتی ہوئی کمرے میں موجود ڈریسنگ ٹیبل کے ایک خفیہ
[illegible] کو کھول کر اس نے اس میں رکھا ہوا جیولری بکس باہر نکال لیا۔ جیولری بکس کو کھول کر اس
نے اس میں موجود تمام چیزیں باہر نکالیں اور پھر اس کے ایک کونے کو انگلی سے دبایا۔
[illegible] دیتے ہی جیولری بکس کی تہہ خود بخود کسی ڈھکن کی طرح اٹھتی چلی گئی۔ اور ایک
چھپا ہوا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ لڑکی نے ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا اور پھر اس کا ایک بٹن دبا دیا۔
بٹن دبتے ہی اس میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ چند لمحوں بعد ایک نسوانی
آواز سنائی دی۔

"یس ——— ایل ایس، ایس [illegible] اوور۔"

"ہیلو ——— میں [illegible] بول رہی ہوں اوور" ——— لڑکی نے دبے دبے لہجے میں

[illegible] اس کی نظریں دروازے پر مرکوز تھیں۔

"رپورٹ اوور" ——— دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"باس ——— میں نے وزیر داخلہ کے سامنے [illegible] پارٹی میٹنگ کی تجویز رکھ دی ہے
[illegible] اس تجویز پر عمل کرنے پر رضامند کر لیا ہے ——— اب وہ اس سلسلے میں پارٹی صدر
[illegible] بات کرنے گیا ہے۔ اوور" ——— [illegible] نے جواب دیا۔

"گڈ ——— موجودہ ہنگاموں کے سلسلے میں وزیر داخلہ کا رد عمل کیا ہے۔ اوور ———"
دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"وہ بے حد گھبرایا ہوا اور پریشان ہے ——— اس کا کہنا ہے کہ ان شورشوں کے پیچھے کسی
بیرونی طاقت کا ہاتھ ہے۔ اوور" ——— [illegible] نے جواب دیا۔

"گڈ ——— اس کا مطلب ہے کہ ہمارا مشن کامیابی سے آگے بڑھ رہا ہے ——— تمہارا
[illegible] بہت اہم ہے [illegible] ——— تم نے ہر قیمت پر وزیر داخلہ کو اپنے جال میں رکھنا ہے تاکہ
[illegible] کے ذریعے معلومات مل سکیں ——— جس وقت یہ میٹنگ ہو وہ وقت اور مقام
[illegible] پہنچانا ہے۔ اوور" ——— باس نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"بہتر [illegible] باس ——— وہ [illegible] کے جال سے نہیں نکل سکتا۔ اوور ———"
[illegible] نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— تمام [illegible] چیف باس کو دے رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل"
دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ منقطع ہو گیا۔

لڑکی نے بٹن دبا کر ٹرانسمیٹر دوبارہ جیولری بکس کی تہہ میں رکھا اور پھر اس کا ڈھکن بند
[illegible] کے بعد اس نے اس میں سے نکالی ہوئی تمام چیزیں دوبارہ اس میں سجا دیں
[illegible] کر دیا۔ اب دیکھنے میں وہ ایک عام سا جیولری بکس معلوم ہوتا تھا۔ اس نے جیولری بکس
[illegible] کے خانے میں رکھا اور [illegible] شراب کا جام بھرنے لگی۔ جام ہاتھ میں لیکر

وہ بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گئی اور پھر اس نے میز پر پڑے ہوئے شام کے بہت سے اخباروں میں سے ایک اخبار اٹھایا اور شراب کی چسکیاں لیتے ہوئے خبریں پڑھنے لگی۔ پورا اخبار مزدوروں کے ہنگاموں، جلسوں، جلوسوں اور پولیس کے ساتھ مزدوروں کے تصادم کی خبروں سے بھرا ہوا تھا۔ لیبر پارٹی کے لیڈروں کے زہریلے بیانات بھی نمایاں طور پر چھپے ہوئے تھے۔

لڑکی بڑے اطمینان سے سب کچھ پڑھتی رہی اور ساتھ ساتھ شراب کی چسکیاں بھی لیتی رہی۔ اسی لمحے اچانک کمرے میں موجود ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔ لڑکی نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا اور پھر اخبار میز پر رکھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"سارا سپیکنگ!" ـــــ لڑکی نے بڑے مدھر سے لہجے میں کہا۔

"سارا ڈیئر! ـــــ میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ میں آج رات نہیں آسکوں گا ـــــ تمہاری تجویز پر آج کی رات عمل ہو رہا ہے۔ ٹاپ میٹنگ ہو رہی ہے اور شاید تمام رات جاری رہے" ـــــ دوسری طرف سے وزیر اعظم کی آواز سنائی دی۔

"اوہ ڈیئر! ـــــ گو میری یہ رات بے حد تکلیف دہ گزرے گی مگر بہرحال میں تمہاری پریشانیوں کو سمجھتی ہوں ـــــ کیا ہی اچھا ہوتا کہ میں بھی اس میٹنگ میں شریک ہوتی۔ شاید میں کوئی بہتر مشورہ دے سکتی" ـــــ لڑکی نے لہجے کو افسردہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ـــــ ٹاپ سیکرٹ میٹنگ ہے اور پھر یہ بھی پرائم منسٹر ہاؤس میں ہو رہی ہے۔ ظاہر ہے وہاں کسی اجنبی کا موجود ہونا ممکن نہیں" ـــــ وزیر اعظم نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ڈارلنگ ـــــ میں کل تمہارا انتظار کروں گی۔ مجھے یقین ہے تم اس میٹنگ میں کوئی بہتر فیصلے کرو گے" ـــــ لڑکی نے جواب دیا۔

"گڈ نائٹ ڈارلنگ! ـــــ مجھے تمہاری قربت حاصل نہ ہونے کا افسوس ہے ـــــ گڈ نائٹ" ـــــ ادھیڑ عمر نے کچھ کہنا چاہا۔

"گڈ نائٹ ڈیئر! ـــــ ایسا ہوتا ہی رہتا ہے ـــــ کل سہی" ـــــ لڑکی نے جواب دیا۔

"گڈ نائٹ ڈارلنگ" ـــــ دوسری طرف سے جواب ملا اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔ لڑکی نے سلسلہ منقطع ہوتے ہی تیزی سے رسیور رکھا۔ اس کی آنکھوں میں ایک چمک تھی۔ وہ میٹنگ کی جگہ اور وقت معلوم کرنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔ چنانچہ ایک بار وہ ٹیلیفون کی طرف بڑھی تاکہ باس کو ٹرانسمیٹر پر اس کی اطلاع دے سکے۔ اس کے چہرے پر کامرانی کا تاثر اور آنکھوں میں فاتحانہ چمک تھی۔ ان کے مشن کا سب سے اہم مرحلہ قریب آ گیا تھا۔

ٹائیگر نے ایک نظر عمارت پر ڈالی اور پھر اس کی نظریں کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر جم گئیں۔ عمران کو عمارت کے اندر گئے ہوئے دس منٹ گزر چکے تھے اور اس کی طرف سے کوئی اشارہ نہیں ملا تھا۔ عمران نے ٹائیگر کو اپنے تعاقب کی ہدایات دی تھیں۔ جب عمران پراڈو سے ٹیکسی پر گیا تو ٹائیگر اپنے ایک ساتھی سمیت کار میں اس کا تعاقب کر رہا تھا اور پھر عمران کے پیچھے ہی وہ اس عمارت تک پہنچ گیا تھا اور عمران کو اندر گئے ہوئے دس منٹ گزر چکے تھے۔ اور وہ فیصلہ نہ کر پا رہا تھا کہ اندر جا کر عمران کو چیک کرے یا پھر باہر رہ کر اس کا انتظار کرے مگر جب

پانچ منٹ اور گزر گئے تو اس نے اندر جانے کا فیصلہ کر لیا
"ساٹو! ـــ تم یہیں باہر رہ کر نگرانی کرو ـــ میں اندر جاتا ہوں ـــ پرنس یقیناً
کسی مشکل میں پھنس گئے ہیں" ـــ ٹائیگر نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔
"او کے باس" ـــ ساٹو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت کی عقبی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے انداز میں بے پناہ چستی تھی۔ عقبی دیوار کے قریب آتے ہی اس نے اچانک اپنے جسم کو ہوا میں اچھالا اور دوسرے لمحے وہ دیوار پر موجود تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ دیوار پر ٹکائے اور پھر آہستہ سے اندر کود گیا۔ اس نے ہلکا سا دھماکا بھی نہ ہونے دیا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے عمارت میں عقبی طرف سے جانے کا فیصلہ کیا اور جلد ہی وہ عمارت کے قریب پہنچ گیا۔ عمارت کی پچھلی طرف دیوار بالکل سیدھی تھی۔ پوری دیوار میں نہ کوئی کھڑکی تھی اور نہ کوئی روشندان۔ ٹائیگر نے حیرت سے عمارت کو دیکھا۔ یہ بالکل غیر فطری بات تھی کہ عقبی سمت کوئی کھڑکی اور کوئی روشندان نہ تھا۔ دیوار کے ساتھ ہی ایک پائپ اوپر چھت تک چلا گیا تھا۔ ٹائیگر نے ایک لمحے کے لئے پائپ کو دیکھا اور پھر وہ بندر کی سی پھرتی سے پائپ پر چڑھتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ چھت پر موجود تھا۔ اس نے ایک نظر چھت کو دیکھا اور پھر اسے سامنے ہی نیچے جانے والی سیڑھیاں نظر آ گئیں۔ وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھا اور پھر آہستگی مگر پھرتی سے نیچے اترتا چلا گیا۔ سیڑھیاں کافی نیچے جا کر مڑ جاتی تھیں۔ موڑ کے قریب پہنچتے ہی ٹائیگر اچانک ٹھٹک کر رک گیا۔ اسے نیچے کسی کی موجودگی کی آہٹ محسوس ہو گئی تھی۔ اس نے آہستہ سے قدم آگے بڑھایا اور پھر موڑ کے قریب سے جھانک کر دوسری طرف دیکھا۔ موڑ پر ایک لڑکی ہاتھ میں مشین گن اٹھائے بڑے چوکنا انداز میں کھڑی تھی مگر ٹائیگر کی طرف اس کی پشت تھی۔ ٹائیگر نے آہستگی سے قدم آگے بڑھایا اور پھر اچانک وہ اس پر جھپٹ پڑا۔ اس نے پھرتی سے ایک ہاتھ اس کے منہ پر جمایا اور دوسرے ہاتھ سے وہ مشین گن تھام لی۔ لڑکی اس کی گرفت میں کسمسائی مگر ٹائیگر کی گرفت اتنی سخت تھی کہ وہ پوری طرح کسمسا بھی نہ سکی۔ ٹائیگر اسے اسی طرح اٹھائے ہوئے مڑا اور پھر تیزی سے اسے لئے ہوئے واپس چھت پر آ گیا۔

چھت پر آتے ہی ٹائیگر نے اپنے ہاتھ کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور مشین گن اس کے ہاتھ سے چھٹی چلی گئی۔ ٹائیگر نے اسے گرنے سے بچانے کے لئے اسے پیر پر روکا اور پھر اطمینان سے چھت پر گرا دیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ مشین گن چھت پر دھماکے سے گرے اور اس کی دھمک نیچے تک جا سکے۔ مشین گن کو پیر پر روک لینے سے وہ اس مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ تیزی سے جیب میں رینگا اور جب وہ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں خنجر موجود تھا۔ اس نے خنجر کی نوک لڑکی کی گردن سے لگائی اور انتہائی بھیانک انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

"سنو لڑکی ـــ اگر تم نے ذرا بھی غلط حرکت کی تو ایک ہی جھٹکے سے تمہاری شہ رگ کاٹ دوں گا" ـــ اس کے ساتھ ہی اس نے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹا لیا۔
"کیا چاہتے ہو" ـــ لڑکی نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"سنو لڑکی ـــ میں لڑکیوں کو بڑے وحشیانہ انداز میں قتل کر دیتا ہوں۔ اس لئے تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ جو کچھ میں پوچھوں ـــ اس کا صحیح صحیح جواب دو" ـــ ٹائیگر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے خنجر کی نوک کو ہلکا سا دبایا اور لڑکی کے منہ سے "سی" کی آواز نکل گئی۔
"کیا پوچھنا چاہتے ہو" ـــ لڑکی نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔
"میرا ایک ساتھی یہاں تھوڑی دیر پہلے اندر گیا ہے ـــ وہ اس وقت کہاں

"ہے نا ـــــ؟" ڈائیگر نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"نچلے ہال میں وہ سب اکٹھے ہیں ـــ چیف باس بھی وہیں ہے" ـــــ لڑکی نے جواب دیا۔

"وہاں کتنے آدمی موجود ہیں ـــــ صحیح صحیح بتاؤ" ـــــ ڈائیگر نے پوچھا۔

"آدمی تو مجھے معلوم نہیں ـــــ البتہ چیف باس کے علاوہ چھ رکن وہاں موجود ہیں" لڑکی نے جواب دیا۔

"چلو مجھے وہاں تک لے چلو ـــــ مگر دیکھنا جہاں بھی مجھے شبہ ہوا کہ تمہارے ذہن میں کوئی غلط خیال آیا ہے ـــــ تمہاری شہ رگ ایک لمحے میں کٹ جائے گی" ـــــ ڈائیگر نے کہا۔

"مگر راستے میں تو اور کئی رکن موجود ہیں" ـــــ لڑکی نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتا ـــــ مجھے تم نے وہاں تک پہنچانا ہے اور راستے میں کسی سے ٹکراؤ بھی نہیں ہونا چاہیے" ـــــ ڈائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں ـــــ ایسا ممکن نہیں ہے ـــــ ہر جگہ رکن پہرہ دے رہے ہیں ـــــ وہ تمہیں دیکھتے ہی گولی مار دیں گے البتہ" ـــــ لڑکی نے کہا۔

"البتہ کیا ـــــ؟ جلدی بولو ـــــ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے" ـــــ ڈائیگر نے کہا۔

"اگر تم چاہو تو میں ہال کے روشندان تک تمہیں لے جا سکتی ہوں ـــــ وہاں تک راستے میں کوئی نہیں ہوگا" ـــــ لڑکی نے کہا۔

"ٹھیک ہے چلو" ـــــ ڈائیگر نے اسے دھکیلتے ہوئے کہا۔ اور پھر جیسے ہی لڑکی آگے بڑھی، ڈائیگر نے پھرتی سے فرش پر پڑی ہوئی مشین گن اٹھا لی۔

لڑکی کی رہنمائی میں وہ سیڑھیاں اتر کر نچلی منزل پر آیا اور پھر ایک راہداری میں گھوم کر وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے جس کے عقبی دروازے سے نکل کر وہ ایک چوڑی سی راہداری میں پہنچ گئے۔ جہاں سے سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ سیڑھیاں اتر کر وہ ایک چھوٹی سی راہداری میں آئے جس میں دیوار کے ساتھ بڑے بڑے تین روشندان موجود تھے۔

"یہ ہال کے روشندان ہیں" ـــــ لڑکی نے کہا۔

ڈائیگر نے ایک نظر روشندان پر ڈالی تو اسے نیچے ستونوں کے ساتھ بندھے ہوئے افراد نظر آگئے۔ اور پھر اس کی نظر فوراً ہی اس پر بھی پڑ گئی جو ایک ستون سے بندھا ہوا تھا۔

اس سے پہلے کہ ڈائیگر روشندان سے نظر ہٹاتا، اچانک لڑکی نے پھرتی سے اس کے ہاتھ پر جوڈو کا وار کیا جس میں اس نے مشین گن تھام رکھی تھی۔ مگر ڈائیگر لڑکی کی توقع سے زیادہ ہوشیار تھا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے ہاتھ ایک طرف ہٹایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے مشین گن کی نال لڑکی کے منہ پر دے ماری۔ لڑکی کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی مگر وہ چیخ راہداری میں ہی گونج کر رہ گئی۔ اور اس سے پہلے کہ لڑکی سنبھلتی، ڈائیگر نے انتہائی پھرتی سے مشین گن کا بٹ اس کی کنپٹی پر مارا اور لڑکی بے جان ہو کر نیچے گرنے لگی۔ ڈائیگر نے تیزی سے اسے تھاما اور پھر اسے زمین پر لٹا دیا۔ لڑکی بے ہوش ہو چکی تھی۔

ڈائیگر لڑکی کی طرف سے مطمئن ہو کر دوبارہ روشندان کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس نے روشندان کو ذرا سا دبایا تو روشندان میں درز سی پیدا ہو گئی۔ اب دوسری طرف کی آوازیں اسے سنائی دینے لگیں۔ وہ روشندان کے کنارے پر جھکا ہوا تھا۔ اس طرح وہ ہال میں سے اسے دیکھا نہیں جا سکتا تھا مگر وہ بآسانی ہال کو دیکھ سکتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ہال میں چھ مسلح لڑکیاں کھڑی تھیں اور ایک نقاب پوش کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ لڑکیاں اس کے دونوں اطراف میں کھڑی تھیں اور پھر ہال کے چاروں کونوں میں موجود تھیں۔ اب وہ اس الجھن میں پھنس گیا کہ اگر وہ فوری طور پر سب کو

فائر کرنا پڑتا تو دو لڑکیاں ایسی پوزیشن میں تھیں کہ وہ اس کی مشین گن کی زد میں نہ آسکتی تھیں۔ اور پھر اس نے اچانک کرسی پر بیٹھی ہوئی لڑکی کو اٹھتے ہوئے دیکھا۔ وہ چیخ کر کہہ رہی تھی۔

"گولیوں سے ان کے جسم چھلنی کر دو" ۔۔۔ یہ فقرہ سنتے ہی چاروں لڑکیاں تیزی سے کونوں سے ہٹ کر ایک قطار میں آگئیں۔ وہاں ڈائیگر کے اعصاب بھی تن گئے۔

"یس چیف باس" ۔۔۔ لڑکیوں کی آوازیں سنائی دیں۔

"یہ ڈرامہ میں پوگھر ڈوہ کے چھاپے سے پہلے بھی دیکھ چکا ہوں چیف باس صاحبہ! کوئی اور بات کرو" ۔۔۔ عمران کی مطمئن آواز سنائی دی۔

"اس بار ایسا نہیں ہوگا" ۔۔۔ نقاب پوش لڑکی نے جھنجلا کر کہا اور اس نے چیخ کر لڑکیوں سے کہا۔

"فائر"

اب ڈائیگر کے لئے ایک لمحے کا توقف بھی حماقت ہوتی۔ چنانچہ ابھی نقاب پوش لڑکی کے منہ سے فائر کا لفظ پوری طرح نکلا بھی نہ تھا کہ ڈائیگر نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ اور چونکہ مسلح لڑکیاں ایک ہی قطار میں کھڑی تھیں اس لئے ڈائیگر کے لئے آسانی ہو گئی۔ اس کی مشین گن سے نکلنے والی گولیوں نے ایک لمحے میں چاروں لڑکیوں کو چاٹ لیا۔ اور ہال گولیوں کی بھیانک تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔

مسلح لڑکیوں کے گرتے ہی ڈائیگر نے پوری قوت سے روشندان پر لات ماری اور روشندان کا شیشہ ایک چھناکے سے نیچے جا گرا اور ڈائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے نیچے چھلانگ لگا دی۔

ادھر جیسے ہی چیف باس نے فائر کا لفظ کہا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے رسیوں سمیت گھوم گیا اور اب وہ ستون کی آڑ میں آگیا تھا۔ عمران کے ساتھیوں کے لئے بھی ایسے

... پہلے بھی کئی بار آچکے تھے۔ اس لئے وہ بھی اسی حربے کو کرتے تھے۔ چنانچہ عمران کے ... ہوا تھا وہ بھی گول ستون کے ساتھ گھومتے ہوئے گولیوں سے محفوظ ہو گئے تھے۔

چیف باس نے اپنی ساتھی لڑکیوں کو یوں اچانک گرتے دیکھا تو وہ ایک ... کے لئے حیرت سے ہی کھڑی رہی۔ مگر دوسرے لمحے اس نے لپک کر قریب پڑی ... مشین گن اٹھانی چاہی مگر عین اسی لمحے ڈائیگر روشندان سے کود کر عین اس ... پر گرا اور وہ مشین گن اٹھاتے اٹھاتے نیچے جا گری۔ پھر اس سے پہلے ... سنبھل کر اٹھتا، لڑکی نے اچانک اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور ڈائیگر ... محسوس ہوا جیسے بجلی کوند گئی ہو۔

نقاب پوش لڑکی کسی پرندے کی طرح اڑتی ہوئی بغلی دروازے کے پاس جا گری ... دوسرے لمحے وہ دروازے سے باہر غائب ہو چکی تھی۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ ... بند ہو گیا تھا۔ اب وہاں سپاٹ دیوار تھی۔

ڈائیگر تیزی سے عمران کی طرف پلٹا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ عمران رسیوں ... آزاد ہو کر نہ صرف اس تک پہنچ چکا تھا بلکہ اس نے ایک مشین گن بھی اٹھا لی تھی۔

"ڈائیگر ۔۔۔ میرے ساتھیوں کو کھولو۔ جلدی" ۔۔۔ عمران نے کہا اور ... مشین گن اٹھائے وہ تیزی سے ان کے ایک کونے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ڈائیگر نے جیب سے خنجر نکالا اور چند ہی لمحوں میں وہ عمران کے ساتھیوں ... کو رسیوں کی گرفت سے آزاد کرا چکا تھا۔ پھر سب نے ان لڑکیوں کے ہاتھوں سے ... گری مشین گنیں اٹھا لیں۔

"اپنی اپنی مشین گنیں سنبھالو" ۔۔۔ عمران نے ان کے آزاد ہوتے ہی کہا اور خود وہ ... کی طرف بڑھ گیا جہاں سے وہ آزاد ہوا تھا۔ وہاں رسیوں کا ڈھیر پڑا ... اس نے رسی کے ایک سرے سے مشین گن کو درمیان سے باندھا اور پھر

مشین گن کو اس نے کسی کمند کی طرح ٹوٹے ہوئے روشندان میں پھینک دیا۔ مشین گن چوڑائی میں روشندان میں پھنس گئی۔ عمران نے رسی کو زور سے جھٹکا دیا اور پھر دوسری مشین گن بغل میں لٹکا کر وہ رسی کے سہارے بندر کی سی پھرتی سے اوپر چڑھتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں میں وہ روشندان سے باہر نکل چکا تھا۔

عمران نے جیسے ہی رسی چھوڑی۔ تنویر آگے بڑھا اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ اوپر پہنچ چکا تھا۔ اسی طرح باری باری وہ سب اوپر چڑھتے چلے گئے۔ عمران مشین گن سنبھالے راہداری کے آخری موڑ پر موجود تھا۔ سب سے آخر میں ٹائیگر اوپر آیا۔

"عمران صاحب! — میں چھت تک آپ کی رہنمائی کر سکتا ہوں" — ٹائیگر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"اوہ چلو" — عمران نے کہا اور ٹائیگر مشین گن سنبھالے آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ سب اس کے پیچھے تھے۔ راہداری کے اختتام پر سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ وہ سب سیڑھیاں چڑھ کر ایک کمرے میں داخل ہو گئے۔ کمرے کا دروازہ ابھی تک کھلا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے آہستگی سے سر باہر نکال کر دیکھا۔ بڑی راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔ وہ تیزی سے باہر آئے اور دیوار کے ساتھ لگ کر آگے بڑھتے بڑھتے وہ ایک موڑ تک پہنچ گئے جہاں سے مزید سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سیڑھیاں خالی پڑی ہوئی تھیں۔

"تم سب اوپر جاؤ — میں نیچے جا رہا ہوں" — اچانک عمران نے دبے لہجے میں کہا۔

"مگر باس!" — ٹائیگر نے کچھ کہنا چاہا۔

"نو ورڈز — اوپر جاؤ" — عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور مشین گن سنبھالے تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔

ٹائیگر کی رہنمائی میں عمران کے علاوہ وہ سب عمارت کی چھت پر پہنچ گئے۔ چھت بھی خالی پڑی ہوئی تھی۔

چھت پر پہنچتے ہی انہیں کار کے انجن کی آواز سنائی دی اور ان سب نے چونک کر دیکھا تو ایک سیاہ رنگ کی کار عمارت کے بیرونی گیٹ سے باہر نکل رہی تھی۔ پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر مشین گن سیدھی کرتا۔ کار گیٹ سے مڑ کر ان کی نظروں سے غائب ہو گئی۔

"میرا خیال ہے نقاب پوش لڑکی نکل گئی ہے" — نعمانی نے کہا۔

"ہاں! — معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے" — ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف لپکا۔ باقیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔ وہ سب تیزی سے نیچے اترتے چلے گئے۔

آخری منزل پر عمران موجود تھا۔

"سوری عمران! وہ نکل گئی" — "وہ اکیلی تھی اب شاید اس نے ہم سے ٹکرانے کی دوبارہ ہمت نہیں کی" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس! — ایک لڑکی اوپر گیلری میں بے ہوش پڑی ہے — ہو سکتا ہے وہ وہی ہو" — ٹائیگر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اوہ — اسے فوراً نیچے لے آؤ" — عمران نے چونک کر کہا۔ اور ٹائیگر تیزی سے واپس سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ وہ سب نیچے کھڑے رہ گئے۔

"کیا تمام عمارت خالی ہے" — تنویر نے پوچھا۔

"نہیں — ہم موجود ہیں — کوئی حکم" — عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا مگر تنویر خاموش رہا۔

چند لمحوں بعد ٹائیگر سیڑھیاں اترتا نظر آیا۔ اس کے کاندھے پر بے ہوش لڑکی

لوٹی ہوئی تھی۔

"عمارت سے واپس آ کر تم سب نے بہادر کالونی کی کوٹھی نمبر چھ میں جانا ہے
اب تم سب وہیں رہو گے ـــــ انچیکو نے ٹیم میرے چارج میں دے دی ہے اور خود
واپس ایکریمیا چلا گیا ہے ـــــ وہاں موٹر سائیکل اور کاریں موجود ہیں ـــــ تم انہیں
استعمال کر سکتے ہو" ـــــ ڈائیگو کے ان کے قریب پہنچنے سے پہلے عمران نے انتہائی
سنجیدگی سے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ابھی رہنے دو" ـــــ ڈائیگو نے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"ہاں چلو" ـــــ عمران نے کہا اور پھر وہ سب بڑے اطمینان سے کھلے ہوئے پھاٹک
سے باہر نکلتے چلے گئے۔

باہر نکلتے ہی ڈائیگو گھوم کر ایک گلی کی طرف مڑا۔

"ادھر چلو ـــــ یہاں میری کار موجود ہے" ـــــ ڈائیگو نے کہا اور عمران اس
کے پیچھے ہی گلی میں مڑ گیا۔ جبکہ باقی سیدھے نکلتے چلے گئے۔ گلی کراس کر کے وہ پچھلی
طرف سمت میں آئے۔ ڈائیگو چونک پڑا۔ کار غائب تھی۔

"یہ سالو کہاں چلا گیا" ـــــ ڈائیگو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"گیا ہو گا کہیں تفریح کرنے" ـــــ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"نہیں ـــــ سالو ایسا نہیں ہے۔ بہرحال ـــــ" ڈائیگو نے کہا اور پھر تیز تیز قدم
اٹھاتا وہ ایک کوٹھی کی طرف بڑھنے لگا۔ کوٹھی کی چھوٹی دیوار سے جو انہیں سامنے
پورچ میں کھڑی کار نظر آ گئی تھی۔

"لیکن آپ اس کا خیال رکھیں ـــــ میں کار لے آتا ہوں" ـــــ ڈائیگو نے کہا اور
پھر سامنے بے ہوش لڑکی کو ہٹایا۔ دوسرے لمحے وہ اچھل کر چھوٹی دیوار پار کر گیا۔ اس
کے اندر بے پناہ خاموشی سی تھی۔ پھر عمران کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ کار تک پہنچ گیا۔ کوٹھی
پر خاموشی طاری تھی۔

ڈائیگو کار کی پچھلی طرف گیا اور پھر اس نے کار کو زور سے دھکیلا اور اسے دھکیلتا
ہوا کوٹھی کے پھاٹک کی طرف لے چلا گیا۔ عمران اس کی ذہانت پر دل ہی دل میں عش عش
کر اٹھا۔ اگر وہ کار کو سٹارٹ کرتا تو یقیناً کوٹھی کے مکین جاگ اٹھتے اور کوئی مسئلہ کھڑا ہو
سکتا تھا۔ ڈائیگو بڑے اطمینان سے کار کو دھکیلتا ہوا پھاٹک کے قریب لے آیا۔
اس نے پھاٹک کھولا اور پھر کار کو باہر لے آیا۔

عمران نے فرش پر پڑی ہوئی بے ہوش لڑکی کو اٹھایا اور کار کی طرف بڑھا۔ لڑکی
کو سیٹوں کے درمیان میں لٹا کر وہ بھی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈائیگو اس دوران اگنیشن
کی تاریں ملا کر کار سٹارٹ کر چکا تھا۔ چنانچہ چند ہی لمحوں میں کار تیز رفتاری سے
اپنی منزل کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

عمارت کے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک ہوئی اور لڑکی چونک پڑی۔ اس
کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے الجھن کے تاثرات ابھرے مگر دوسرے لمحے اس نے اپنے
آپ کو سنبھال لیا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے گریبان میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس
کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پستول چمک رہا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی دروازے کے قریب آئی۔

"کون ہے ـــــ؟" لڑکی نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"کیلی میں ہوں چیف باس" ـــــ دروازے کی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز

سنائی دی۔

لڑکی نے بڑھ کر دروازہ کھول دیا

دروازہ کھلتے ہی ایک نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے شدید آثار نمایاں تھے۔

"چیف باس" ۔۔۔ میزبان لڑکی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ایڈیا ۔۔۔ پوائنٹ ون ختم ہو گیا ہے ۔۔۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا عمران وہاں پہنچ گیا اور پھر جب تک میں ان سب کو ختم کرنے والی تھی کہ حالات یکدم پلٹ گئے سب لوگ ختم ہو گئے ۔۔۔ میں بڑی مشکل سے وہاں سے نکل سکی ہوں" ۔۔۔ چیف باس نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ مگر اچانک حالات کیسے پلٹ گئے" ۔۔۔ ایڈیا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بس اس کا کوئی ساتھی ان کے اوپر روشندان میں موجود تھا۔ اس نے اچانک فائر سے بیچ کا رخ کھول دیا" ۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ ایڈیا کچھ کہتی، اچانک وہ چونک پڑی۔ کمرے میں موجود بلب اچانک جلنے بجھنے لگا تھا۔

"وہ کال ہے" ۔۔۔ ایڈیا نے کہا اور پھر وہ تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھ گئی۔ الماری میں ایک ٹرانسمیٹر پڑا ہوا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کی جانب ہاتھ بڑھایا اور دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو ۔۔۔ ایل ایس پی کالنگ اوور" ۔۔۔ ایڈیا نے کہا۔

"یس باس ۔۔۔ میں میڈم ہنری بول رہی ہوں۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک لڑکی کی دبی دبی آواز سنائی دی اور ایڈیا چونک پڑی کیونکہ تقریباً ایک گھنٹہ پہلے وہ

ہنری کی کال وصول کر چکی تھی۔ اب پھر اسی کی کال تھی۔

"کیا بات ہے میڈم ہنری ۔۔۔ ابھی گھنٹہ پہلے تم رپورٹ دے چکی ہو۔ اوور" ۔۔۔ ایڈیا نے حیرت سے پوچھا۔

"باس ۔۔۔ ہم اپنے مشن کے آخری مقام پر پہنچ گئے ہیں۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے ہنری کی جوش سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"کھل کر بات کرو میڈم ہنری۔ اوور" ۔۔۔ ایڈیا نے چونک کر کہا۔

"باس ۔۔۔ ابھی ابھی وزیر دفاع کا ٹیلیفون آیا تھا۔ وہ آج رات پریذیڈنٹ ہاؤس میں بریفنگ کر رہے ہیں ۔۔۔ میٹنگ تمام رات جاری رہے گی۔ اوور" ۔۔۔ ہنری نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ اس نے یہی بتایا تھا۔ اوور" ۔۔۔ ایڈیا کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

"یس باس۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے میڈم ہنری کی اعتماد سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ ایڈیا نے کہا اور تیزی سے بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"اوہ چیف باس ۔۔۔ بریفنگ کا مطلب یہی ہے کہ حالات ہماری توقع سے زیادہ بگڑ گئے ہیں" ۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

"اوہ یس باس ۔۔۔ مجھے بھی اتنی جلد میٹنگ کی توقع نہیں تھی" ۔۔۔ ایڈیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بہرحال ٹھیک ہے ۔۔۔ یہ اچھا ہی ہوا ۔۔۔ اگر ہم آج رات کامیاب ہو جاتے ہیں تو مشن مکمل ہو جائے گا ۔۔۔ کل پورے ایشیا پر ہمارا اقتدار آ جائے گا" ۔۔۔ چیف باس

نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں باس! ——— جس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس ہماری راہ پر لگ گئی ہے اس لحاظ سے جس قدر جلد مشن مکمل ہو جائے بہتر ہے" ——— ایڈریا نے جواب دیا۔

چیف باس کچھ لمحے بیٹھی سوچتی رہی پھر اس نے تیزی سے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا اور سوئیوں کو گھما کر مخصوص ہندسوں پر لے آنے لگی جیسے ہی سوئیاں مخصوص ہندسوں پر پہنچیں گھڑی کے درمیان میں ایک دائرہ سا جل اٹھا۔ گھڑی سے ہلکی ہلکی سیٹی کی آواز آنے لگی۔ چند لمحوں بعد سیٹی کی آواز پر ایک نسوانی آواز غالب آ گئی۔

"ہیلو ہیلو ——— نمبر ٹو سپیکنگ اوور"۔

"چیف باس فرام دس اینڈ اوور" ——— چیف باس نے کہا۔

"یس باس! ——— حکم دیجئے اوور" ——— دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"نمبر ٹو! ——— آج رات پریذیڈنٹ سرکل میں ٹاپ سیکرٹ میٹنگ ہونے والی ہے۔ میٹنگ تمام رات جاری رہے گی۔ تمہیں اس میٹنگ کو کور کرنا ہے ——— کیا تم پوری طرح تیار ہو۔ اوور" ——— چیف باس نے سخت لہجے میں کہا۔

"پریذیڈنٹ سرکل میں ——— مگر باس! میں نے تو پارٹی میٹنگ اس کی کوشش کر رکھی ہے۔ اوور" ——— نمبر ٹو کی پریشانی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"خیال تو میرا بھی یہی تھا کہ پارٹی ہال میں میٹنگ ہو گی مگر ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ پریذیڈنٹ سرکل میں میٹنگ ہو رہی ہے۔ اوور" ——— چیف باس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باس! ——— میں کوشش کرتی ہوں۔ اوور" ——— دوسری طرف سے نمبر ٹو کی آواز سنائی دی۔

"صرف کوشش سے بات نہیں بنے گی ——— یہ کام ہر حالت میں ہونا چاہئے۔ اس لئے تمام کام فوراً طے کر لو ——— باقی مرحلے میں خود آ کر سنبھال لوں گی اوور" ——— چیف باس نے کہا۔

"بہتر باس! اوور" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوور اینڈ آل" ——— چیف باس نے کہا اور پھر ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"چیف باس! ——— کیا پریذیڈنٹ سرکل کی کوریج کے لئے کوئی سسٹم منتخب کر لیا گیا ہے" ——— ایڈریا نے پوچھا۔

"ہاں ——— ہم نے تمام امکانی جگہوں کو اپنے منصوبے میں رکھ لیا تھا۔ اس کے لئے [illegible] عمارت کو منتخب کیا تھا ——— نمبر ٹو وہیں پہنچے گی" ——— چیف باس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے چیف باس! ——— پھر ہم وہیں چلیں" ——— ایڈریا نے مطمئن ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھہرو ——— پہلے مجھے لیبر پارٹی کے لیڈر سے بات کرنے دو۔ تاکہ وہ فوری طور پر [illegible] سنبھال سکے" ——— چیف باس نے کہا اور پھر اس نے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون [illegible] کھسکایا۔ چند لمحے وہ کچھ سوچتی رہی پھر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ نمبر ڈائل ہوتے ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"[illegible] سے بات کراؤ ——— ایس ایس" ——— چیف باس نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کیجئے ——— [illegible]" ——— دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"یس ——— [illegible] سپیکنگ"۔

"چیف باس ایس ایس سپیکنگ" ——— چیف باس نے کہا۔

"اوہ کیا بات ہے ——— ؟" مٹے کی الجھی ہوئی آواز سنائی دی۔

"مسٹر مٹے! ——— کل آپ ذمہ داری سنبھالنے کے لئے تیار رہیں" ——— چیف باس نے کہا۔

"کک ——— کیا مطلب ——— میں سمجھا نہیں ——— ایسا کیسے ہو سکتا ہے اتنی جلدی" مٹے کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس مسٹر مٹے! ——— آج رات فائنل آپریشن مکمل ہو جائے گا" ——— چیف باس نے فخریہ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے چیف باس! ——— میں تیار ہوں" ——— مٹے نے اب تک اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔

"اوکے ——— ٹھیک ہے ——— آپ اپنی پارٹی کو مکمل ہدایات دے دیں" ——— چیف باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"جولیشیا ——— ہمارے مشن کو ہر حال آج رات مکمل ہو جانا چاہئے۔ چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے" ——— چیف باس نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"یس باس ——— میں تیار ہوں" ——— انیشیا نے جواب دیا۔ اور پھر وہ دونوں تیزی سے فلیٹ سے باہر نکل گئیں۔

سانو ڈائیگر کے جانے کے بعد کار سے نکل کر ٹہلتا ہوا عمارت کی چاردیواری کے

میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کار میں بیٹھے رہنے کی نسبت یہاں کھڑا ہونا مناسب سمجھا۔ کیونکہ اگر پولیس کی کوئی گشتی پارٹی ادھر آ نکلتی تو سانو کی اس کار میں موجودگی عذاب بن جاتی۔ اور ہو سکتا تھا کہ پولیس مشکوک ہو کر اسے اپنے ساتھ لے جاتی۔ چنانچہ سانو نے یہی سوچا کہ وہ یہاں چھپ کر کھڑا ہو جائے اس طرح پولیس ادھر آ بھی نکلتی تو وہ یہی سمجھے گی کہ کار کا مالک کہیں کسی کوٹھی میں گیا ہوگا۔ سانو کو وہاں کھڑے تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اس کے حساس کانوں میں عمارت کے اندر سے مشین گن کی فائرنگ کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دینے لگیں اور یہ آوازیں سنتے ہی اس کے اعصاب تن گئے۔ چند لمحے تو وہ یونہی کھڑا رہا۔ پھر اضطراری طور پر اس کے دونوں ہاتھ بلند ہو گئے اور اچھل کر دیوار کا کنارہ دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔ پھر دوسرے لمحے ہی اس کا جسم اوپر اٹھتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ چوڑی دیوار کے اوپر لیٹا ہوا تھا۔ اب وہ آسانی سے عمارت کے اندر اور باہر دیکھ سکتا تھا۔

فائرنگ کی آوازیں اب بند ہو گئی تھیں۔ سانو کی تیز نظریں عمارت پر جمی ہوئی تھیں کہ اچانک وہ چونک پڑا۔ اس نے ایک سیاہ ہیولے کو عمارت سے نکل کر تیزی سے بھاگتے ہوئے عمارت کی سائیڈ میں کھڑی ہوئی کار کی طرف بڑھتے دیکھا۔ جب تک وہ ہیولا کار تک پہنچتا سانو کی تیز نظروں نے بھانپ لیا کہ بھاگنے والی کوئی عورت ہے پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے لڑکی کار میں بیٹھی اور اس نے کار ایک جھٹکے سے کوٹھی کے پھاٹک کی طرف بڑھا دی۔

سانو کے ذہن میں فوراً ہی جھماکا ہوا۔ اس نے عمران اور ڈائیگر کی گفتگو میں عورت کا اشارہ سن لیا تھا کہ اس بار ان کا واسطہ عورتوں سے پڑا ہے۔ اس نے سوچا ہو سکتا ہے یہ عورت ڈائیگر کے لئے انتہائی اہم ہو اور اس کے یوں خاموشی سے نکل جانے سے ڈائیگر کو نقصان ہو۔ چنانچہ اس نے اس عورت کا تعاقب کرنے کا

فیصلہ کر لیا۔ اس وقت تک عورت کی کار کوٹھی کے پھاٹک تک پہنچ چکی تھی۔ ساگر نے فوراً ہی پنجوں کے بل دیوار سے نیچے چھلانگ لگائی اور پھر وہ دوڑتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھا۔ جب اس کی کار گلی سے ہوتی ہوئی مین سڑک پر آئی تو اسے دور جاتی ہوئی کار کی سرخ بتیاں نظر آگئیں۔ ساگر نے کار اس کے تعاقب میں لگا دی۔

کالونی سے نکل کر کار شہر میں داخل ہو گئی۔ ساگر ایک مخصوص فاصلے سے اس کے پیچھے تھا۔ کار سیاہ رنگ کی تھی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار کا رخ ایک اور مضافاتی کالونی کی طرف ہو گیا اور پھر جلد ہی ساگر اس کار کا تعاقب کرتا ہوا مضافاتی کالونی میں داخل ہو گیا۔

کار ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر جا کر کھڑی ہو گئی اور اس میں سے ایک لڑکی نکل کر کوٹھی کے گیٹ میں موجود چھوٹی کھڑکی کے ذریعے اندر داخل ہو گئی۔ کار اسی طرح سٹارٹ تھی اس لئے کافی دور ایک درخت کی آڑ میں رکے ہوئے ساگر نے سمجھ لیا کہ لڑکی جلد ہی واپس آئے گی۔ چنانچہ وہ وہیں رکا رہا۔ تقریباً دس منٹ بعد لڑکی دوبارہ کھڑکی میں سے برآمد ہوئی اور پھر کار ایک بار پھر شہر کی طرف مڑ گئی۔ ساگر ایک بار پھر اس کے تعاقب میں تھا۔

شہر پہنچ کر لڑکی نے کار ایک معروف ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں موڑ دی۔ ساگر بھی اس کے پیچھے کار اندر لے گیا۔ جب اس نے کار پارکنگ میں روکی تو اس نے سیاہ لباس میں ملبوس لڑکی کو ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہوتے دیکھا۔ ساگر نے تیزی سے کار روکی اور پھر تقریباً بھاگتا ہوا وہ ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھا۔ جب مین گیٹ کراس کر کے وہ ہال میں داخل ہوا تو یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ہال میں کہیں سیاہ لباس میں ملبوس کوئی لڑکی نظر نہیں آ رہی تھی۔ اسی لمحے اس کی نظریں ہال سے ملحقہ گیلری پر پڑیں جہاں ایک قطار میں پانچ پبلک فون بوتھ موجود تھے۔ لڑکی ایک بوتھ میں نظر آ رہی تھی۔ اس نے رسیور اٹھایا ہوا تھا اور وہ نمبر ڈائل کر رہی تھی۔ ساگر طویل سانس لیتے ہوئے اس بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ اس بوتھ کے سامنے سے گزرتے [illegible] میں وہ لڑکی موجود تھی۔ اس نے غور سے لڑکی کو دیکھا جو ابھی تک نمبر ڈائل کر رہی تھی۔ اس کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے۔ جیسے ہی ساگر بوتھ کے سامنے سے گزرا۔ لڑکی نے دروازہ کھول کر اسے آواز دی۔

"سنئے — کیا آپ میری مدد کریں گے —" لڑکی کی آواز میں پریشانی تھی۔

"جی فرمائیے" — ساگر نے چونک کر پوچھا۔ اسے یہ توقع نہیں تھی کہ لڑکی یوں اسے آواز دے گی۔

"میں نے ایک ایمرجنسی کال فون کرنی ہے اور مجھ سے نمبر ڈائل نہیں ہو رہا — بار بار غلط نمبر ڈائل ہو جاتا ہے — آپ براہ کرم مجھے نمبر ڈائل کر دیں" — لڑکی نے [illegible] لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر واقعی شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

ساگر اس کے بوتھ میں داخل ہو گیا کہ اس طرح اسے وہ فون نمبر معلوم ہو جائے گا جس پر وہ بات کرے گی۔ اس نے سوچا شاید یہ نمبر ڈائیگر کے لئے کام کا ہو۔

"کیوں نہیں مادام — مجھے آپ کی مدد کر کے خوشی ہو گی" — ساگر نے آگے بڑھ کر رسیور پکڑتے ہوئے کہا۔

"[illegible] تھری [illegible] زیرو [illegible]" — لڑکی نے نمبر بتایا اور ساگر نے جھک کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

لڑکی نے بے چینی نظروں سے ادھر ادھر دیکھا۔ گیلری میں کوئی نہیں تھا۔ باقی بوتھ بھی خالی پڑے تھے۔

ابھی ساگر نے آدھے نمبر ہی ڈائل کئے تھے کہ لڑکی کا ایک ہاتھ تیزی سے جیب میں رینگ گیا۔ دوسرے لمحے جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں سائلنسر لگا ہوا

چھوٹا سا ریوالور تھا۔

ساگو بڑے اطمینان سے نمبر ڈائل کرنے میں مصروف تھا۔ لڑکی نے ایک بار پھر بے چین نظروں سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر ریوالور کی نال ساگو کی بغل سے لگا دی۔

ابھی ساگو کی انگلی آخری نمبر کو گھما ہی رہی تھی کہ لڑکی نے ٹریگر دبا دیا۔ گولی ساگو کے جسم میں گھستی چلی گئی۔ ساگو کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا۔ مگر لڑکی نے بڑی پھرتی سے اس کے جسم کو دوسرے ہاتھ سے سنبھال لیا۔ گولی شاید دل میں گھستی چلی گئی تھی۔ ساگو کے جسم کو دو تین جھٹکے لگے اور پھر وہ ختم ہو گیا۔ رسیور اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔

لڑکی نے پھرتی سے ساگو کے جسم کو بوتھ کی دیوار سے ٹکا دیا اور پھر رسیور اس کے ہاتھ میں دبا کر وہ تیزی سے باہر آ گئی۔ اب ساگو کو دیکھ کر یہی محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کسی سے فون پر بات کرنے میں مصروف ہے۔

لڑکی نے باہر نکل کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی واپس ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ مین گیٹ سے نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اپنی کار کی طرف بڑھی اور چند لمحوں بعد اس کی کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے نکل کر دوبارہ سڑک پر موجود ٹریفک کے اژدھام میں داخل ہو گئی۔

تھوڑی دور جا کر لڑکی نے کار ایک اور ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں موڑ دی اور پھر کار پارکنگ میں روک کر وہ ایک بار پھر ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہو گئی۔ اس ہوٹل کے ہال کے ایک کونے میں پبلک بوتھ موجود تھے۔ لڑکی ان میں سے ایک بوتھ میں داخل ہو گئی۔ اس نے تیزی سے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہاں ۔۔۔ بزنکشین سپیکنگ" ۔۔۔ لڑکی نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

عمران بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ ڈائیگر لڑکی کے سامنے کھڑا غصے سے کانپ رہا تھا۔ ڈائیگر نے لڑکی کو کرسی پر مضبوطی سے باندھ رکھا تھا۔ لڑکی کے چہرے پر تھپڑوں کے نشانات واضح نظر آ رہے تھے۔

"میں تمہارا خون پی جاؤں گا لڑکی! ۔۔۔ مجھے بھیانک تشدد پر نہ ابھارو" ۔۔۔ ڈائیگر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"تم جو چاہو کر لو ۔۔۔ مگر میں تمہاری کسی بات کا جواب نہ دوں گی" ۔۔۔ لڑکی نے سرد لہجے میں جواب دیا اور ڈائیگر نے غصے کی شدت سے اس کے بال پکڑ کر پوری قوت سے اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیے۔ وہ غصے کی شدت سے پاگل ہو رہا تھا مگر لڑکی جیسے کسی مٹی سے بنی ہوئی تھی کہ اتنی قوت سے تھپڑ کھانے کے باوجود اس کے منہ سے سسکاری بھی نہ نکلی۔

جب ڈائیگر تھک گیا تو خود ہی پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے جیب سے چاقو نکالا اور ہاتھ میں چاقو کے ساتھ لگی ہوئی کمانیوں کی کھڑکھڑاہٹ گونج اٹھی۔ ڈائیگر کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ایک ہی وار سے لڑکی کی شہ رگ کاٹ دے گا مگر اس کے مقابل میں لڑکی کی آنکھوں میں اطمینان تھا۔ سرد مہری تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے موت اس کی نظروں میں کوئی حقیقت نہ رکھتی ہو۔

ڈائیگر نے چاقو کھول کر قدم آگے بڑھائے ہی تھے کہ ۔۔۔ عمران کی

آواز گونجی۔

"نہ رو ڈانیگر" ـــ اور ڈانیگر کے قدم یکدم رک گئے۔

"یہ بتاؤ لڑکی کہ تم نے کوٹھی میں ڈانیگر سے تعاون کیوں کیا تھا" ـــ عمران نے لڑکی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"صرف اس لئے کہ میں اسے گیلری میں لے جا کر زیر کر لوں گی ـــ تم بھی چھت پر ہی موجود ہو سکتے تھے۔ اور گیلری تنگ تھی۔ مجھے یہ بھی اندازہ تھا کہ اگر میں زیر بھی ہو گئی تو تم جیسا آدمی کم از کم یہ پیچ ہی جائے گا اور اس طرح میرا مقصد حل ہو جائے گا" ـــ لڑکی نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"بہت خوب ـــ تم واقعی بے حد ذہین اور ہوشیار ہو ـــ اور میں سمجھتا ہوں کہ تم تشدد برداشت بھی ہو کیونکہ بہرحال تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور یہ میں بتاتا ہوں کہ سیکرٹ سروس کا رکن بننے سے پہلے انسان کو کن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لڑکی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش رہی۔

"اس لئے مجھے یقین ہے کہ ڈانیگر تم سے کچھ نہیں اگلوا سکے گا ـــ چاہے وہ کتنا ہی تشدد کیوں نہ کر لے ـــ مگر میرا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور مجھے اس قسم کے تجربات سے تقریباً روزانہ ہی واسطہ پڑتا رہتا ہے ـــ میرے سامنے سیکرٹ ایجنٹ طوطے کی طرح اپنا سبق رٹنا شروع کر دیتے ہیں" ـــ عمران نے اس بار سرد لہجے میں کہا۔

"تم بھی کوشش کر لو ـــ یہ بھی بتا دوں کہ تم شاید اپنی آنکھوں کو بہت قابو کر لو گے اور مجھے سیدھا ... کر کے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرو گے کیونکہ تمہاری آنکھوں کا انداز اس بات کی چغلی کھا رہا ہے ـــ مگر میں یہ بتا دوں کہ تم اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکتے ـــ کیونکہ ہم پر ایسے تجربات کئے گئے ہیں کہ ہماری قوت برداشت انتہائی طاقتور ہو چکی ہے" ـــ لڑکی نے جواب دیا۔

"خوب ـــ بہت خوب ـــ میری توقع سے کہیں زیادہ ہوشیار ہو تم ـــ مگر میرا تم پر تشدد کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ میں تو ایک سادہ سی ترکیب استعمال کروں گا۔ بالکل سادہ" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

لڑکی کی آنکھوں میں الجھن کے آثار نظر آنے لگے۔ وہ شاید کچھ نہ پا رہی تھی کہ عمران کیا کرنا چاہتا ہے۔

عمران نے بڑے اطمینان سے کمرے کی دیواروں پر نظر دوڑائی اور پھر ایک جگہ اس کی نظریں ایک لمحے کے لئے جم گئیں۔ اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی تھی۔

"ڈانیگر ـــ ایک جوڑی دستانے منگواؤ" ـــ عمران نے ڈانیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈانیگر سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"تم کیا کرنا چاہتے ہو" ـــ لڑکی نے بے چینی سے پوچھا۔

"اب دیکھتی جاؤ ـــ ایک چھوٹا سا تماشا ہو گا" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور لڑکی نے ہونٹ بھینچ لئے۔

چند لمحوں بعد ڈانیگر اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھوں میں دستانے موجود تھے۔ عمران نے اس کے ہاتھ سے لے کر دستانے پہنے اور پھر اس نے کمرے کے درمیان میں پڑی ہوئی میز کو گھسیٹ کر دیوار کے ساتھ لگایا اور اس پر چڑھ گیا۔ ڈانیگر اور لڑکی حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔ ان دونوں کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ عمران کیا کرنا چاہتا ہے۔

عمران نے میز پر چڑھ کر اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ ایک جگہ سے دیوار پر لگا اور پھر جب ہاتھ واپس آیا تو عمران کی انگلیوں میں ایک ڈبی

سی چھپکلی تڑپ رہی تھی۔ عمران نے اس کی دم پکڑی ہوئی تھی۔ اور پھر عمران چھپکلی کو پکڑے میز سے نیچے اتر آیا۔

چھپکلی کو دیکھتے ہی لڑکی کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔ عمران بڑے اطمینان سے بُری طرح تڑپتی ہوئی چھپکلی کو انگلیوں میں پکڑے لڑکی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جوں جوں چھپکلی لڑکی کے قریب آتی جا رہی تھی لڑکی کے چہرے پر بوکھلاہٹ اور خوف کے تاثرات ابھرتے چلے جا رہے تھے۔

"ہٹاؤ — اسے دور ہٹاؤ" — لڑکی نے اچانک چیخ کر کہا۔ اس کے چہرے پر دہشت کے آثار نمایاں تھے۔

"نہیں محترمہ! — میں اسے تمہارے گریبان کے اندر چھوڑ دوں گا اور پھر یہ تمہارے پورے جسم پر مارچ کرے گی — جہاں اس کا جی چاہے گا کاٹے گی — جہاں اس کا جی چاہے گا سوئے گی — دوڑے گی — بھاگے گی — اور تم چونکہ بندھی ہوئی ہو اس لئے ظاہر ہے کہ تم اسے نکال نہ سکو گی" — عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس نے تڑپتی ہوئی چھپکلی کو عین لڑکی کی آنکھوں کے سامنے نچایا اور پھر اس کا ہاتھ لڑکی کے گریبان کی طرف بڑھنے لگا۔

"ہٹاؤ — خدا کے لئے ہٹاؤ — میں سب کچھ بتا دوں گی — اسے ہٹاؤ — ورنہ میں مر جاؤں گی" — لڑکی نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اور عمران نے چھپکلی والا ہاتھ اپنی پشت پر کر لیا۔

ٹائیگر کی آنکھیں حیرت سے پھٹی جا رہی تھیں۔ بے پناہ تشدد کے باوجود لڑکی نے زبان نہیں کھولی تھی اور اب وہی لڑکی ایک معمولی سی چھپکلی کو دیکھ کر سب کچھ بتانے پر آمادہ ہو گئی تھی۔

"دیکھو لڑکی! — میں دراصل نفسیاتی مریض ہوں — مجھے لڑکیوں کو باندھ کر ان کے جسم پر چھپکلیاں — چیونٹیاں — بچھو — سانپ — اور چوہے دوڑانے میں مزہ آتا ہے — مگر اب میں مجبور ہوں۔ اگر تم سب کچھ صاف صاف بتا دو گی تو پھر میں ایک دلچسپ تماشے سے محروم ہو جاؤں گا — مگر صرف اسی صورت میں جب سب کچھ صاف اور فوراً بتا دو — ورنہ دوسری بار میں اسے نہیں ہٹاؤں گا" — عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا چھپکلی والا ہاتھ دوبارہ آگے بڑھ گیا۔

"نہیں — اسے ہٹاؤ — میں سب کچھ بتا دوں گی" — لڑکی نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے ہاتھ دوبارہ پیچھے کر لیا۔

"تمہارا چیف باس کون ہے — اس کا نام کیا ہے" — ؟ عمران نے سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"اس کا نام سارجا ہے — سارجا جوزفین" — لڑکی نے جواب دیا۔

"تمہاری سیکرٹ سروس میں کتنے ممبر ہیں" — ؟ عمران نے چھپکلی کو سامنے لا کر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے ان کی تعداد کا علم نہیں — میں بارہ سے واقف ہوں" — لڑکی نے خوفزدہ نظروں سے چھپکلی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس ملک میں کتنے ممبر کام کر رہے ہیں" — ؟ عمران نے پوچھا۔

"مجھے علم نہیں — چیف باس کو علم ہوگا" — لڑکی نے جواب دیا۔

"تمہارا مشن کیا ہے" — ؟ عمران نے اس بار چھپکلی کو دم سے پکڑ کر نیچے لٹکاتے ہوئے کہا۔

"مجھے تفصیل کا علم نہیں ہے — میں سب ممبر ہوں — صرف اتنا معلوم ہے

کر اس ملک میں برسر اقتدار پارٹی کو ایک جگہ اکٹھا کر کے ان کا خاتمہ کر دے اور حکومت دوسری پارٹی کو دلوا دے بلکہ ہم اس سے اپنے مطلب کا کوئی معاہدہ کر سکیں ۔۔۔۔۔۔“

لڑکی نے جواب دیا۔ اس کی خوفزدہ نظریں مسلسل چھپکلی پر جمی ہوئی تھیں جو عمران کے دستانے پر رینگ رہی تھی۔ لڑکی کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خواب کے عالم میں بول رہی ہو۔ شاید شدید نفسیاتی خوف نے اس کے شعور و لاشعور کو ہم آہنگ کر دیا تھا۔

”تمہارا چیف باس اس وقت کہاں ملے گا ۔۔۔۔۔۔ عمارت سے نکل کر وہ کہاں گیا ہوگا“ ۔۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”مجھے معلوم نہیں ۔۔۔۔۔۔ چیف باس ایسی باتیں کسی کو نہیں بتاتا“ ۔۔۔۔۔۔ لڑکی نے جواب دیا اور عمران اس کی کیفیت کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہی ہے۔

”اگر تم کسی مشکل میں پھنس جاؤ تو کس سے رابطہ قائم کرو گی ۔۔۔۔۔۔ اور کس ذریعے سے“ ۔۔۔۔۔۔ عمران نے ایک بار پھر چھپکلی کو اس کی آنکھوں کے سامنے چلاتے ہوئے کہا۔

”میری گھڑی میں ٹرانسمیٹر ہے ۔۔۔۔۔۔ فریکونسی ڈبل زیرو ڈبل ون ۔۔۔۔۔۔ چیف باس سے بات کر لوں گی“ ۔۔۔۔۔۔ لڑکی نے جواب دیا۔

”تمہارا نام“ ۔۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”میرا نام ایلزبتھ ہے ۔۔۔۔۔۔ مگر ہمارے ہاں نمبر چلتے ہیں ۔۔۔۔۔۔ میرا نمبر الیون ہے“ ۔۔۔۔۔۔ لڑکی نے جواب دیا۔

”کوڈ کیا دہراتی ہو“ ۔۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”ایل الیون“ ۔۔۔۔۔۔ لڑکی نے جواب دیا۔

”خوب ۔۔۔۔۔۔ شکریہ ۔۔۔۔۔۔ بہرحال مجھے افسوس ہے کہ میں ایک دلچسپ تماشے سے محروم رہا ۔۔۔۔۔۔ اچھا پھر کبھی سہی“ ۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے لڑکی کو زمین پر چھوڑ دیا اور وہ دوڑتی ہوئی دوبارہ دیوار پر چڑھ گئی۔

عمران نے دستانے اتار دیئے اور آگے بڑھ کر لڑکی کی کلائی سے گھڑی اتار لی۔ لڑکی نے اب اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔ شاید چھپکلی کے چلے جانے کے بعد اس پر ایسی حالت طاری ہو گیا تھا کہ وہ عمران کے ایک معمولی سے حربے کا شکار ہو گئی۔

عمران نے گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا اور پھر گھڑی کی سوئیاں تیزی سے ادھر ادھر گھمانے لگا۔ چند ہی لمحوں میں اس نے فریکونسی سیٹ کر لی۔ فریکونسی سیٹ ہوتے ہی ڈائل کے درمیان ایک دائرہ سا جل اٹھا۔

”ہیلو ہیلو ۔۔۔۔۔۔ نمبر الیون سپیکنگ اوور“ ۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ڈائیگر اور لڑکی چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ عمران کے حلق سے بالکل لڑکی جیسی آواز نکل رہی تھی۔

”یس ۔۔۔۔۔۔ چیف باس سپیکنگ ۔۔۔۔۔۔ تم کہاں سے بول رہی ہو اوور“ ۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک کھردری آواز سنائی دی۔

”چیف باس ۔۔۔۔۔۔ میں بچ گئی ہوں اور میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا کھوج نکال لیا ہے“ ۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”ویری گڈ ۔۔۔۔۔۔ اب تم کہاں ہو اوور“ ۔۔۔۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

”میں اس عمارت کے ایک کونے میں موجود ہوں جہاں وہ تمام موجود ہیں ۔۔۔۔۔۔ اگر آپ انہیں کور کر لیں تو سب کا خاتمہ ہو سکتا ہے اوور“ ۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں اس وقت نہیں ۔۔۔۔۔۔ ہم انتہائی اہم ترین مشن میں مصروف ہیں ۔۔۔۔۔۔ مشن ختم ہو جانے کے بعد دیکھا جائے گا اوور“ ۔۔۔۔۔۔ چیف باس نے جواب دیا۔

”چیف باس ۔۔۔۔۔۔ میرے لئے کیا حکم ہے اوور“ ۔۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"انتظار کرو ۔۔۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ چیف باس نے کچھ لمحوں کی خاموشی کے
بعد کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔
عمران نے دانت بھینچ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے ذہن میں "انتہائی اہم مشن" کے
الفاظ ہتھوڑوں کی طرح سے بج رہے تھے۔
وہ تیزی سے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھا مگر اس سے پہلے کہ وہ
رسیور اٹھاتا۔ گھنٹی بج اٹھی۔ اور عمران نے ہاتھ پیچھے ہٹا لیا۔ قریب کھڑے ڈائیگر نے
پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔
"یس ڈائیگر سپیکنگ" ۔۔۔ ڈائیگر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔
"میں گراہم بول رہا ہوں چیف ۔۔۔ ہم نے ایک لڑکی کو گرفتار کیا ہے
اس نے آپ کے آدمی ساؤتھ کو ہوٹل چانڈو کے فون بوتھ میں قتل کر دیا ہے" ۔۔۔ دوسری
طرف سے ایک آواز سنائی دی۔
"اوہ ۔۔۔ مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا" ۔۔۔ ڈائیگر نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔
"لڑکی ہمارے ہوٹل کے فون بوتھ سے کسی کو ڈائل کر کے ہوٹل چانڈو کے پبلک فون
بوتھ میں لاش کا ذکر کر رہی تھی ۔۔۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہوٹل میں ہونے والی تمام
کالیں چیک ہوتی ہیں۔ چنانچہ ہم چونک پڑے اور پھر ہم نے لڑکی کو قابو کر لیا۔ اور تشدد
پر اسے معلوم ہوا کہ لاش ساؤتھ کی ہے جو آپ کا ساتھی ہے ۔۔۔ چنانچہ میں نے
سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
"وہ شکریہ گراہم ۔۔۔ اب وہ لڑکی کہاں ہے" ۔۔۔ ڈائیگر نے پوچھا۔
"وہ اس وقت ہمارے پاس بے ہوش پڑی ہوئی ہے" ۔۔۔ گراہم نے
جواب دیا۔
"اچھا ۔۔۔ اسے فوراً میرے کلب میں بھیج دو ۔۔۔ اور ہاں یہ معلوم ہوا کہ اس
نے فون کس کو کیا تھا" ۔۔۔ ڈائیگر نے پوچھا۔
"الباء ۔۔۔ اس نے جس نمبر پر فون کیا تھا وہ عمارت ہمارے ہی ایک گروپ کی
... نے وزیروں نے کرایہ پر لیا ہے۔ وہاں ان نے اپنی نئی داشتہ کو
... رکھا ہوا ہے" ۔۔۔ گراہم نے جواب دیا۔
"کونسی عمارت ہے وہ" ۔۔۔ ڈائیگر نے چونک کر پوچھا۔
"... سکشن روڈ ۔ کنگ سٹریٹ" ۔۔۔ گراہم نے جواب دیا۔
"... ٹھیک ہے" ۔۔۔ ڈائیگر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ عمران بھی قریب
... گفتگو سن رہا تھا۔
"یہ داشتہ ضرور پیلی سیکرٹ سروس کی رکن ہوگی" ۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے
ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
... رابطہ قائم ہو گیا۔
"یس" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک محتاط آواز سنائی دی۔
"پرنس آف ڈھمپ فرام پاکیشیا سیکرٹ سروس ۔۔۔ پریذیڈنٹ سے بات کراؤ"
... نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔
"اوہ پرنس ۔۔۔ آپ کہاں غائب ہو گئے تھے" ۔۔۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے
... لہجے میں کہا گیا۔
"تفصیلات نہیں ۔۔۔ انتہائی ایمرجنسی ہے ۔۔۔ جلدی بات کراؤ" ۔۔۔ عمران نے
... لہجے میں کہا۔
"لیکن ملاقات ممکن نہیں ہے ۔۔۔ پریذیڈنٹ سرکل میں پارٹی کی ٹاپ میٹنگ
... ہے ۔۔۔ پریذیڈنٹ صاحب مصروف ہیں ۔۔۔ آپ صبح بات کر لیں ۔۔۔ میٹنگ
... رات بھر جاری رہے گی" ۔۔۔ دوسری طرف سے جواب ملا۔ بولنے والا پریذیڈنٹ

کا پی اے تھا۔

"مجھے ہر قیمت پر صدر سے بات کرنی ہے"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"آئی ایم سوری سر ۔۔۔۔ صدر صاحب کی سخت ہدایات ہیں ۔۔۔۔ صبح سے پہلے ملاقات ناممکن ہے"۔۔۔۔ پی اے نے بھی سرد لہجے میں جواب دیا اور عمران نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

عمران کے چہرے پر شدید غصے کے آثار نمایاں تھے۔ وہ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر اس نے ڈائیگر سے مخاطب ہو کر کہا

"میرے ساتھ آؤ ڈائیگر"۔

ڈائیگر سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

صفدر نے بڑے اطمینان سے دروازے پر دستک دی اور دو قدم ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ دروازے میں ایک قوی ہیکل نوجوان نظر آ رہا تھا جس کی سوالیہ نظریں صفدر پر جمی ہوئی تھیں۔

"مجھے مسٹر [illegible] سے ملنا ہے"۔۔۔۔ صفدر نے نوجوان سے مخاطب ہو کر باوقار لہجے میں کہا۔

"وہ اس وقت موجود نہیں ہیں ۔۔۔۔ آپ کسی اور وقت تشریف لائیں"۔۔۔۔ نوجوان نے اکھڑے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا

"میرا ان سے ملنا بے حد ضروری ہے ۔۔۔۔ میں [illegible] سے آیا ہوں"۔۔۔۔ صفدر نے [illegible] لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا"۔۔۔۔ نوجوان نے چونکتے ہوئے کہا

"آپ کو کچھ نہیں ۔۔۔۔ انتہائی اہم اور ایمرجنسی مسئلہ ہے"۔۔۔۔ صفدر نے کہا

"اچھا ۔۔۔ آپ تشریف لے آئیں"۔۔۔۔ نوجوان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر دروازے سے ہٹ گیا۔

صفدر نے بڑے باوقار انداز میں قدم آگے بڑھائے اور دروازہ پار کر گیا۔ نوجوان نے اس کی پشت پر دروازہ بند کیا اور پھر صفدر سے آگے چل پڑا

ایک تنگ سی راہداری تھی جس سے گزر کر وہ ایک دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔ نوجوان نے دروازہ کھولا۔ اندر سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ نوجوان کی رہنمائی میں چلتے ہوئے صفدر اوپر ایک وسیع کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ کمرہ اپنی سجاوٹ کے لحاظ سے ایک [illegible] معلوم ہو رہا تھا۔ کمرے کے کونے میں ایک ادھیڑ عمر میز کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے مختلف رنگوں کی فائلوں کے ڈھیر موجود تھے۔

"باس ۔۔۔ یہ آدمی [illegible] سے ملنے آیا ہے"۔۔۔۔ نوجوان نے مودبانہ لہجے میں ادھیڑ عمر سے مخاطب ہو کر کہا۔

ادھیڑ عمر نے چونک کر صفدر کو دیکھا اور اس کی نظریں اس طرح صفدر پر جم گئیں جیسے صفدر اس کے لئے کوئی [illegible] ہو۔ چند لمحوں بعد اس نے سر جھٹک کر کہا۔

"مسٹر [illegible] بے حد مصروف ہیں ۔۔۔۔ نہیں مل سکتے"۔۔۔۔ ادھیڑ عمر کے لہجے میں شدید

بیزاری کا تاثر نمایاں تھا۔

"میں جیوتش سے آیا ہوں ۔۔۔ ایمرجنسی سٹاپ ہے" ۔۔۔ صفدر نے پُر وقار لہجے میں کہا اور پھر جیب سے ایک کارڈ نکال کر ادھیڑ عمر کے سامنے رکھ دیا۔

ادھیڑ عمر نے چونک کر کارڈ کی طرف دیکھا اور پھر اُسے جھپٹ کر اٹھا لیا۔ وہ چند لمحوں تک غور سے کارڈ کو دیکھتا رہا پھر اس نے کارڈ صفدر کو واپس کرتے ہوئے کہا۔

"آپ تشریف رکھیں ۔۔۔ میں ابھی بات کراتا ہوں" ۔۔۔ اس بار ادھیڑ عمر کے لہجے میں نرمی اور توازن تھا۔

صفدر نے کارڈ جیب میں رکھا اور پھر ایک طرف پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

ادھیڑ عمر نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو میز کا ایک کونا کسی ڈھکن کی طرح اٹھتا چلا گیا۔ ادھیڑ عمر نے اس کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک اور بٹن دبا دیا۔

"یس" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"باس ۔۔۔ حکومت جیوتش کا خصوصی نمائندہ یہاں موجود ہے ۔۔۔ آپ سے ملنا چاہتا ہے" ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم نے اُسے چیک کیا ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا گیا۔

"یس باس ۔۔۔ اس نے مجھے سپیشل کارڈ دکھایا ہے ۔۔۔ ریڈ کارڈ" ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے جواب دیا۔

"اوکے ۔۔۔ اسے میرے پاس بھجوا دو" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ادھیڑ عمر نے ہاتھ باہر نکال کر میز کا ڈھکن بند کر دیا۔

"انہیں باس کے پاس لے جاؤ" ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے قریب کھڑے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

صفدر نوجوان کے پیچھے چلتا ہوا ایک لفٹ کے ذریعے نیچے ایک تہہ خانے میں پہنچ گیا۔ تہہ خانے کے دروازے پر دو مسلح گارڈ موجود تھے۔ انہوں نے صفدر کی باقاعدہ تلاشی لی اور جب اس کے پاس سے کوئی اسلحہ نہ نکلا تو انہوں نے دروازہ کھول کر صفدر کو اندر جانے کی اجازت دے دی۔

صفدر جیسے ہی اندر داخل ہوا وہ چونک پڑا۔ یہ ایک وسیع کمرہ تھا جس میں ہر طرف دیواروں پر سکرینیں فٹ تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی سائنسدان کی لیبارٹری ہو۔ کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک سفید بالوں والا ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کی تیز نظریں صفدر پر جمی ہوئی تھیں۔ میز پر مختلف رنگوں کے کئی ٹیلیفون موجود تھے۔

"مسٹر ٹیلے" ۔۔۔ صفدر نے آگے بڑھ کر کہا۔

"یس مسٹر ۔۔۔" ٹیلے نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑتے ہوئے کہا۔

"ہیرالڈ جانسن" ۔۔۔ صفدر نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

"فرمایئے" ۔۔۔ ٹیلے نے پوچھا۔

"کیا یہ جگہ محفوظ ہے" ۔۔۔ صفدر نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ۔۔۔ آپ بے فکر رہیں" ۔۔۔ ٹیلے نے جواب دیا۔

"مسٹر ٹیلے ۔۔۔ حکومت جیوتش نے مجھے یہاں اس لئے بھیجا ہے کہ میں آپ کی مدد کر سکوں ۔۔۔ میں جیوتش ریڈ آرمی کا نمائندہ ہوں" ۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر اس کی کیا ضرورت تھی ۔۔۔ جبکہ ایل ایس پہلے ہی یہاں کام کر رہی ہے" ۔۔۔ ٹیلے نے قدرے مشکوک لہجے میں کہا۔

"ایل ایس کا دائرہ کار اپنا ہے اور ریڈ آرمی کا اپنا ۔۔۔ ہمیں خفیہ طور پر

"اطلاعات ملی ہیں کہ حکومت پاکستان کے سیکرٹ ایجنٹ اس علاقے میں کام کر رہے ہیں۔ ان کا مقصد پی۔ ایس۔ ایس کی سرگرمیوں سے فائدہ اٹھانا ہے ـــــ وہ کنزرویٹو پارٹی کو آگے لانا چاہتے ہیں" ـــــ صفدر نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ مگر وہ ایسا کس طرح کر سکتے ہیں ـــــ یہ عرب ریاستوں میں اکثریت ہماری پارٹی کی ہے ـــــ کنزرویٹو پارٹی تو بے حد غیر اہم پارٹی ہے" ـــــ شیخ نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"مسٹر شیخ ـــــ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر آپ کو لیبر پارٹی سے ہٹا دیا جائے تو لیبر پارٹی کے پاس ایسا کوئی لیڈر نہیں رہتا جو آگے آ سکے۔ اس کے بعد یقیناً عوام کنزرویٹو پارٹی کے سربراہ کا ہی حق تسلیم کریں گے" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"ہاں ـــــ ایسا تو ہے" ـــــ شیخ نے فوراً جواب دیا۔

"تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کا یہ مشن ہے کہ آپ کے مقابلے پر پی ایس ایس اپنا کام کرے وہ آپ کو اس وقت راستے سے ہٹا دے ـــــ جیسا آپ سوچ سکتے ہیں" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"ہاں ـــــ ایسا تو ہو سکتا ہے مگر وہ مجھے کیسے راستے سے ہٹائیں گے ـــــ میں تو خاموش اس وقت ہوں گا جب میں نے حلف لیا ہے" ـــــ شیخ نے کہا

"ہونے کو سب کچھ ہو سکتا ہے ـــــ بہرحال مجھے یہ ہدایات ملی ہیں کہ میں اس وقت تک آپ کے ساتھ رہوں اور آپ کی حفاظت کروں جب تک مشن مکمل نہ ہو جائے" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"عجیب سی بات ہے ـــــ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ میں براہ راست تمہارے پرائم منسٹر سے بات کر لوں" ـــــ شیخ نے کہا۔ وہ شاید ابھی تک صفدر کی طرف سے مشکوک معلوم ہو رہا تھا۔

"وہ آپ بے شک بات کر لیں ـــــ مگر پرائم منسٹر صاحب تو صرف چیف سے بات کرتے ہیں، یہ ان کا کام ہے" ـــــ صفدر نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

بہرحال اس سے پہلے کہ شیخ کوئی جواب دیتا، میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ شیخ چونک پڑا۔ اس نے پھرتی سے رسیور اٹھا لیا

"یس ـــــ پی ایس ایس بات کرنا چاہتے ہیں" ـــــ دوسری طرف سے اسی آدمی کی آواز سنائی دی جس نے صفدر کو یہاں بھجوایا تھا۔

"اوہ ـــــ بات کرائیں" ـــــ شیخ نے کہا اور پھر جیسے ہی اس کے کانوں میں کھٹک کی آواز ابھری اس نے باوقار لہجے میں کہا

"یس ـــــ شیخ سپیکنگ"

"چیف آف پی ایس ایس سپیکنگ" ـــــ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"اوہ ـــــ کیا بات ہے" ـــــ شیخ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا

"مسٹر شیخ ـــــ کل آپ ذرا وزارت سنبھالنے کے لیے تیار رہیں" ـــــ چیف کی آواز سنائی دی۔

"کیا ـــــ کیا مطلب ـــــ میں سمجھا نہیں ـــــ ایسا کیسے ہو سکتا ہے اتنی جلدی" ـــــ شیخ نے انتہائی حیرت سے بھرے لہجے میں کہا

"یس مسٹر شیخ ـــــ آج رات تک آپریشن مکمل ہو جائے گا" ـــــ چیف کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے جناب ـــــ میں تیار ہوں" ـــــ شیخ نے مسکراتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اب وہ اپنے آپ کو سنبھال چکا تھا۔

"او کے ـــــ ٹھیک ہے ـــــ آپ اپنی پارٹی کو مکمل ہدایات دے دیں" ـــــ چیف پی

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ٹمے نے بھی ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"ای ایس ایس نے بھی کمال کر دیا ——— میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ اس قدر جلد فائنل آپریشن مکمل کر لیں گے" ——— ٹمے نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے چہرے پر کچھ عجیب سے تاثرات تھے۔ ایسے تاثرات جیسے کسی بھوکے کو معلوم ہو جائے کہ جیسے اسے کثیر دولت ملنے والی ہو۔

"ہاں! ——— بشرطیکہ فائنل آپریشن مکمل ہو جائے" ——— صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— تم کیا کہنا چاہتے ہو" ——— ٹمے صفدر کی بات سن کر چونک پڑا۔

"ہم لوگ حقیقت پسند ہوتے ہیں مسٹر ٹمے ——— فائنل آپریشن بہت بڑا معرکہ ہے ——— مجھے شک ہے کہ ای ایس ایس اس معرکے کو اتنی جلدی نمٹا سکے" ——— صفدر نے اسی طرح اطمینان سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر تمہاری حکومت نے انہیں اس اہم مشن پر کیوں بھیجا ہے ——— ؟" ٹمے نے کہا۔

"یہ حکومت کی مرضی پر منحصر ہے ——— میں نے ذاتی رائے دی ہے" ——— صفدر نے جواب دیا۔

"اور اگر یہ مشن ناکام ہو گیا تو پھر ہم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے ——— وہ لوگ پورے ملک کو تلپٹ کر کے رکھ دیں گے اور چونکہ اس وقت میری پارٹی نے ملک میں آگ لگا رکھی ہے اس لئے تمام ذمہ داری میری پارٹی پر ہی آئے گی" ——— ٹمے نے بے چینی سے کہا۔ وہ بار بار اپنے ہاتھ مل رہا تھا۔

صفدر خاموش بیٹھا رہا۔ چند لمحوں بعد اچانک ٹمے نے چونک کر صفدر کی طرف دیکھا۔ جیسے اسے کوئی خیال آگیا ہو۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ریڈ آرمی خفیہ طور پر ای ایس ایس کی مدد کرے اور اگر وہ ناکام ہونے لگے تو وہ اسے کامیابی میں بدل دے" ——— ٹمے نے کہا۔

"ہو تو سکتا ہے مگر مسئلہ یہ ہے کہ اس ملک میں ریڈ آرمی کا میرے علاوہ اور کوئی فرد موجود نہیں ہے ——— دوسری بات یہ کہ وقت بے حد مختصر ہے ——— اگر تو کچھ وقت ہو تو شاید میں چیف کو اس بات پر راضی کر سکوں" ——— صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— اس سے بہتر وقت نہیں مل سکتا ——— پریذیڈنٹ ہاؤس میں ٹاپ پارٹی میٹنگ جاری ہے۔ پھر شاید یہ سب لوگ یوں اکٹھے نہ ہو سکیں اس لئے اس کام کو آج رات پورا ہونا چاہئے" ——— ٹمے نے جواب دیا۔

"پھر مجبوری ہے ——— پھر خیال ہو سکتا ہے ای ایس ایس کامیاب ہو جائے" صفدر نے دھیمے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم خود ان کی مدد نہیں کر سکتے ——— ؟" ٹمے نے کہا۔ وہ بے حد بے چین معلوم ہو رہا تھا۔

"مگر کیسے ——— میں اکیلا کیسے کام کر سکتا ہوں جبکہ ای ایس ایس والے میرے بارے میں بھی واقف نہیں ہیں" ——— صفدر نے جواب دیا۔

"اگر تم ان سے اپنا تعارف کرا دو" ——— ٹمے نے کچھ کہنے کی کوشش کی۔

"نہیں ——— ایسا نہیں ہو سکتا ——— میں بغیر اجازت اپنے ملک کے وزیر اعظم کو بھی اس حقیقت سے آگاہ نہیں کر سکتا ——— یہ ہمارا اصول ہے" ——— صفدر نے جواب دیا۔

"پھر کوئی ترکیب سوچو ——— تمہاری بات نے مجھے بے چین کر دیا ہے ——— اس مشن

"کہ ہر قیمت پر کامیاب ہونا چاہتے ہو"—— ٹلے نے کہا۔

"ایک صورت ہے"—— صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا"—— ٹلے نے چونک کر پوچھا۔

"وہ یہ کہ تم ایل ایس ایس کی چیف باس کو میرے متعلق یہ کہو کہ میں ذہانت کے کاموں میں بے حد تجربہ کار ہوں۔ اگر وہ مجھے مشن میں اپنے ساتھ رکھ لیں تو میں ان کے بے حد کام آؤں گا اور میری ضمانت تمہیں دینا ہو گی—— اگر ایسا ہو جائے تو یقین کرو مشن ہر قیمت پر کامیاب ہو جائے گا"—— صفدر نے جواب دیا۔

"میرے خیال میں ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے"—— ٹلے نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے تیزی سے میز کی دراز کھول کر ایک ڈبہ باہر نکالا اور اس پر لگی ہوئی ناب کو تیزی سے گھمانے لگا۔ پھر اس نے ایک بٹن دبا دیا تو ڈبے سے زوں زوں کی آوازیں آنے لگیں۔

"ہیلو ہیلو—— ٹی ٹو کالنگ اوور"—— ٹلے بار بار کال کر رہا تھا۔

"یس—— چیف باس اٹنڈنگ اوور"—— دوسری طرف سے چیف باس کی آواز سنائی دی۔

"چیف باس!—— کیا تمہیں یقین ہے کہ مشن ہر حالت میں کامیاب ہو جائے گا اوور" ٹلے نے پوچھا۔

"بالکل ہو گا—— تم بہت جلد خوشخبری سن لو گے اوور"—— چیف باس کے لہجے میں اطمینان تھا۔

"چیف باس!—— میرے پاس ایک ایسا آدمی موجود ہے جو ان کاموں میں بہت اچھی شہرت رکھتا ہے۔ اگر تم پسند کرو تو میں تمہاری امداد کے لئے اسے بھیج دوں۔ اوور" ٹلے نے کہا۔

"نہیں—— ہمیں کسی آدمی کی ضرورت نہیں ہے اوور"—— چیف باس کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"اسے اپنے ساتھ رکھ لو—— ہو سکتا ہے ضرورت پڑ جائے—— تم یقین کرو یہ بے حد کارآمد ثابت ہو گا—— چیف—— یہ میری درخواست ہے اوور"—— ٹلے نے لجاجت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا تم اس کی مکمل ضمانت دیتے ہو اوور"—— چند لمحوں کی خاموشی کے بعد چیف باس کی آواز سنائی دی۔

"بالکل—— بھلا میں کسی ایسے آدمی کو ایسے موقع پر بھیج سکتا ہوں جو مشکوک ہو" ٹلے نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے—— اسے بھیج دو—— پریذیڈنٹ ہاؤس کے قریب فرسکس عمارت کے برآمدے میں ہم اسے وہاں پک اپ کر لیں گے—— کوڈ ناسک آپریشن ہو گا۔ اوور"—— چیف باس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے—— میں اسے ابھی وہاں بھیجتا ہوں۔ اوور"—— ٹلے نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل"—— دوسری طرف سے کہا گیا اور رابطہ ختم ہو گیا۔

ٹلے نے بھی بٹن دبا کر رابطہ ختم کیا اور ڈبے کو دوبارہ میز کی دراز میں رکھتے ہوئے صفدر سے کہا۔

"کام بن گیا—— تم وہاں پہنچ جاؤ—— مشن بہر حال کامیاب ہونا چاہئے——" ٹلے نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں—— اب یقیناً ہو جائے گا"—— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ٹلے نے میز کے کنارے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی کمرے کا دروازہ

کھلا اور ایک مسلح گارڈ نے اندر جھانکا۔

"ان صاحب کو عمارت سے باہر پہنچا دو"۔۔۔ شیلے نے صفدر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور صفدر اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا اس لئے اب وہ جلد از جلد عمران سے رابطہ قائم کر کے تمام صورت حال بتانا چاہتا تھا عمارت سے باہر جاتے ہوئے وہ دل ہی دل میں عمران کی ذہانت پر رشک کر رہا تھا جس نے صورت حال کا صحیح اندازہ لگایا تھا۔ اور صفدر کو سپر پارٹی کے عزائم سے باخبر ہونے کے لئے بھیجا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ حکومت جیورش نے اپنے مشن کے سلسلے میں سپر پارٹی کو ہی آلہ کار بنایا ہو گا۔ اور صفدر دیکھ رہا تھا کہ عمران کا اندازہ سو فیصد درست نکلا تھا۔

پریذیڈنٹ سرکل ایک وسیع و عریض قلعہ نما عمارت تھی۔ اس عمارت کے باہر پریذیڈنٹ سرکل کے چاروں طرف کمرشل عمارتیں موجود تھیں جن میں سے ایک عمارت باقاعدہ اونچی فصیل موجود تھی۔ فصیل کے اوپر بجلی کے ننگے تار لگائے گئے تھے جن بھی ملحق تھی۔ یہ ایک چار منزلہ عمارت تھی جس میں زیادہ تر کمرشل کمپنیوں کے میں ہر وقت طاقتور برقی رو دوڑتی رہتی تھی۔ فصیل پر ہر دس گز کے بعد طاقتور سرچ تھے۔ یہ عمارت پریذیڈنٹ سرکل کے مین گیٹ کے بالکل سامنے واقع تھی۔ اس لائٹیں نصب تھیں جن سے فصیل اور اس کے ارد گرد کا علاقہ بقعہ نور بنا ہوا تھا۔ کے نچلے حصے میں ایک چھوٹا سا ریسٹورنٹ تھا جو تمام رات کھلا رہتا تھا۔ کی عمارت کا ایک ہی مین گیٹ تھا جو فولاد سے بنایا گیا تھا اور اس گیٹ پر چاق و ریسٹورنٹ کے دروازے کے ساتھ ہی سیڑھیاں عمارت کے اوپر جا رہی تھیں۔ نگران چوبند مسلح فوجی پہرہ دے رہے تھے۔ عمارت کے اندر بھی ہر طرف فوجی گشت کر رہے سیڑھیوں کے آغاز میں ایک دروازہ تھا جو رات کو بند کر دیا جاتا تھا اور وہاں ایک

اس عمارت کے اندر ایک مخصوص ہال تھا جو ساؤنڈ پروف اور بم پروف تھا ہال میں داخلے کا ایک ہی دروازہ تھا جس کے باہر ایک جدید ترین کمپیوٹر نصب تھا اندر جانے والا جب اس کمپیوٹر کے سامنے سے گزرتا تو کمپیوٹر اس کے ذہن کو چیک کر کے کھنگال لیتا اور ہال کا دروازہ صرف اسی صورت میں کھل سکتا تھا کہ جب کمپیوٹر اوکے کا بلب جلا دیتا۔

پارٹی میٹنگ کے لئے اس ہال کو اسی لئے چنا گیا تھا کہ یہ ہر لحاظ سے محفوظ تھا۔ حالات کے پیش نظر اس بات کا خدشہ موجود تھا کہ تخریبی عناصر کہیں پارٹی میٹنگ کو درہم برہم کر دیں اور اس طرح پارٹی کے تمام بہترین دماغ ختم ہو جاتے۔ چنانچہ حکومت نے پریذیڈنٹ سرکل کو ترجیح دی تھی۔

اب پارٹی میٹنگ کے لئے اس وقت انتظامات بے حد سخت تھے۔ پارٹی کے اعلیٰ عہدیدار یہاں پہنچ چکے تھے۔ صرف صدر مملکت کا انتظار تھا جو تھوڑی دیر میں پہنچنے والے تھے۔ میٹنگ میں سپر لیگ کی طرف سے ہونے والے مظاہروں کے خلاف کوئی واضح لائحہ عمل طے پانا مقصود تھا۔ اور مسئلہ کی نزاکت کے پیش نظر اس بات کا امکان تھا کہ یہ میٹنگ تمام رات جاری رہتی۔ اس میٹنگ کی تجویز وزیر داخلہ نے پیش کی تھی اور صدر مملکت نے اسے منظور کر لیا تھا۔

چوکیدار تمام رات موجود رہتا تھا۔ اگر کسی کمپنی کے کارکنوں کو کام کرنا ہوتا تو پھر چوکیدار کو اس کی اطلاع دے دی جاتی۔ اور چوکیدار دروازہ کھول دیتا۔ مگر وہ خود وہاں موجود رہتا تھا۔

اس وقت بھی چوکیدار دروازہ بند کر کے اس کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بڑی دلچسپی سے سڑک پار پریذیڈنٹ سرکل کی عمارت کو دیکھ رہا تھا جس میں آج ضرورت سے زیادہ ہی چہل پہل نظر آ رہی تھی۔

ابھی اسے دروازہ بند کر کے بیٹھے ہوئے آدھا گھنٹہ ہی گزرا تھا کہ ایک سیاہ رنگ کی کار عمارت کے دروازے کے سامنے آ کر رکی اور پھر چوکیدار یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ کار میں سے ایک خوبصورت لڑکی باہر نکلی۔ اس نے نیلے رنگ کا سکرٹ پہنا ہوا تھا۔ لڑکی کے بال اور چال ڈھال بے حد سادہ تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی چوکیدار کی طرف بڑھتی چلی آئی۔

"تم چوکیدار ہو——" لڑکی نے بڑے باوقار لہجے میں چوکیدار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی میم——" چوکیدار نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"میں مسز جانسن ہوں—— جانسن اینڈ جوکارو لمیٹڈ کے ڈائریکٹر کی بیوی——" لڑکی نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

چوکیدار یہ بات سن کر کچھ اور مودب ہو گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس عمارت میں سب سے بڑا دفتر جانسن اینڈ جوکارو لمیٹڈ کا ہے اور ڈائریکٹر جانسن کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ سنا گیا تھا کہ وہ صدر مملکت کا کلاس فیلو رہا ہے۔

"یس مسز جانسن—— حکم فرمائیے—— میرے لائق کوئی خدمت——" چوکیدار نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

مسز جانسن نے جیب سے ہاتھ باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا نوٹ موجود تھا۔ اس نے چوکیدار سے کہا۔

"چوکیدار—— مجھے مسٹر جانسن کے دفتر میں جانا ہے—— میں نے ان کے دراز سے ایک ضروری خط نکالنا ہے——" مسز جانسن نے نوٹ چوکیدار کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

چوکیدار کی آنکھیں اتنی بڑی مالیت کا نوٹ دیکھتے ہی پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ یہ نوٹ اس کی ایک ماہ کی تنخواہ سے بھی زیادہ مالیت کا تھا۔ اس نے تیزی سے نوٹ مسز جانسن کے ہاتھ سے لے لیا۔

"مگر مادام—— اگر مسٹر جانسن کو اس کا علم ہو گیا تو——" چوکیدار نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"انہیں نہیں ہو گا بے فکر رہو—— تم میرے ساتھ چلو——" مسز جانسن نے باوقار لہجے میں کہا۔ اور چوکیدار نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے دروازے میں لگے ہوئے مخصوص تالے کو کھولا اور پھر مسز جانسن کے ساتھ آگے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔

جیسے ہی وہ سیڑھیاں چڑھ کر پہلی منزل پر پہنچے برآمدے کے سامنے کمرے کا دروازہ کھلا اور چوکیدار جیسا ہی قد و قامت کا ایک نوجوان باہر آ گیا۔ اس کے جسم پر بالکل ویسا ہی لباس تھا جو چوکیدار نے پہنا ہوا تھا۔ وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا کرسی کی طرف آیا اور پھر دروازے کے قریب رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ جیسے وہ صدیوں سے اس عمارت کی چوکیداری کر رہا ہو۔

جانسن اینڈ جوکارو کا دفتر عمارت کی دوسری منزل پر تھا۔ یہ پوری منزل ہی جانسن اینڈ جوکارو کے استعمال میں تھی۔ جیسے ہی چوکیدار دوسری منزل پر پہنچا اس کے پیچھے آتی لڑکی کا ہاتھ اچانک حرکت میں آیا اور اس کی کھری ہتھیلی بجلی کی سی تیزی سے چوکیدار کی کنپٹی پر پڑی اور چوکیدار "اوہ" کی آواز نکال کر فرش پر گرتا چلا گیا۔ لڑکی

نے بڑی پھرتی سے اُسے سنبھال لیا۔ چوکیدار بے ہوش ہو چکا تھا۔ لڑکی نے بڑے اطمینان سے اُسے فرش پر لٹا دیا۔ اور پھر جیب سے سائلنسر لگا ریوالور نکال کر اس نے اس کی نال فرش پر پڑے بے ہوش چوکیدار کے سینے پر رکھی اور ٹریگر دبا دیا۔ ریوالور سے نکلنے والی گولی چوکیدار کے سینے میں گھستی چلی گئی۔ اور وہ بے چارہ ذرا سا تڑپ کر اس دنیا سے ہی کوچ کر گیا۔ لڑکی نے بڑی پھرتی سے اس کی لاش کو ٹانگ سے پکڑا اور اُسے گھسیٹتی ہوئی نزدیکی ٹوائلٹ کے اندر لیتی چلی گئی۔ ٹوائلٹ میں اس کی لاش پھینک کر اس نے دروازہ بند کیا اور پھر تیزی سے سیڑھیاں اترتی چلی گئی۔ سیڑھیوں کے اختتام پر پہنچ کر اس نے دروازہ کھولا تو باہر کرسی پر بیٹھا ہوا نوجوان اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تم ادھر کا خیال رکھنا۔ میں عمارت کا عقبی دروازہ کھول دیتی ہوں ۔۔۔ ورکرز [illegible] کار سے آئے اور دروازہ بند کر دو اور بغیر خصوصی اجازت کے کسی کو اوپر نہ آنے دینا" ۔۔۔ لڑکی نے تیز لہجے میں نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر باس" ۔۔۔ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ اور لڑکی تیزی سے واپس سیڑھیاں چڑھتی چلی گئی۔

نوجوان نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کیا اور پھر کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جھک کر ڈرائیور سے کچھ کہا اور کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ نوجوان واپس کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

لڑکی واپس دوسری منزل پر پہنچ گئی۔ یہاں ایک طویل راہداری تھی [illegible] راہداری کے آخری کمرے کے دروازے پر پہنچ گئی۔ اس دروازے پر میٹنگ ہال کی [illegible] لگی ہوئی تھی۔ لڑکی نے جیب سے ایک تار نکال کر دروازے کے تالے میں ڈالا اور اُسے چند لمحے مخصوص انداز میں ادھر ادھر گھماتی رہی۔ پھر ایک ہلکی سی کھٹک کی آواز [illegible] ڈال دی اور لڑکی نے تار باہر نکال لیا۔ اب اس نے ہینڈل کو دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ لڑکی اندر داخل ہو گئی۔

یہ ایک خاصا وسیع ہال تھا۔ اس کی شمالی دیوار میں ایک دروازہ موجود تھا۔ لڑکی نے [illegible] کے ذریعے اس کا تالا کھولا اور پھر دروازہ کھول دیا۔ یہاں سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ لڑکی سیڑھیاں اترتی چلی گئی۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک بند دروازہ تھا۔ لڑکی نے [illegible] کے ذریعے اس کا تالا بھی کھول دیا۔ یہ دروازہ ایک بند اور کافی بڑی گلی میں کھلتا تھا۔ دروازے کے باہر وہی سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔

جیسے ہی دروازہ کھلا۔ کار میں سے تین نوجوان لڑکیاں جنہوں نے سیاہ رنگ کے لباس پہنے ہوئے تھے۔ دروازے کے اندر داخل ہو گئیں۔ ہر لڑکی کی کمر پر ایک [illegible] بندھا ہوا تھا۔ وہ سیڑھیاں چڑھتی چلی گئیں۔ ان کے اوپر جاتے ہی کار تیزی سے [illegible] ہوتی ہوئی واپس چلی گئی۔ نیلے سکرٹ والی لڑکی نے اس بار دروازہ بند [illegible] ویسے ہی تالا اس کے پٹ بند کیے اور واپس سیڑھیاں چڑھتی ہوئی ہال میں [illegible] تینوں لڑکیاں میٹنگ ہال میں موجود تھیں۔ انہوں نے کمر سے بندھے [illegible] نیچے اتار کر فرش پر رکھ دیئے تھے۔

"[illegible] انتہائی تیزی اور پھرتی سے کام کرنا ہے ۔۔۔ چیف باس بھی جلد ہی پہنچنے والے ہیں ۔۔۔ میں چاہتی ہوں کہ ان کے آنے سے پہلے ہم کام مکمل [illegible]" ۔۔۔ نیلے سکرٹ والی لڑکی نے تیز لہجے میں ان تینوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"[illegible] باس" ۔۔۔ ان میں سے ایک لڑکی نے کہا اور پھر اس کے اشارے پر ان [illegible] فرش پر پڑے ہوئے تھیلے کھولے اور تھیلوں میں سے ایک عجیب و غریب رائفل [illegible] نکالے اور پھرتی سے انہیں جوڑنے لگیں۔ جب وہ رائفل مکمل ہو گئی تو [illegible] گئی تھی۔ رائفل کی نال بگل نما تھی۔ اور اس کے دستے کے اوپر ایک

چھوٹی سی مشین لگی ہوئی تھی۔

"چلیں باس" ایک لڑکی نے رائفل گلے میں لٹکاتے ہوئے کہا۔ اور پھر نیلے سکرٹ والی لڑکی کے پیچھے چلتی ہوئی وہ تینوں میٹنگ ہال سے باہر نکل آئیں اور راہداری کے دوسرے سرے پر موجود ایک اور کمرے میں داخل ہوئیں۔ اس کمرے میں سامنے والی دیوار پر تین کھڑکیاں موجود تھیں۔ باس نے ان کے پردے ہٹائے اور پھر کھڑکیوں کے پٹ کھول دیئے۔ ان کھڑکیوں میں سے پریذیڈنٹ ہاؤس کی عمارت صاف نظر آ رہی تھی۔

"تمہارا ہدف اس عمارت کا درمیانی ہال ہے۔ اس ہال کی چھت گنبد نما ہے۔ وہ جو درمیان میں نظر آ رہی ہے" باس نے انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا

"بہتر باس" باقی تینوں لڑکیوں نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے رائفلیں اتار کر انہیں کندھے سے لگایا۔ نالی کا ایک سرا انہوں نے کھڑکی سے ٹکایا اور خود گھٹنے ٹیک کر فرش پر بیٹھ گئیں۔

"یس فائر" باس نے آہستہ سے کہا۔

اور پھر ایک لڑکی نے گن کا ٹریگر دبا دیا۔ ٹریگر دبتے ہی نالی کے سرے پر ایک نیلے رنگ کا شعلہ سا چمکا اور بجھ گیا دستے کے اوپر لگی ہوئی مشین میں سے بھی ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز نکلنے لگی اور پوری رائفل یوں لرز رہی تھی جیسے زلزلہ آیا ہوا ہو۔ لڑکی نے اسے بڑی مضبوطی سے سنبھال رکھا تھا۔ چند لمحوں بعد مشین یکدم بند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی رائفل کی لرزش بھی بند ہو گئی۔ لڑکی جس نے یہ رائفل سنبھال رکھی تھی نے ایک طویل سانس لی اور پھر رائفل ہٹا کر کھڑی ہو گئی۔

"یس نمبر ٹو فائر" باس نے دوسری لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا جو رائفل لئے دوسری کھڑکی میں موجود تھی۔ باس کے حکم پر اس نے رائفل کا ٹریگر دبا دیا۔ اس کی نال کے سرے پر بھی نیلے رنگ کا شعلہ سا چمکا اور بجھ گیا۔ اور پھر اس کی رائفل بھی یکدم لرزنے

[illegible] کے حکم پر تیسری لڑکی نے تیسری کھڑکی سے رائفل کا ٹریگر دبا دیا اور چند [illegible] بعد وہ بھی ساکت ہو گئی

"[illegible] کام ہو گیا" باس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور [illegible] سے کھڑکیاں دوبارہ بند کر دیں۔

[illegible] باس نے کہا اور پھر وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتی واپس میٹنگ ہال

[illegible] ہال میں پہنچتے ہی وہ سب ٹھٹھک گئیں۔ میٹنگ ہال میں چار اور لڑکیاں بھی [illegible] سب نے بھی سیاہ رنگ کے چست لباس پہنے ہوئے تھے۔ ان میں [illegible] نے چہرے پر نقاب لگا رکھا تھا۔

"[illegible]" نقاب پوش لڑکی نے آنے والیوں سے پوچھا۔

"[illegible] باس" نیلے سکرٹ والی لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"[illegible] اب دوسرے مرحلے کی تیاری کرتی ہوں" چیف باس [illegible] نے قریب کھڑی سیاہ پوش لڑکی کو اشارہ کیا۔ اس لڑکی نے ہاتھ میں [illegible] ایک چھوٹا سا مشین تھی جس پر دو بٹن لگے ہوئے تھے [illegible] مشین کے قریب لگا ہوا ایک ایریل بلند کر کے اسے ایک کھڑکی سے باہر نکال [illegible] بٹن دبا دیا۔ مشین پر کسی شہر کا نقشہ ابھر آیا جس پر سرخ رنگ سے [illegible] تھے۔ چیف باس نے تیزی سے مشین کے ساتھ لگا ہوا ایک چھوٹا سا [illegible] نقشے کے انتہائی مغربی جانب سے روشنی کا نقطہ تیزی سے حرکت [illegible] کرنے لگا۔ چیف باس نے ہینڈل نیچے کر دیا گئی اور روشن نقطہ اوپر [illegible] پھر روشن نقطے کو ایک جگہ روک کر چیف باس نے ہینڈل کو دائیں طرف

[illegible] کی آواز سنائی دی۔

کھسکایا تو روشن نقطہ دائیں طرف ہٹتا چلا گیا۔ چیف باس اسی طرف روشن نقطے کو [illegible] ٹھیک ہو گا۔۔۔ تم جلد ہی خوشخبری سن لو گے اوور۔۔۔ چیف باس نے مطمئن
نیچے دائیں بائیں کھسکاتی ہوئی آخر کار نمبر ۱۳ کے ہندسے پر پہنچ گئی۔ اس نے مینڈل [illegible] جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ کھوج کی حتمی کامیابی پر بے چین ہو رہا تھا۔ اس بے چینی
ہندسے نمبر ۱۳ کی اطراف کی حدود کے گرد اس روشن نقطے کو گھمایا اور پھر اس روشن [illegible] اس نے کال کی ہے۔

کو جیسے ہی حدود کے درمیان میں پہنچایا اس نے مشین کا سوئچ آف کر دیا۔ اس کے [illegible] چیف باس۔۔۔ میرے پاس ایک ایسا آدمی موجود ہے جو ان کاموں میں [illegible] آدمی
ہی روشن نقطہ اور نقشہ غائب ہو گیا۔ چیف باس نے بڑی اطمینان سے [illegible] سکتا ہے۔ اگر آپ کہو تو میں تمہاری امداد کے لئے اسے بھیج دوں اوور۔۔۔
میز پر رکھ دیا۔ [illegible] مسٹر شیطے کی آواز سنائی دی۔

پریذیڈنٹ ہرکولیس کو فون کر دیا گیا ہے۔۔۔ اب تیسرا [illegible]۔۔۔ نہیں کسی آدمی کی ضرورت نہیں ہے اوور۔۔۔ چیف باس نے مسٹر شیطے کی
اس مرتبہ [illegible] کی آواز دوبارہ سنائی دی [illegible] چیف باس نے [illegible] فیصلہ کیا کہ وہ انہیں [illegible] سمجھتا ہے۔
[illegible] دیکھتے ہوئے کہا۔

آپ اپنے آدمی [illegible] دینے کے لئے تیار ہیں۔۔۔ سب لڑکیوں [illegible] اپنے ساتھ رکھ لو۔ ہو سکتا ہے ضرورت پڑ جائے۔۔۔ تم یقین کرو کہ
[illegible] جواب دیا۔ [illegible] چیف باس کی آنکھیں مسرت سے چمکنے لگیں۔ مگر اس سے [illegible] ثابت ہو گا۔۔۔ چلئے۔ یہ میری درخواست ہے اوور۔۔۔ دوسری
طرف سے کچھ کہتی۔ اچانک اس کی کلائی پر بندھی گھڑی [illegible] لگنے لگیں۔ اس نے چونک کر [illegible] مسٹر شیطے کی بے چین آواز سنائی دی۔
کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھا [illegible] سرخ رنگ کا نقطہ چمک [illegible] چیف باس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔ مسٹر شیطے ان کا خاص آدمی تھا
اس وقت کس کی کال ہو سکتی ہے۔۔۔ چیف باس نے حیرت آمیز [illegible] کہ وہ کوئی غلط آدمی نہیں بھیج سکتے اور اگر یہی آدمی کوشش کے آخری
بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے گھڑی کا [illegible] ٹوٹ گیا ہے۔ اس طرح لیڈر سیکرٹ سروس کے کارکن کی جان
ہی ڈائل پر چمکنے والا سرخ رنگ کا ہندسہ [illegible] رنگ میں تبدیل ہو گیا [illegible] چیف باس کی نظروں میں شیطے کے آدمی سے زیادہ قیمتی تھی۔

دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ [illegible] کی شکل شناخت دیتے ہو۔ اوور۔۔۔ ہم چیف باس نے کہا۔

ہیلو ہیلو۔۔۔ شیطے کالنگ اوور۔

[illegible] بھلا میں کسی ایسے آدمی کو ایسے موقع پر بھیج سکتا ہوں جو مشکوک ہو۔

یس۔۔۔ چیف باس سپیکنگ اوور۔۔۔ چیف باس نے حیرت بھرے لہجے میں [illegible] شیطے نے جواب دیا۔

کیونکہ اس وقت لیبر پارٹی کے صدر مسٹر شیطے کی کال حیرت انگیز تھی۔ [illegible] نے بھیج دو۔۔۔ پریذیڈنٹ ہرکولیس کے قریب ہر ممکن حفاظت کے بر آمدے

چیف باس [illegible] کیا تمہیں یقین ہے کہ دشمن ہر حالت میں کامیاب ہو جائیگا [illegible] چیک اپ کر لیں گے۔۔۔ گڈ نائٹ آپریشن ہو گا اوور۔۔۔ چیف باس

نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے — میں نے ابھی وہاں بھیجتا ہوں۔ اوور —" مجھے کا مسرت بھرا جواب …

سنائی دیا۔

"اوور اینڈ آل —" چیف باس نے کہا اور وہ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"تیسرے مرحلے کا مسئلہ بھی حل ہو گیا — ہم مجھے کے آدمی کو پارہ پارہ بنا دیں گے —" …

چیف باس نے کہا اور ہیکسوں نے اطمینان سے سر ہلا دیا۔

"اینڈریا — تم نیچے جا کر دروازے کی آڑ میں رک جاؤ اور اس آدمی کو چیک کر …

اور ہاں — پوری طرح سے اطمینان کر لینا کہ وہ اکیلا ہو —" چیف باس نے …

قریب کھڑی اینڈریا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوکے باس —" اینڈریا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی …

سے باہر نکلتی چلی گئی۔

عمران نے آگے بڑھ کر فلیٹ کے دروازے پر دستک دی۔ ٹائیگر اس کے …

پیچھے کھڑا ہوا تھا۔

"کون ہے —؟" اندر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ایل ایس ایف —" عمران نے نسوانی آواز میں جواب دیا۔

دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر شب خوابی کے لباس میں ایک خوبصورت …

… رہی تھی۔

دروازہ کھلتے ہی عمران نے ایک جھٹکے سے لڑکی کو دھکا دیا اور لڑکی اچھل کر فرش … ہوئے قالین پر پشت کے بل گر پڑی۔ لڑکی نے پھرتی سے اٹھنے کی کوشش کی مگر … بڑی وحشت کے عالم میں پوری قوت سے اس کے جبڑے پر بوٹ کی ٹھوکر ماری … لڑکی کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ اس دوران ٹائیگر دروازہ بند کر چکا تھا۔

"کھڑی ہو جاؤ —" عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اس نے جیب سے ایک باریک … نکال لیا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید وحشت طاری تھی۔ ظاہر ہے اس کی آنکھیں … کی عکاسی کر رہی تھیں۔

"کک — کون ہو تم —؟" لڑکی نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ عمران کے چہرے … ہوئی وحشت اور درندگی سے وہ خاصی خوفزدہ معلوم ہو رہی تھی۔

"وزیر داخلہ کہاں ہے —؟" عمران نے پہلے سے زیادہ غراہٹ بھرے لہجے میں … رہا تھا جیسے عمران کی بجائے کوئی زخمی چیتا غرا رہا ہو۔

"تو — تو تم وزیر داخلہ کا معلوم کرنے آئے ہو —" لڑکی کے چہرے پر یکلخت … ہوائیاں سی اچھلنے لگیں۔

"ہاں — جلدی بتاؤ وہ کہاں چھپا ہوا ہے —؟" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"وہ اس وقت پریذیڈنٹ ہاؤس میں موجود ہے جہاں ٹاپ پارٹی میٹنگ ہو رہی ہے" … نے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"میٹنگ سے واپس کب آئے گا —؟" عمران نے پوچھا۔

"معلوم نہیں — ویسے اس کا خیال تھا کہ میٹنگ ساری رات جاری رہے گی —" … نے جواب دیا۔ گھبراہٹ کی شدت میں اس نے یہی سمجھا کہ آنے والوں کا تعلق اسرائیلی … سے ہے اور وہ وزیر داخلہ کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔

"ہوں ۔۔۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ تم سچ بول رہی ہو ۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اسی قوطے سے برآمد ہو جائے اور ۔۔۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں سچ بول رہی ہوں ۔۔۔ کیا تمہارا تعلق لیبر پارٹی سے ہے ۔۔۔؟" لڑکی نے اچانک پوچھا۔

"کیوں ۔۔۔ تم کیوں پوچھ رہی ہو ۔۔۔؟" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے کہ اگر تم لیبر پارٹی سے تعلق رکھتے ہو تو تم یقیناً وزیر داخلہ کو قتل کرنے کے لئے آئے ہو گے" ۔۔۔ لڑکی نے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو پھر ۔۔۔؟" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تمہیں فکر نہیں کرنی چاہئے ۔۔۔ صرف صبح کا انتظار کرو ۔۔۔ وزیر داخلہ کو کیا ساری پارٹی ختم ہو جائے گی" ۔۔۔ لڑکی نے فاتحانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ" ۔۔۔ عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"اور صبح تمہاری پارٹی برسر اقتدار ہو گی" ۔۔۔ لڑکی نے مزید فاتحانہ انداز میں کہا۔

"مگر کیا یہ سب کچھ ایل ایس ایس کرے گی ۔۔۔؟" عمران نے اچانک پوچھا۔

عمران کی بات سن کر لڑکی اچھل پڑی۔ اب تک اس کے ذہن میں یہ بات نہیں آئی تھی کہ دروازہ کھلنے سے پہلے عمران نے ایل ایس ایس کا کوڈ دہرایا تھا۔

"تت ۔ تم ۔ تم ۔۔۔" لڑکی نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا رنگ زرد پڑ چکا تھا کیونکہ جوش میں وہ ایک بہت بڑا راز بتا چکی تھی۔

"جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو" ۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتی یہ ایل ایس ایس کیا ہوتا ہے" ۔۔۔ لڑکی نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"لڑکی ۔۔۔ تم مجھے دھوکہ نہیں دے سکتی ۔۔۔ تم نے ایل ایس ایس کا کوڈ سن کر دروازہ کھولا تھا اس لئے اب تم اس سے نہیں مکر سکتی" ۔۔۔ عمران نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتی" ۔۔۔ لڑکی نے کہا اور پھر اچانک اس نے عمران پر حملہ کر دیا مگر عمران پہلے سے چوکنا تھا۔ اس نے ایک اپنی جگہ سے ہٹ کر اس کا وار ناکام کر دیا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا اور لڑکی کی گردن پر خنجر کی خراش ابھرتی چلی گئی۔ لڑکی کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی۔

لڑکی تیزی سے مڑی مگر اسی لمحے عمران نے فیصلہ کر لیا کہ اب مزید وقت ضائع کرنا فضول ہے۔ لڑکی سے اب کچھ اگلوانا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ اس لئے جیسے ہی لڑکی مڑی عمران نے پوری قوت سے خنجر اس کے سینے میں پیوست کر دیا اور لڑکی ایک جھٹکے سے فرش پر گرتی چلی گئی۔ اس کا جسم چند لمحوں کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔

عمران بڑے اطمینان سے ڈریسنگ کی طرف مڑا جو دروازے کے قریب خاموش کھڑا تھا مگر دوسرے لمحے چونک پڑا۔ اس کے ہاتھ میں موجود گھڑی سے ہلکی ہلکی ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگی تھیں۔ عمران نے چونک کر گھڑی کی طرف دیکھا اور پھر اس کے ونڈ بٹن کو مخصوص انداز میں دو بار کھینچ کر بند کیا۔ اس کے ساتھ ہی گھڑی کے ڈائل پر بارہ کا ہندسہ چمک اٹھا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ صفدر سپیکنگ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"یس ۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ فرام دس اینڈ اوور" ۔۔۔ عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ کا اندازہ درست رہا ۔۔۔ لیبر پارٹی پوری طرح حرکت میں ہے اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"فضولیات نہیں صفدر ۔۔۔ اس وقت ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اوور" ۔۔۔ عمران نے

سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ سوری" ——— صفدر نے جواب دیا اور پھر اس نے مختصر لفظوں میں شے سے نے اور پھر ایل۔ایس۔ایس کے مشن میں شمولیت کی تفصیل بتادی۔

"ویری گڈ صفدر ویری گڈ ——— یہ بہت بڑی کامیابی ہے ——— تم ایسا کرو کہ فوراً کلب پہنچ جاؤ۔ میں وہیں آرہا ہوں اوور" ——— عمران نے کہا۔

"میں کلب سے ہی بول رہا ہوں اوور" ——— صفدر نے کہا۔

"اوکے ——— میں آرہا ہوں ——— اوور اینڈ آل" ——— عمران نے کہا اور بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"آؤ ڈائیگر ——— ہماری ایک بہت بڑی مشکل حل ہو گئی ہے ——— میں ایل ایس ایس کا مشن تو سمجھ گیا تھا کہ وہ برسر اقتدار پارٹی کو ختم کرنا چاہتی ہے مگر مسئلہ یہ تھا کہ وہ اس کے لئے کیا طریقہ اختیار کرتے ہیں جبکہ حکومتی پارٹی کی طرف سے ہمیں کوئی اطلاع نہیں مل رہی۔ اب صفدر نے یہ مسئلہ بھی حل کر دیا ہے" ——— عمران نے فلیٹ کی سیڑھیاں اترتے ہوئے ڈائیگر سے کہا۔ اور ڈائیگر نے سر ہلا دیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ان کی کار کلب میں داخل ہو رہی تھی۔

"صفدر ——— کیا تم نے یہ سب بھی چیف باس کو بتایا تھا" ——— ؟ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں ——— صرف ایک آدمی کہا تھا" ——— صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— اب تمہاری جگہ میں خود جاؤں گا" ——— عمران نے کہا اور پھر میز کی دراز سے بی۔ ٹائیو ٹرانسمیٹر نکالا اور فریکوئنسی سیٹ کر کے اس کا بٹن آن کر دیا۔ چند لمحوں میں رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو ——— پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ اوور" ——— عمران نے کہا۔

"یس ——— کیپٹن شکیل سپیکنگ اوور" ——— دوسری طرف سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"کیپٹن ——— کیا تمام ساتھی موجود ہیں اوور" ——— ؟ عمران نے پوچھا۔

"ہاں ——— صفدر کے علاوہ باقی سب موجود ہیں اوور" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسا کرو ——— تم سب مسلح ہو کر پریذیڈنٹ ہاؤس کے قریب واقع عمارت نمبر سکس کو گھیر لو ——— سامنے آنے کی ضرورت نہیں ہے ——— صفدر بھی تمہیں وہیں مل جائے گا ——— میری عدم موجودگی میں صفدر تم سب کو کنٹرول کرے گا اوور" ——— عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب اوور" ——— کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"گھیرا انتہائی خفیہ ہونا چاہئے ——— عمارت میں موجود کسی شخص کو اس کا شک نہیں پڑنا چاہئے ——— اوور اینڈ آل" ——— عمران نے کہا اور بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"صفدر ——— تم فوراً عمارت کے قریب اپنے ساتھیوں سے جا کر ملو ——— اپنی گھڑی کا ٹرانسمیٹر آن رکھنا۔ میں بھی عمارت میں جا کر اسے آن رکھوں گا۔ اس طرح میرے ساتھ ہونے والی تمام گفتگو تم سن سکو گے ——— مجھے جب بھی تمہیں ہدایات دینی ہوں گی میں تمہیں عبارتی کوڈ اصطلاحات دوں گا اور میری ہدایات پر تم اور تمہارے ساتھیوں نے فوری کام کرنا ہو گا" ——— عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ——— ایسا ہی ہو گا" ——— صفدر نے اطمینان سے جواب دیا اور پھر مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ڈائیگر ——— تمہارے پاس خاص آدمی کتنے ہیں" ——— ؟ عمران نے ڈائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ۔۔۔ ڈائیگر نے جواب دیا۔

"تو اس سے جاکر یہ پیغام دو کہ وہ خفیہ طور پر مجھ سے ملے ۔۔۔ اپنا واچ ٹرانسمیٹر آن رکھنا ۔۔۔ تمہیں کسی بھی وقت کوئی ہدایت دے سکتا ہوں ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ ڈائیگر نے جواب دیا۔

"مگر میری ہدایت کے بغیر کوئی حرکت نہیں ہونی چاہیے ۔۔۔ ہر کام ہدایت کے مطابق ہونا چاہیے ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ایسا ہی ہوگا ۔۔۔ آپ بے فکر رہیں ۔۔۔ ڈائیگر نے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر عمران سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

ایک ٹیکسی خوبصورت عمارت کے برآمدے کے سامنے رکی اور پھر ایک نوجوان اس میں سے اتر کر برآمدے کی طرف بڑھا۔ ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ سیڑھیوں کے دروازے کے قریب کرسی پر بیٹھا ہوا چوکیدار اور دروازے کے پیچھے کھڑا ہوا ایشیائی چوکنا ہو گئے۔

نوجوان ظاہر ہے عمران تھا۔ تیز تیز قدم اٹھاتا چوکیدار کے قریب آیا۔

"ہیلو ۔۔۔ عمران نے چوکیدار کے قریب رکتے ہوئے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"کیا مسٹر ٹلے سے ملاقات ہو سکتی ہے ۔۔۔؟ عمران نے سرسری سے لہجے میں کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ چوکیدار کچھ کہتا۔ سیڑھیوں کا دروازہ کھلا اور ایشیا باہر آ گئی۔ مسٹر ٹلے کا حوالہ اس بات کی دلیل تھی کہ آنے والا نوجوان وہی ہے جس کا وہ انتظار کر رہے تھے۔

"آپ مسٹر ٹلے سے کیوں ملنا چاہتے ہیں ۔۔۔؟ ایشیا نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ مگر عمران چونکہ کعب سے نیا میک اپ کر کے چلا تھا اس لیے وہ اسے پہچان نہ سکی البتہ عمران نے ایشیا کو اچھی طرح پہچان لیا تھا۔

"چوکس ڈائریکشن کیجئے ۔۔۔ عمران نے دبے لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔ مگر تم یہاں کیسے آ گئے ۔۔۔؟ ایشیا نے چونک کر پوچھا کیونکہ وہ پوری طرح تسلی کر لینا چاہتی تھی۔

"مجھے مسٹر ٹلے نے بھیجا ہے ۔۔۔ چیف باس کے پاس ۔۔۔ عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے ۔۔۔ میرے ساتھ آؤ ۔۔۔ ایشیا نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر سیڑھیاں چڑھتی چلی گئی۔

چند لمحوں بعد عمران اس ہال میں موجود تھا جس میں ایشیا کے علاوہ سات لڑکیاں موجود تھیں۔ ان میں سے صرف ایک کا لباس نیلا تھا۔ باقی لڑکیوں نے سیاہ رنگ کا چست لباس پہنا ہوا تھا۔ ہال کے درمیان میں موجود میز پر ایک چھوٹی سی مشین پڑی ہوئی تھی اور اس کے سامنے ایک لڑکی کھڑی تھی جس نے منہ پر نقاب پہن رکھا تھا۔ تمام لڑکیوں کی نظریں اس مشین پر جمی ہوئی تھیں۔

"کیا اس کے متعلق اطمینان ہو گیا ہے ۔۔۔؟ نقاب پوش لڑکی نے ایشیا سے پوچھا

"یس چیف باس ۔۔۔ یہ وہی آدمی ہے جسے مسٹر ٹلے نے بھیجا ہے ۔۔۔ ایشیا نے جواب دیا۔

"تمہارا نام کیا ہے ۔۔۔؟ چیف باس نے کہا۔

"پال جانسن ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"کیا تم خطرناک کام کر سکتے ہو ۔۔۔؟ چیف باس نے پوچھا۔

"میری تمام زندگی خطرناک کاموں میں ہی گزری ہے" ـــــ عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک ایسا کام، جس میں تمہاری جان بھی جا سکتی ہے" ـــــ چیف باس نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے کبھی اپنی جان کی پرواہ نہیں رہی ـــــ مسٹر شیڈو کے مجھ پر بے شمار احسانات ہیں۔ اس لئے اگر مسٹر شیڈو کے کام کی خاطر میری جان بھی چلی جائے تو مجھے پرواہ نہیں" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"خوب! تو سنو بال یاشی ـــــ تم نے مسٹر شیڈو کے لئے ایک اہم کام کرنا ہے۔ ہم تمہیں ایک مخصوص قسم کا پستول دیں گے۔ تم نے اس پستول سمیت کسی بھی طرح سے پریذیڈنٹ سرکل میں داخل ہونا ہے۔ چاہے جیسے بھی ہو سکے جاؤ ـــــ پریذیڈنٹ سرکل کے اندر جا کر تم نے اس پستول سے ہوا میں ایک فائر کرنا ہے۔ اور بس تمہارا کام ختم" ـــــ چیف باس نے کہا۔

"مگر یہ کام میرے شایان شان نہیں۔ مجھے تو کوئی ایسا کام دو جس سے میں پورے پریذیڈنٹ سرکل کو ہی اڑا دوں" ـــــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا جیسے اسے مایوسی ہوئی ہو۔

"یہ بھی کچھ ایسا ہی کام ہے ـــــ مگر مختلف نوعیت کا ہو سکتا ہے ـــــ نتیجہ وہی نکلے گا جو تم کہہ رہے ہو" ـــــ چیف باس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر کیسے ـــــ ایک ہوائی فائر کرنے سے وہ نتیجہ کیسے نکل سکتا ہے ـــــ میرا خیال ہے کہ مسٹر شیڈو نے مجھے صحیح طور پر سمجھا ہے" ـــــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم اس بات کو نہیں سمجھ سکتے ـــــ بہرحال جیسے میں کہہ رہی ہوں ویسا ہی کرنا پڑے گا" ـــــ چیف باس نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

"معاف کیجئے گا ـــــ جب تک آپ مجھے مطمئن نہیں کریں گی کہ کام میرے شایان شان ہے میں یہ کام نہیں کروں گا ـــــ یہ میری فطرت ہے" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"نہیں ـــــ تمہیں اس سلسلے میں تفصیل نہیں بتائی جا سکتی" ـــــ چیف باس نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"تو پھر مجھے واپس جانے کی اجازت دیجئے ـــــ میں مسٹر شیڈو سے کہہ دوں گا کہ کام میرے مطلب کا نہیں" ـــــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــــ یہاں آ کر تم واپس نہیں جا سکتے ـــــ میں آخری بار پوچھ رہی ہوں کہ تم کام کرو گے یا نہیں؟" ـــــ چیف باس نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"جب تک مجھے کام کی تفصیل معلوم نہیں ہو گی۔ میں کام نہیں کروں گا ـــــ چاہے مجھے گولی کیوں نہ مار دو" ـــــ عمران نے بھی سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

چیف باس چند لمحے خاموش رہی۔ پھر اس نے سوچا کہ اگر اسے مختصر لفظوں میں بتا بھی دیا جائے تو کیا حرج ہے ـــــ بہرحال وہ مسٹر شیڈو کا خاص آدمی ہے اور باتوں سے ضدی لگتا ہے۔ اس لئے چیف باس کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ ہر قیمت پر پریذیڈنٹ سرکل میں داخل ہو جائے گا۔

"سنو ـــــ جب تم فائر کرو گے تو پریذیڈنٹ سرکل کا میٹنگ ہال بھک سے اڑ جائے گا اور یہی ہمارا مقصد ہے" ـــــ چیف باس نے کہا۔

"مگر کیسے ـــــ ایک معمولی سے فائر سے ایسے کیسے ہو سکتا ہے" ـــــ عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"ہم نے ایک مخصوص گیس اس ہال کے ارد گرد پھیلا دی ہے ـــــ اس مخصوص پستول سے فائر ہوتے ہی وہ گیس جل پڑے گی اور میٹنگ ہال کے پرخچے اڑ جائیں گے" ـــــ چیف باس نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ جب تک اس مقصد میں پستول سے فائر نہ کیا جائے۔ کام نہیں ہو سکے گا" ـــــ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔ اسی لئے تو تمہیں بھیجا جا رہا ہے" ـــــ چیف باس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ لاؤ وہ پستول ـــ میں کام کے لئے تیار ہوں" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

چیف باس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا اور چپٹا سا پستول نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

عمران نے ایک لمحے لئے پستول کو بغور دیکھا اور پھر اسے جیب میں ڈالتے ہوئے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر وہ اچانک رکا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں سائلنسر لگا ریوالور چمک رہا تھا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ ـــ خبردار اگر کسی نے حرکت کی" ـــــ عمران نے اچانک غراتے ہوئے کہا۔

اور پھر دوسرے لمحے عمران کے ریوالور سے دو شعلے نکلے اور ہال میں دو چیخیں گونج اٹھیں دو لڑکیوں نے جیبوں سے مشین گنیں نکالنا چاہی تھیں۔ وہ دونوں ڈھیر ہو گئی تھیں۔ باقی لڑکیوں نے اپنے ہاتھ اوپر کر لئے تھے۔ ان سب کے چہروں پر گھبراہٹ طاری تھی

"تو تمہاری اصلیت سامنے آ گئی ـــ مجھے پہلے ہی تم پر شبہ تھا ـــ تمہارے بات کرنے کا انداز بتا رہا تھا کہ تم صحیح آدمی نہیں ہو ـــ اسی لئے میں نے سوچا کہ پہلے تمہیں چیک کر لوں۔"

چیف باس نے جو میز کے قریب کھڑی تھی۔ بڑے اطمینان سے کہا۔

"مسٹر عقل کے لئے ایشیا میں صحیح آدمی ثابت نہیں ہوں گا ـــ مگر تمہارے لئے میں واقعی صحیح آدمی ہوں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے اپنی اصلی آواز میں کہا۔ اور اس بار چیف باس بُری طرح چونک پڑی۔

"او ـــ تو تم عمران ہو ـــ پاکیشیا کے جاسوس" ـــــ چیف باس نے کہا۔

"ہاں جانم ـــ پاکیشیا کا جاسوس اور تمہارا غلام ـــــ تم سے ملنے کو دل میں تو میں نے [illegible] ایکسٹو کی [illegible] واپس [illegible] مگر اب میں اس پیشکش کو پھر آگے بڑھاتا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران نے یہ فقرے جان بوجھ کر کہے تھے کیونکہ اس طرح اس نے صفدر کو [illegible] کوڈ میں ہدایت دے دی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ سیکرٹ سروس چند لمحوں میں پہنچ جائے گی۔

"تمہاری کامیابی پر بے حد خوشی ہے ـــ مگر تم نہیں جانتے کہ تم اس وقت کس پوزیشن میں ہو ـــ میرا معمولی سا اشارہ پورے پینٹ ہاؤس کو اڑا دے گا اور تم جانتے ہو [illegible] کیا ہو گا" ـــــ چیف باس نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تم نے ذرا جلدی سے [illegible] گفتگو شروع کر دی ـــ لا یعنی اور فضول ـــ مگر [illegible] یاد رکھنا۔ اگر تم نے معمولی سی بھی حرکت کی تو گولی ٹھیک دل پر پڑے گی ـــ" [illegible] نے کہا۔

[illegible] کے بھاری قدموں سے گونج اٹھی۔

"عمران صاحب" ـــ عمران کی پشت سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"سب ٹھیک ہوا۔ ان سب کو غیر مسلح کر دو" ـــــ عمران نے ذرا سا ترچھا ہوتے ہوئے کہا۔

صفدر اچھل کر کمرے میں آ گیا۔

عمران نے چیف باس کو نشانے پر رکھا تھا۔ مگر صرف ایک لمحے کے لئے صفدر کے [illegible] کی وجہ سے وہ اوجھل ہو گئی تھی۔ اور پھر جب وہ نظر آئی تو میز پر پڑی ہوئی مشین [illegible] اس کے ہاتھوں میں تھی۔

"ہا ہا ہا ـــ اب تم کچھ نہیں کر سکتے عمران ـــ میری انگلی اس مشین [illegible] جس کے

ویسے ہی پورا پریذیڈنٹ سرکل اڑ جائے گا۔ اور ہمارا مشن کامیاب ہو جائے گا"۔ چیف باس کے ہذیانی قہقہوں سے ہال گونج اٹھا۔

"نہیں — تم غلط کہہ رہی ہو۔ اگر اس طرح پریذیڈنٹ سرکل اڑ سکتا تو تم مسٹر بے کو میرے یہاں آنے کو نہ کہتیں — اور میرے آنے کا انتظار نہ کرتیں"۔ عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"جس وقت مسٹر بے نے کال کی تھی اس وقت واقعی یہ پوزیشن نہیں تھی۔ ہم کیمیا پریذیڈنٹ سرکل کے گرد پوری طرح نہیں پھیلا سکے تھے۔ اور چونکہ مسٹر بے کی پیشکش عجیب و غریب تھی اس لئے میں مشکوک ہو گئی اور میں نے تمہیں یہاں بلا لیا — میں تمہاری اصلیت جاننا چاہتی تھی۔ مجھے شک تھا کہ پاکیشیا کے کسی جاسوس نے اسے بے وقوف بنایا ہو گا۔ اور تمہاری اصلیت جاننے کے لئے میں نے تمہیں وہ چکر دیا تھا — دیکھو تمہارے سامنے ہی سب کام ہو جائے گا"۔ چیف باس نے انگلی کو حرکت دیتے ہوئے کہا۔

اتنی دیر میں سیکرٹ سروس کے ممبران لڑکیوں کو غیر مسلح کر چکے تھے۔

"ٹھہرو! — تم ایسا نہیں کرو گی"۔ عمران نے اچانک غرا کر کہا۔ چیف باس کے اطمینان سے وہ کھٹک گیا تھا۔ اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے اس کی بات درست ہو اور وہ اتنا چیک رسک نہیں لے سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے سوچا کہ چیف باس کو باتوں میں لگا کر کچھ وقت لیا جائے اور کسی طرح اس سے یہ مشین چھین لی جائے۔

"کیوں نہیں کر سکتی — یہ سب کچھ ایک لمحے میں ہو جائے گا اور پھر پرواہ نہیں کہ ہمارا حشر کیا ہو — ہم اپنے وطن پر جان دینا اپنا مقدس فرض سمجھتے ہیں"۔ چیف باس نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"اگر تمہارا کام برسر اقتدار پارٹی کو ختم کئے بغیر ہو جائے تو کیا ضرورت ہے تمہیں ایسا کرنے کی"۔ عمران نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"وہیں رک جاؤ — ورنہ میں بٹن دبا دوں گی"۔ چیف باس نے سخت لہجے میں کہا اور عمران رک گیا۔ ایسی بے بسی سے پہلے اس کا کبھی سابقہ نہیں پڑا تھا۔

"بٹن تو تم نے ویسے بھی دبانا ہے — پھر میرے رکنے سے کیا ہو گا"۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"چونکہ مجھے اپنی سروس کو بھی بچانا ہے — اس لئے میں تمہاری پیشکش پر غور کر سکتی ہوں"۔ چیف باس نے کہا۔

"تو پھر صبح تک تم اپنا مشن ملتوی کر دو — میں صبح صدر مملکت سے بات کر کے اسے تمہاری بات ماننے پر مجبور کر دوں گا"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں — میں صبح تک انتظار نہیں کر سکتی — میں تمہیں صرف آدھا گھنٹہ دے سکتی ہوں۔ اگر صدر مملکت آدھے گھنٹے کے دوران میرے ملک کے وزیر اعظم سے فون پر بات کر کے رضامندی کا اظہار کر دیں تو ٹھیک۔ ورنہ میں بٹن دبا دوں گی"۔ چیف باس نے کہا۔

"مجھے منظور ہے — مگر صدر مملکت سے رابطہ قائم نہیں ہو رہا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ ورنہ اس سے پہلے ہی میں پریذیڈنٹ سرکل خالی کرا چکا ہوتا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"تم مسٹر بے کا حوالہ دے دینا۔ وہ فوراً تم سے بات کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے"۔ چیف باس نے جواب دیا۔

"مگر کیسے — میں اس سے رابطہ کیسے قائم کروں"۔ عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"ٹیلیفون پر"۔ چیف باس نے کہا۔

"مگر یہاں ہال میں ٹیلیفون نہیں ہے"۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"موجود ہے — مگر میری پہلی شرط یہ ہے کہ تمہارے تمام ساتھی غیر مسلح ہو جائیں اور

رکھ ہتھیار سنبھال لیں۔۔۔ تب میں اطمینان سے آدھا گھنٹہ گزار سکتی ہوں، ورنہ نہیں۔

چیف باس نے کہا۔

عمران نے ایک لمحے کے لیے سوچا۔ اُسے اسی میں بہتری نظر آئی کہ وہ چیف باس کا کہا مان لے۔ کیونکہ اس طرح کچھ وقت مل جائے گا اور اس دوران ہو سکتا ہے وہ بازی پلٹ جائے۔

ٹھیک ہے۔۔۔ سب ہتھیار پھینک دو۔۔۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

اور سب نے ہتھیار پھینک دیئے جنہیں لڑکیوں نے دوبارہ سنبھال لیا۔

ٹھیک ہے۔۔۔ قرآن اس میز کے نیچے رکھا ہوا ہے۔ اسے اٹھا کر اوپر رکھو اور پھر صدر مملکت سے بات کرو۔۔۔ چیف باس نے دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اور عمران خاموشی سے آگے بڑھ آیا۔

اب مسلح لڑکیوں نے عمران کے ساتھیوں کو مشین گنوں کے رخ پر رکھا ہوا تھا جیسے ہی عمران قدم بڑھا کر کمرے کے درمیان میں آیا۔ اچانک چیف باس کے اشارے پر ایک لڑکی نے آگے بڑھ کر مشین گن کی نال عمران کی کمر سے لگا دی اور اس کے ساتھ ہی عمران کی جیب سے وہ مخصوص پستول بھی نکال لیا۔

ہا۔ ہا۔ ہا۔۔۔ عمران۔۔۔ تم بے بس ہو گئے۔۔۔ اس مشین کے بٹن دبانے سے کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ ہوگا ویسے ہی جیسے میں نے پہلے کہا تھا اور اب یہ کام تمہارے بجائے ہم کریں گے۔۔۔ چیف باس نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے بڑے اطمینان سے مشین کو میز پر رکھ دیا اور پستول اس لڑکی کے ہاتھ سے لے لیا۔

عمران نے بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرا۔ چیف باس نے واقعی اسے بیوقوف بنا دیا تھا۔

لینڈیا۔۔۔ پستول لے کر تم جاؤ اور کسی بھی طرح پریذیڈنٹ ہاؤس میں داخل ہو کر مشن مکمل کرو۔۔۔ چیف باس نے لینڈیا سے کہا۔

لینڈیا نے پستول چیف باس کے ہاتھ سے لیا اور پھر وہ مطمئن انداز میں ہال کے دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔

ٹائیگر نے اپنے ساتھیوں کو پریذیڈنٹ ہاؤس کے گرد پھیلا دیا تھا اور وہ خود فرینکس عمارت اور پریذیڈنٹ ہاؤس کے درمیان ایک درخت کی آڑ میں چھپا ہوا تھا۔ اس کا واچ ٹرانسمیٹر کھلا ہوا تھا اور عمران کے عمارت میں داخلے سے لے کر سیکرٹ سروس کے ممبران کے اندر جانے تک وہ اطمینان سے سب باتیں سنتا رہا۔ مگر پھر چیف باس کی مشین والی بات سن کر ٹائیگر چونک پڑا۔ صورت حال انتہائی خطرناک ہو چکی تھی۔ چیف باس کسی بھی لمحے مشین کا بٹن دبا سکتی تھی۔ اور اس طرح اس کا ملک ہمیشہ کے لئے جیوش کی غلامی میں چلا جاتا۔

چنانچہ بے چین ہو کر وہ درخت کی آڑ سے نکلا اور پھر تیزی سے درختوں کی آڑ لیتا ہوا فرینکس عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

فرینکس عمارت کو وہ اچھی طرح جانتا تھا کیونکہ یہاں کی بڑی کمپنیوں سے جو ناجائز کام کرتی تھیں وہ اپنا حصہ وصول کرتا تھا۔ اور پھر وہ فرینکس عمارت کے عقبی طرف آ گیا۔ یہاں کا دروازہ اس کی توقع کے مطابق کھلا ہوا تھا۔ اُسے توقع تھی کہ ایل ایس ایسی نے فرار ہونے کے لئے اسی راستے کو منتخب کیا ہوگا۔ وہ دروازہ کھول کر سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ جب وہ اوپر والے دروازے کے قریب پہنچا جو براہ راست اسی ہال میں کھلتا تھا جہاں

یہ سب ڈرامہ ہو رہا تھا۔

اس وقت صورت حال میں تبدیلی آ چکی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو دوبارہ زد میں لیا جا چکا تھا۔ اور چیف باس اینڈیا کو پستول دے کر بھیج رہی تھی۔ وہ سوچنے لگا کاش وہ سیڑھیوں سے آیا ہوتا تو آسانی سے اینڈیا پر قابو پا کر پستول چھین سکتا تھا مگر اب وقت گزر چکا تھا۔ اسے فوری طور پر کوئی کارروائی کرنی تھی۔ اس نے کوٹ کے اندر سے مشین گن نکالی اور پھر دروازے کو ہلکا سا دبایا۔ دروازے میں درز ہو گئی اب وہ ہال میں دیکھ سکتا تھا۔

ڈائیگر نے دیکھا کہ دروازے کے بالکل سامنے ایک لڑکی کھڑی تھی جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور باقی لوگ پورے ہال میں بکھرے ہوئے تھے۔ اسی لمحے چیف باس پستول دینے کے لئے اینڈیا کی طرف مڑی تھی اور اس کے چہرے کا نقاب اسے نظر آ گیا تھا۔ اس نے سوچا کہ وہ اچانک کمرے میں پہنچ جائے اور اس سے پہلے کہ کوئی سنبھلے وہ اینڈیا چیف باس کو ختم کر دے۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ کم سے کم پریذیڈنٹ سرکل تو تباہی سے بچ جائے گا۔

پھر اس سے پہلے کہ ڈائیگر کچھ کرتا۔ اس نے دیکھا کہ عمران اچانک اپنی جگہ سے اچھلا اور دوسرے لمحے وہ اینڈیا کے ہاتھ سے پستول چھین کر فرش پر لیٹ چکا تھا۔

"نانسنس" اچانک چیف باس نے چیخ کر کہا۔

اور لڑکیوں نے مشین گنیں سیدھی کی ہی تھیں کہ ڈائیگر نے اچانک دروازے پر بھرپور لات ماری۔ اس اچانک دھماکے سے ایک لمحے کے لئے سب کی توجہ ہٹ گئی اور وہی ایک لمحہ قیامت ثابت ہوا۔ عمران اور اس کے ساتھی اچانک لڑکیوں پر پل پڑے اور پھر ہال میں قیامت ٹوٹ پڑی۔ مشین گنوں کی ریٹ ریٹ شروع ہو چکی تھی اور ہال میں چیخیں گونج اٹھیں۔ پھر اس سے پہلے کہ ڈائیگر مشین گن کا ٹریگر دباتا۔ اس کے جسم کو ایک زبردست

جھٹکا لگا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا سر کے بل سیڑھیوں پر سے لڑھکتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی پیٹ اور جسم بھی لڑھک رہا تھا۔ آخری سیڑھی پر پہنچنے سے پہلے ہی ڈائیگر کا سر ایک چیز سے بری طرح ٹکرایا اور اس کے دماغ میں اندھیرے چھاتے چلے گئے۔ وہ زینے کے قریب گر کر بے ہوش ہو چکا تھا۔

پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو سب سے پہلے اس کی نظریں چھت سے ٹکرائیں اور دوسرے لمحے اس کا شعور جاگ اٹھا۔ چھت پر لگی نقاشی نے اسے یاد دلا دیا تھا وہ پہلے ہی کمرے میں ہے۔ وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔

"لیٹے رہو۔ آرام سے" ۔۔۔۔ عمران کی آواز اس کے کانوں میں پڑی اور چونک کر قریب ہی کرسی پر عمران بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

"پرنسس کیا ہوا ۔۔۔۔ پریذیڈنٹ سرکل کا کیا ہوا" ۔۔۔۔ ڈائیگر نے پوچھا۔

"سب ٹھیک ہو گیا ۔۔۔۔ تمہاری اچانک مداخلت نے کام بنا دیا" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر کیسے پرنسس ۔۔۔۔ مجھے تفصیل بتاؤ" ۔۔۔۔ ڈائیگر نے بستر سے نیچے اتر کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"بس یہ کہ ادھر میں نے اینڈیا کے ہاتھ سے پستول چھینا۔ ادھر تم نے دھماکا کیا اور سب کی توجہ ہٹ گئی۔ میرے ساتھیوں نے اس لمحے سے فائدہ اٹھایا اور چونکہ وہ لڑکیوں کے قریب موجود تھے اس لئے انہوں نے جھپٹ کر ان کی مشین گنوں پر ہاتھ ڈال دیئے مشین گنیں ہاتھ آ گئیں اور کچھ چل گئیں۔ بہرحال زبردست ہنگامے کے بعد آخرکار ہم چیف باس کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ایک لڑکی اینڈیا شدید زخمی ہو گئی۔ اور اچانک پیچھے سے مجھے بازو پر زخم آیا اور میرے دو ساتھی کیپٹن شکیل اور جوزف کو بھی گولیاں لگیں" ۔۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ — کیا وہ ہلاک ہو گئے" — ڈانیگر نے چونک کر پوچھا

"نہیں — انہیں فوراً ہسپتال پہنچا دیا گیا — اور اب ان کی حالت خطرے سے باہر ہے" — عمران نے جواب دیا اور ڈانیگر نے اطمینان کا سانس لیا۔

"بہرحال ایجنڈا یہ ہے ہمیں تفصیلات کا علم ہو گیا ہے — ایل ایس ایس نے پریذیڈنٹ سرکل کو اڑانے کا بڑا بھیانک منصوبہ بنایا تھا۔ انہوں نے مخصوص گنوں سے ایچ ڈی گیس کو پریذیڈنٹ سرکل کی فضا میں جمع کر دیا۔ یہ گیس دس منٹ تک ایک ہی جگہ ٹھہری رہتی ہے اور پھر مشین کے ذریعے اس گیس کو پورے پریذیڈنٹ سرکل کے گرد پھیلا دیا گیا۔ اب پریذیڈنٹ سرکل بارود کا ڈھیر بن چکا تھا۔ مگر ایچ ڈی گیس کو آگ صرف مخصوص شعاع سے لگ سکتی ہے اور اس پستول میں وہی شعاع پیدا کرنے والی گیس تھی۔ یہ شعاع چونکہ دور تک مار نہیں کر سکتی اس لئے چیف باس کا منصوبہ یہ تھا کہ اس کی کوئی ممبر زبردستی پریذیڈنٹ سرکل کے گیٹ میں داخل ہو جاتی اور پھر صرف اس نے پستول کا فائر کرنا تھا اور پورا پریذیڈنٹ سرکل بھک سے اڑ جاتا۔ ہماری یہ خوش قسمتی تھی کہ اچانک صفدر کی وجہ سے مس [illegible] نے کال کر دیا اور چیف باس اس [illegible] آگئی کہ [illegible] کرنے کی بجائے مشن کے آدمی کو بھیجا جائے۔ کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ پریذیڈنٹ سرکل کے ساتھ ساتھ پستول سے فائر کرنے والے کے جسم کے بھی ہزاروں ٹکڑے ہو جاتے۔ بہرحال میں وہاں پہنچ گیا اور میں وہاں دھوکہ کھا گیا۔ میں نے یہی سمجھا کہ پستول قبضے میں آگیا ہے اس لئے اب ایل ایس ایس کے ممبر قابو کرنے جا رہی ہیں مگر چیف باس انتہائی چالاک اور ہوشیار لڑکی ہے۔ اس نے مشین کے بٹن دبانے کے چکر میں ماری پلٹ دی۔ چکر میں رسک نہیں لے سکتا تھا اس لئے اس کے داؤ میں آ گیا۔ بہرحال دوبارہ پستول پر قبضہ کرتے وقت میں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ بعد میں چاہے جو ہوتا سب ممبر تم تک جائیں مگر میری حکومت کو شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ مگر تمہاری اچانک مداخلت سے کام بن گیا

ہو رہی تھی کہ ہم نے صورت حال کو قابو میں کر لیا۔ اور یہ ملک ایک عظیم تباہی سے بچ گیا۔ میں نے ہنگامی صورتحال میں صدر مملکت سے بات کی اور ٹیمنگ فوراً برطرف کر دی گئی۔ ہم نے ایچ ڈی گیس کو وہاں سمیٹ کر پریذیڈنٹ سرکل کو بچا لیا۔ صدر نے ہنگامی صورتحال نافذ کر کے ببر پارٹی کے تمام سرکردہ لیڈر اور ٹیمنگ کو گرفتار کر لیا۔ پھر مجھے نے سب کچھ اگل دیا اور اس طرح اصل منصوبہ ملک کے عوام اور مزدوروں کے سامنے آگیا اور ملک کی صورت حال پرسکون ہو گئی۔ خیر شی اپنے مشن میں ناکام ہو گیا۔

"اوہ — یہ سب کچھ ہو گیا اور میں بیہوش پڑا رہا" — ڈانیگر نے کہا۔

"ہاں — تمہیں چھتیس گھنٹے بعد ہوش آیا ہے — شہر پناہ کی ایک اینٹ ڈھیلی تھی اور اس کا سرا تمہارے سر میں گھس گیا تھا" — عمران نے جواب دیا

ڈانیگر نے بے اختیار ہاتھ سر پر پھیرا۔ اس کا پورا سر پٹیوں سے لپٹا ہوا تھا۔

"مگر وہ چیف باس — کیا وہ پکڑی گئی" — ڈانیگر نے اچانک پوچھا۔

"نہیں — وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گئی — اسی نے تو تم پر چھلانگ لگائی تھی۔ تم تو بیہوش ہو گئے مگر وہ نکل گئی — بہرحال یہاں کی سیکرٹ سروس اسے ڈھونڈتی رہے گی" — عمران نے جواب دیا۔

"پرنس — تم نے میرے ملک پر ایک زبردست احسان کیا ہے — اتنا بڑا احسان کہ ملک صدیوں اس احسان کا بدلہ نہیں چکا سکے گا" — ڈانیگر نے انتہائی ممنون لہجے میں کہا۔

"نہیں ڈانیگر — ایسی بات نہیں ہے — تمہارے ملک کے ہمارے ملک کے ساتھ انتہائی قریبی اور دوستانہ تعلقات ہیں۔ اسی بنا پر تمہارے صدر نے ہم سے درخواست کی تھی — اور خدا کا شکر ہے کہ ہمارے ملک کی لاج رہ گئی — اور پھر تم نے دو موقعوں پر ہم سب کی جانیں بچائی ہیں" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں پرنس! ۔۔۔ ایسا مت کہو ۔۔۔ تم عظیم ہو ۔۔۔ عظیم ترین ۔۔۔" ڈائیگر نے آگے بڑھ کر عمران کے پیر پکڑتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہو بھائی ۔۔۔ میری جوتی کیوں اتار رہے ہو ۔۔۔ یہ بڑی مشکل سے یہ بوٹ خریدے ہیں ۔۔۔ نئے مہنگے ہو گئے ہیں ۔۔۔" عمران نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا اور ڈائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک ہنگامہ خیز ناول

بلیو فلم

مصنف: مظہر کلیم ایم اے

بلیو فلم ۔ ایک ایسی فلم جس نے آخر کار عمران کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈلوا ہی دیں۔

بلیو فلم ۔ جس کی خاطر عمران نے ہزاروں فٹ کی بلندی پر اڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر سے بغیر پیراشوٹ کے چھلانگ لگا دی۔

بلیو فلم ۔ جس کے حصول کے لئے دنیا کی دو بڑی طاقتوں کے ایجنٹ عمران کے مقابلے پر میدان میں کود پڑے۔

بلیو فلم ۔ جس کی خاطر عمران اپنی جان پر کھیل گیا مگر وہ فلم یوں غائب ہو چکی تھی جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

بلیو فلم ۔ جس کی خاطر سیکرٹ سروس کے ممبران اور دنیا کی دو بڑی طاقتوں کے ایجنٹوں کے درمیان خون کی ہولی کھیلی گئی۔

بلیو فلم ۔ جس کے حصول میں ناکامی پر سر سلطان نے سیکرٹ سروس کو سرکاری طور پر ختم کر دینے کا اعلان کر دیا۔ انتہائی پراسرار، ہنگامہ خیز اور ایکشن سے بھرپور کہانی۔

یوسف برادرز ۔ پاک گیٹ ملتان

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk